ماشاء الله ولا قوة الا بالله
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۶

# وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدْ

واضح ہو کہ مردم مہدوی المذہب اگرچہ اطراف جونپور و بلاد گجرات
و دکن خصوصاً شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بھی بکثرت موجود
ہین لیکن چونکہ ان دنون انکے بعضے علما کتابین کتاب اور
رسالے پر رسالے رد مین تمام فرقون اسلام کے لکھتے اور
چھپواتے جاتے ہین اسواسطے یہ رسالہ یعنی

## ہدیہ مہدویہ

رد مین فرقہ مذکورہ کے مشتمل تمام اصول و
فروع و قبایح و نقائص مذہب و پیشوایان مذہب
مسطورہ پر شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تصنیف ہوا اور
حسب فرمایش اہل بلدہ مذکور کے بسعی عزیز القدر شیخ محمد یعقوب
باہتمام امیدوار غفران محمد عبدالرحمن تربیت یافتہ حاجی سرور محمد مصطفیٰ خان مغفور

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

قیمت فی جلد
عہ

# فہرست کتاب ہدیہ مہدویہ

ماشاء الله ولا قوة الا بالله
در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والآخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الصادقین المہدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد ابو رجا محمد گزارش کرتا ہی کہ یہ کتاب ہی رد مین مذہب فرقۂ مہدویہ کے کہ جنھون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصًا اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہر چند علمائے متقدمین مانند شیخ علی متقی و شیخ ابن حجر مکی و محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری و سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف و حق طلب کے واسطے [illegible] کی ہین لیکن چونکہ بنا اُن تصنیفات کی استدلال بالاحادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہی اُس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے اور انکے مہدی وغیرہ معتداؤن کے اقوال نقل کرکے یا احادیث و اقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام مشقت انھین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع اوٹھائی گئی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہدیہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادائے حق اسلام ہی نہ مقابلہ و انتقام اس سبب سے کسی جا پر انکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیحہ اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون سے [illegible] حق مین

کچھه ملاحظه اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجه سب تبرا کا باقی نرکھا که اگر کبھی کسی عالم سنی نے کچھه انکو
لکھا اونھون نے نہایت نخوت وتکبر سے طریقه عدل ومساوات کا چھوڑ کر رد چند در چند
اوسکا بکا اور بعضے اونکے مصنفین نے بلا استقا بابھی یہی پیشه اختیار کیا چنانچه بطور نمونه کے چند
الفاظ انکی کتابون سے که گویا دشنامه ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی
شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقه رد سراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کر کے لکھتا ہی بدا
ای انصاف کننده به بین بسوی اعتساف این شقی ناپاک و نظر کن بعناد وعداوت این جاهل بیباک
وتامل کن در کلام دروغ بفروغ این بدکیش شقاوت اندیش که چگونه تابع نفس وهوا گشته ومطیع فرمان
شیطان شده الضا این مقوله عرب بر عدم علم و وجود جهل او دلیل ست ظاهر آنکه مقتدای این
شقی یعنی علی سعی در رساله خود که اسش دست سیگوید اعلم رحمك الله الخ و در میان کلام این
هر دو ناپاک مخالفت راه یافت الضا انتهی قول شقی جواب بر مجهولی این نامعقول ونامعقولی
این مجهولی همین کلام او دال ست الضا انتهی کلام محمود الدین آلت را بالشقی لعن الله علیه وعلی [illegible]
علی التقی الت را بالمفتری جواب ثم انظر ایها المنصف الی جهالة هذا الاعرب المعاند هو
المخصوص بایة الاعراب اشد کفرا ونفاقا والموصوف بصفة فاتبعه الشیطان فکان
من الغاوین انتهی والله المستعان غرض که اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین [illegible]
موجود ہین خصوصا تکفیر تمام اہل اسلام کی که اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابون کا
گویا ترجیع بند ومستزاد اور تمام خرد وبزرگ کے وظائف اوراد سے ہی ایکی بار جزا اس تمام
فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے سنوض کر کے کریمه خذ العفو وامر بالعرف واعرض
عن الجاهلین پر عمل کیا گیا بشرطیکه آینده اس شیوهٔ شنیعه سے توبه کرین اور بار دیگر کوئی کلام
ناشایان زبان پر نه لاوین وگرنه بمنطوق آیه والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون و
وجزاء سیئة سیئة مثلها کے جواب ترکی بترکی دیا جاویگا که آینده اگر کوئی الفاظ شنیعه
معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوین گے ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سناوینگے
کر لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی
اور فہرست اسکے ابواب کی یه ہی باب اول مین بیان اون عقائد فرقه مهدویه کا جو که مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین **باب دوم** احوال شیخ جونپوری مین ابتداے نشو و نما سے تا انتہاے موت وفنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفا و توابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے **باب سوم** رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین **باب چہارم** مین بیان اون گستاخیونکا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور آیمۂ اعلام کے کی ہین **باب پنجم** مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین **باب ششم** بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین **باب ہفتم** مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت [illegible] گار عالم جل جلالہ کے کی ہین **باب ہشتم** رد تسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہے

## باب اول مین بیان اون عقائد فرقۂ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین

**عقیدۂ اول** سید محمد جونپوری ولی کامل اور مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال و افعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جانب صحیح و برابر ہے اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم نگویند چیزہا ۔ تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہے اور بعضے علماے اہل سنت کہ حسن ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اوسکی یہ تھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال برابر اونکو نہ پہونچے تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین [illegible] کرتے **عقیدۂ دوم** سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نو سے پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نو سو دس مین انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا ہے اور شناخت اوسکی بہ توقف ہے وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی ہین مذکور ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہے چنانچہ تفصیل اسکی آیندہ بخوبی آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدۂ سوم** تصدیق [illegible] مہدیت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نوسو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکھنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو ساٹھ برس سے اسیقدر اختصار پر ہوگئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدویت سے عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور انکار انکی مہدویت کا واجب و موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان لوگونکی شامت اعمال نے اونکو اس مین مبتلا کیا ہی **عقیدۂ چہارم** شیخ موصوف اگرچہ فرد اہل امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امرا مومنین ابوبکر صدیق او عمر فاروق او عثمان ذی النورین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیاے سابقین مین **عقیدۂ پنجم** سید محمد جونپوری سواے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب ابدال و اوتاد و ایمہ اہل بیت و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہووے درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائک سے افضل ہین **عقیدۂ ششم** سید محمد جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین کہ دونو مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا و المرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر **عقیدۂ ہفتم** یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ جونپور کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث تفاسیر کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوے اوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین **عقیدہ ہشتم**
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت سمجھتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہوگئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سوا حضرات انبیا علیہم السلام کے
کسی کے واسطے نہین ہی یہ انھین کیلواسطے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ
حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب ہو جاتا ہی اور سوا انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی
اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
مخالف ہوگا اطاعت نہ کرینگے **عقیدہ نہم** یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت نقل کے
واجب التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل و حس کے ہووے جب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی
مین تاویل حرام ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین و خلفا مہدی کے
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑکر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی
کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمَنَّا وَصَدَّقْنَا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ
مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے یہ سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے
سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھہ ہی رہے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی
جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدہ شریفہ
مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھہ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہوگا
انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
عقل کے کہ عقل صحیح و سکے استحالے پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور
معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہوینگے اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول مین

عقیدہ ہشتم شیخ موصوف بالذات مفترض الطاعت ہین

عقیدہ نہم شیخ کے قول مخالف بدیہیات کو بھی حق جاننا

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان پہ دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین امور متخیلۃ الاستحالہ کے ابطال استحالا و راثبات امکان کے درپے رہتے ہین تاکہ وہ احکام شرعیہ غبار احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہی اُوسپہ سے سرپیچ آمنّا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین **عقیدۂ دہم** یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاؤ مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ کے بارھوین باب مین (نام کتاب) لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران (یعنی محمد) جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضونکا ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضونکے دونو پہلو مسلمان ہوئے تھے مگر یہی دو تن سرتاپا مسلمان ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین ہو کر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام و الایمان ہین جہت اسلام سے ان مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی ان مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت مین سب برابر ہین کہ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ الآیۃ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَآءِ اور ایک روایت مین ہی کہ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل نہ دو کہ نبوت مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب اون خصائص و اوصاف کے ہی کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی ساتھ رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرائے اولوالعزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

عقیدۂ دہم سوائے سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین ناقص الاسلام ہین

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو خاتمت و معراج ہی چنانچہ اسی طرف اشارہ ہی تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ کَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَیْنَا عِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنَاتِ وَأَیَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

**عقیدۂ یازدہم** یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیاے بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے لیکے سید تک شیخ جونپور کے حضور مین عرض کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا داخلہ و موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس خزانے سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کرکے تصحیح کرو اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود ہی اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپور نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین وٹین اور مدار مقبولی و مردودی کا یہ شخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہوگئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پہ موقوف ہی پس کجا شیخ جونپور و خوندمیر

**عقیدۂ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہوکر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو وے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین مذکور ہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب دیدار کہ تمام دنیا اور خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس واے برحال مہدویان حال کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک خارج زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا رانده وز انجا مانده

نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے کافر ادھر اہل سنت مین آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت مین خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہین ہی بلکہ یہ لوگ نے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لائے ہین اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہین ہی سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضون کا اس مین بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم مین آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدۂ سیزدہم یہ کہ بموجب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی و پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہی
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب مین یاد الٰہی متعذر ہی حاصل یہ ہوا
کہ انکے میران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کرین تو بھی منافق و مشرک ہین حیف
ہے آنکہ مہدویون مین اسقدر ذاکر بھی لاکھون مین ایک بھی نظر نہین آتا ہی غرض کہ اس فرمان نے
بھی مہدویون کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بدخلقی شانزدہم مین آویگی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہین ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہین ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل و مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکہ مشرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات علی
پاوے گا اور اگر نہ کرے گا مومن بلاشبہہ رہے گا عقیدۂ چہاردہم یہ کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والا بلکہ اوس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامہ کے باب
پنجم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان مین مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اوس کے ساتھ صحبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آن سے نہین ہی اور آن محمدی
سے نہین ہی اور آن خدا سے نہین ہی انتہی دیکھیے کہ مہدویون مین یہ سب اشیاء با کمال حرص و
رغبت موجود ہین اور وہ بخوبی ان مین مشغول ہین اور اہل دولت کے در پر شب و روز مانند [illegible]
دست بستہ حاضر ہین پس انکے مہدی کی زبان درفشان سے خطاب کفران کو مبارکباد اور جب

مهدی سے نے کہا کہ ہماری ذات سے نہین ہے تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
ثلثہ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف
بلا کر صلہ اوس کا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مهدویون نے لاچار
ہو کر ایسا مقرر کیا ہے کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مهدی کے کافر رہے لیکن مرتے
وقت کسی میان کے ہاتھ پر بہانہ نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہو جانا اور ان خطابات
مهدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہے بدخلقی وہم کے بیان مین
آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہے نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے بلا لازم آیا کہ
بالاے زمین زندہ مهدوی بموجب ارشاد مهدی کے کافر و غیر مهدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مهدی
و مسلم ہین پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض
ہوتے ہین او حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین ان کے ہمراہ رہین گے تب بھی نجات
مشکل ہے اور زندہ مهدویون کو کہ بموجب فرمان مهدی کے حالت کفر مین ہین اور ان مهدی سے
خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی غرض کہ مسودہ اوراق نے ہر چند کہ جادۂ احتیاط
کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن یہ امر
لاعلاج ہے کہ خود مهدی ایسے درپے ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہے کیونکہ جب ملبوسات ماکولات
و زنان و فرزندان وغیرہ کفر ٹھیرا ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار
ہو گئے بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال
خواہ کروڑہا کا ہو جب اوسکی زکوۃ ادا ہوئی مالباقی پاک ہو گیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہے نہ کفر اور صحت اسکی
خود قرآن سے ثابت ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہے
اور زکوۃ اوس کا نام ہے کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا
پس اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادا کے چالیسوین حصے کے
بقیہ اونتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ **عقیدۂ پانزدہم** یہ کہ ترک
وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہے چنانچہ شواہد کے

باب ہی وسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت وصحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدۂ
میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را قبول
کرد وہمت وانہجرت وصحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا یَسْتَوِی
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ غَیْرُ أُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِینَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاهِدِینَ عَلَى الْقَاعِدِینَ أَجْرًا عَظِیمًا انتہی حالانکہ
اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا
سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا
اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدوی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدائے مہدویت سے
تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
کرکے مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال وجدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے
کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر اس
کتاب مین بکثرت آوے گا اور سب پر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز معروف
نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اس کا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کرکے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا فقط وطن ترک کرکے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفائے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد
ودیہات مین انھین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لا رهبانیة فی الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر
یہ لوگ کہ اپنے اوطان وپیدائش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات
والقاب سے نجات نہین ملتی ہی **عقیدۂ شانزدہم** یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بلا مرسل

عقیدۂ شانزدہم

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد نفیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی کا سمجھتے ہین بیان اس کا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی اپنے محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرماکر ارشاد و ہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے اور اوسکی طرف اپنے اوامر و نواہی و معارف و حقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین اصلا گمان وساوس شیطانی اور خیالات نفسانی کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقا اور صغیرہ خسیسہ عمدا و سہوا اور صغیرہ غیر خسیسہ عمدا سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام یا اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہی اگر با این ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہو وہ رسول ہوا اور درجہ نبوت پر مرتبہ رسالت اضافہ ہوا یہ خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد اور غیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہی اجمالا و تفصیلا اجمالا یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام و مقصود ایک ہی اور تفصیلا یہ ہی کہ انکا بمحض لطف الہی سائر الناس مین سے برگزیدہ ہوکر ماسور بخدمت ارشاد و ہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ اول بارہ برس تک امر الہی ہوتا رہا اور میران وسوسہ نفس و شیطان سمجھ کر ٹالتے رہے اور بعد بارہ برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہین تو اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اوسکے بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے خطاب با عتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کریگا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا انتہی ملخصا اور ام العقائد مین لکھا ہی کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد ایضا او فرمود حق تعالی مارا فرستادہ است مخصوص برای این است کہ آن احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی ظاہر شود اور رسالہ فرائض سید میران جی میں لکھا ہی کہ فرض پانزدہم خصوصیت بصفت مہدی بر آنکہ ظاہر گردن

شیخ ... (حاشیہ: [illegible])

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی نتوانستن انتہی اور سوا اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ من
جانب اللہ بمحض لطف الہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہین او اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مبسوط ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی ابلواسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
ششم و ہفتم ہر اعمال و بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور رسالہ اعتقادیات و عملیات
مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خدا علم و حکم کا حضرت کو حق تعالی سے اور روح مقدس نبی سے ہی اور علم
و حکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات وحی ادعائی ہین سے ایک عبارت بطور نمونہ کے
لکھی جاتی ہی ابتدا رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المهدي صلى الله عليه وسلم علمت
من الله بلا واسطة جديدا اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي
الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب في الايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویون کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین آلخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول ہو موافق حکم و بیان مہدی کے نہووے تو وہ قول خطا ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال یا افعال یا اقوال کے مخالف ہووین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرمہ کے ثابت ہوا اوس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال و اقوال ایسے معصوم ہوگئے کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی انکے مقام و احکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

التفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا
کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
اور رسالۂ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدیکو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف
کو بیان مہدی سے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام
واعتقاد داشتن وعمل کردن بران ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و
امیدوار فلاح ونجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے
ثابت ہوئے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمۂ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی ومعنوی سے مالامال ہی کہ
تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر سالم کتاب بنتی گویا کتاب الخطیات ہوتی البتہ
فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی و بعض ہندی و بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ
انکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا ای سید محمد دعوی مہدویت کا کھلاتا ہو ہی تو کھلا نہین تو ظالمان
مین کرون گا چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح وبلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اسکی
فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسیہی سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمہ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہوسکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اس کا یہ ہی کہ شریعت
انہین احکام شرعیہ وامر ونواہی کو کہتے ہین سو شیخ موصوف نے دعوی کیا کہ مجہپر احکام خدا کی طرف
سے تازہ بتازہ نوبنو اترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
بڑھکر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو منہ سے نکلتا ہی
سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ
آخر رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان واسلام سے ہی
دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ تاویل بھی درست ہی چنانچہ مؤول ومجاز وکنایہ سب اقسام
قرآنیہ سے ہین یہان تاویل وتوجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام اسکی نسبت

جونپوری پور بعید کو میان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمالا بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ المقصود
بندہ سید خوندمیر بن موسی عرف چھجو این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ صحبت واو
فرمودہ است ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکحرف را منکر شود او عنداللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہائے رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود دیہیچ حکم ازان احکام تفاوت نیافتم
و برین جملہ اعتقاد و ایمان لیسم ہر کہ در بیان وی چیزی تاویلی و یا تحویلی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلا بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ برجملہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ بندگی میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی ازان فرائض عملی اند الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث التسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس سلسلے کا یہ ہی کہ احکام مذکورہ
سے بیس فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا ایسے اسکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تیس کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہو گئے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہی سوائے شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونوں کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی کہ انکا بیان واضح اور اعلا
ہوا ہی کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر آپکے مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مجمل و مہمل چھوڑنا
مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہی اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو وہی مضمون
وارد ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اسواسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا و قس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہی چنانچہ الاتقان (نام کتاب) وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہی اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر باجماع
امت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کرکے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ نمبر دوم

مین مسطور ہوا اور اسی طرح عزلت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور سیر ہیں ماسوا اللہ کہ مستحب ہی فرض
کیا اور ترک سیر و تردد دمیراث و تعین معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور بلا وجہ
وطن چھوڑنا کہ قسم رہبانیت سے ہی اور مکروہ تھا اوسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ
حضرت رسالت کے کہ حرام تھا اوسکو فرض و ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اوسکو فرض
کیا و قس علی ہذا اور ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ
مین مذکور ہوچکا اور سوائے نماز دن فرض کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین
رمضان کا ہی اور سوائے زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی اللہ تعالی
نے زکوۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے
اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہوکر ایک سال کامل اسپر گذرے تب چالیسوان حصہ اوس کا فقرا کو دینا اوس پر
فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب یقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس کا دسوان حصہ
خیرات کرنا اوسی فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم
بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشروہ
عشر نہین ہی جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہی بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے
اور نماز ششم اون تمام احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے محض شرع جدید ہین اور بعضے
باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ
جونپور مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب
احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِاُحِلَّ لَكُم بَعْضَ
الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ
خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت
محمدیہ کا پیدا ہووے منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپور پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیات
مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا امر و صاف پر متبع اس شرع شریف کے ہوکر نہین مخالف ہی
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نہ نبی متبع ہا آنحضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور وجہ بطلان ظاہر ہو کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس موافق اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن وسنت واجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ
مقصود نبی متبع سے کیا ہو اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی بتکلف بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہو
بحث اسکی بتفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہو عقیدۂ ہفدہم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہو کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت ورسالت کے بعضے صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھہ بھی شریک ہین چنانچہ یہ صفت الہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَعلَمُ غَیبَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ یَعلَمُ مَا یَلِجُ
فِی الاَرضِ وَمَا یَخرُجُ مِنھَا وَمَا یَنزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعرُجُ فِیھَا اِن تَکُ مِثقَالَ حَبَّۃٍ مِّن
خَردَلٍ فَتَکُن فِی صَخرَۃٍ اَو فِی السَّمٰوٰتِ اَو فِی الاَرضِ یَاتِ بِھَا اللّٰہُ کہ صفت علم الہی ہو اور
جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھہ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہو چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین[۳۱] باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھہ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر کماحقہ پہچانے اور واقف ہو اور بشارت نامے مین لکھا ہو کہ مہدی
نے کررات ومرات کہا ہو کہ بندے کو مقام ومراتب جملہ انبیا واولیا ومومنین ومومنات کے بلکہ احوال جملہ
موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھہ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہو اور کماحقہ پہچانتا ہو انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہو کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولاور کے حق مین فرمایا
کہ میان ولاور کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہو جیسا کہ ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہوئے انتہی جیسے
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سموات
وارض وما بینہما سب داخل ہو مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھہ مین تھے مریدین کے
ہاتھہ مین بھی عرش وفرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہو اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہو کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہو اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہو کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات وافعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھہ بکار آمد نہین ہو کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہو اور بشر مین بواسطہ عطائے الہی ہو کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہو کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

وسموات ہو جاوے استغفر اللہ العظیم پہر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے تحاشی کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو تم لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ البتہ حضرات انبیا اور اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ او خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوتا ہی نہ یہ کہ مانند جناب باری کی جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند اپنے رای کے منکشف رہین پہر کیا فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کہدو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہین اور زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان دلاور بہی زمین والون مین ہین انکو علم غیب کس طرح مخالف اس آیہ کریمہ کے ہو گیا عقیدۂ نہم یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جوہر نامہ مین لکہا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم حسب منا در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر اول و روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و من دون ہذا کل اشیا بری و بحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی پس ائمہ عزیز اہل تمیز ہمہ علماے اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیاے اہل حقیقت قدیم و غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ یہ عجیب غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سوائے ذات وصفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات وصفات سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور اسکا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور بس پس لا قدیم الا اللہ ولا خالق الا اللہ عقیدۂ اتفاقی جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پہونچا ہی بلکہ فلاسفۂ یونان سے ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سوائے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ ہمراہ حضرت

ترجمہ توکہہ کہ نہین جانتا کوئی جو بیچ آسمانون اور زمین کے ہی غیب کو مگر اللہ

عقیدۂ نہم عالم مین چند چیزین غیر مخلوق خدا کی نہین

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا اور اہل شرائع اور جمہور حکمائے کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند از حکمت یونانیان ٭ حکمت ایمانیان را ہم بخوان ٭ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین مذکور الصدر
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقولیکہ المعنی فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہی اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب صحائف سے اگر مراد کلام نفسی الٰہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد حروف
و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہۃ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصورۃ
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ای
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب با یہ نبود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الٰہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الٰہی سے
سب قدیم ہوئے ہین اس قدم سے اشیائے مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الٰہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبہ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیا اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیائے اہل حقیقت کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الٰہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اللہ ولی الذین امنوا حال وہی کا مانند حال
صفات الٰہیہ کے ہی و این کجا و آن کجا تتمۃ الباب عقیدہ تسویہ یعنی شیخ جونپور کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلم کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی نص و بشر بلکہ
خداے داوگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

وہ یہ ہی کہ حضرت سید کائنات علیہ التسلیمات شیخ جونپور کے عوام مریدون کے برابر ہین چہ جا خاص مریدین
و اصحاب کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہین پھر کہان شیخ جونپور کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوارون سے وہ پونہچا ہی اونہین سے یہی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا فقیر ہی تو یہ بخشش
پیر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس حدیث نے اصل بیان کر کے بولتا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسی ہوئے
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان عبد الرحمن
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی و را اور آگے ہی اور پنجفضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور خلیفہ شیخ جونپور نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی هم اخواني بمنزلتي یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک دونو
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام مرسلین کا رکھتے ہین اور کہا کہ مرسل اوسے کہتے ہین کہ مہتر جبرئیل اوس پر
وحی لاوین لیکن بارہ آدمی ونسے بھی فاضل تر ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہین هم اخواني بمنزلتي کا مقام رکھتے ہین یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھکر مقام رکھتے ہین اونسے پوچھا کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک
اور قاضی عبد اللہ انتہی یہ دلاور مرید شیخ جونپور کا حال ہی کہ اپنے مریدون کو ہم منزلت حضرت کے بول کر
کبھی ون مین سے بارہ کو مرسلین سے اور چار کو سید المرسلین سے تفضیل دے رہا ہی کہ منجملہ اونکے عبد الملک مصنف سراج الابصار
بھی ہی پس یہ لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپور سے بھی افضل ہوئے کیونکہ اونکے مساوی سے جو افضل ہوا وہ
انسے بھی افضل ہوا پس دونو عقیدے انہین کے بزرگوارون کے ہین معلوم نہین کہ کیا سبب ہے کہ تسویہ کو اختیار
کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا کیونکہ بسبب خوف خدا کے باز رہے ہون ایسا گمان نہین ہو سکتا ہی
اسواسطے کہ جب خود خدا کی صفات مین مہدی کو شریک کرنے سے نڈر کر علام الغیوب اور قدیم غیر مخلوق
ٹھیرایا اوسکے نبی سے افضل کہنے مین کب اندیشہ کرتے علاوہ یہ کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ ترقی واضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ پہلے ہین کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین آخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسدم تک تصحیح تصدیق
ہی اور قبول ہر رد میرا قبول ورد خدا کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت وغیرہا مین موجود ہی اور تفصیل
اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اس دم تک مین حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب دیکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل
مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہی اول درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ يَخْتَارُ أَهْوَنَهُمَا لیکن پھر
بھی اپنی برخورداری و تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس قول تفضیل کو بھی بالکل معطل نہ کر دیا بلکہ برتاو اوسکے موافق رکھا کہ
کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر
اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے تو یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام اور میان لاد اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے
تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین امین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گوہر
ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین بھی ہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر پر ہی ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود مذکور الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے
ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدل المہدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہوا اور مہدی کے
بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ بدر ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے
بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا
کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور اونکی ماں فاطمہ ولایت ہین اور سب بیبیان
مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ اونکے مہدی نے دعوی کیا کہ بندے کی ایک نظر
ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم مین
لکھا ہی اب ونکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ رکھین گے بلکہ یہ مریدین خود مبشر بالجنہ
ہونا برکنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا جیسا کہ
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمہارے پاس بھی ہونگے اور انھین مریدین کے
واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اب باقی رہا یہ شبہہ کہ
سید محمود مذکور الصدر نواسے مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر یا بہتر امام الشہدا شہید کربلا سے

جانتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہید ون ہین کیونکر شریک ہوگئے
سو جواب اس کا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک وزیر بزرگ بعد نماز تہجد کے
جانماز پر بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اوسکے درد سے بعد تنیتا لیس روز کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع واقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدوی کے ناحق کے مارنے کو لبس کرتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود
اگرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یا بت نے اوذن الٰہی نہ ہوئی ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور ریہ اوسکے زخم
سے گیے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید ٹھیرا کر مفت وے محنت ٹھاٹھ کربلا کا باندھ لیا

## باب دوم احوال شیخ جونپور مین ابتدا نشو ونما سے انتہائے موت وفنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا وتوابع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور تحفۃ الفضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ وروایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف وکرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراشی وخراشی مریدین ومعتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین
ومتاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنی وشیعی وغیرہ نے بجز ترک وتجرد اور تاثیر وعظ و
بیان کے کہ لوازم ترک وتجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر وباہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی
نقل نہ کی شیخ جونپور کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی
کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کہ نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے
اونسے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف
ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے
بمصلحت عموی مہدویت کے دونو کے نام بدل کر میان عبد اللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ
بحث دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال وچار ماہ وچار روز کی پونہچی سید خان صاحب نے

اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن لیسند رکھتے تھے لول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر لبقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ موشگافی مین لیراور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماء داناپور نے انکا لقب سد العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اس دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پونہچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارۂ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہی کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید اجی احمد عثمان کے تھے اور وہ اخل سلسلۂ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ ونکے نہایت معتقد ہوئے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم داناپور نے کہ خراج گزار دلپت راؤ والی ملک کوٹر کا تھا بھی انکے ساتھ رابطۂ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر ند کو سے ننگ و عار دلاکر مستعد کارزار کیا کہ تیس ہزار سوار لے کر ہمراہ شیخ موصوف کے روانۂ کوٹر ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب انکا فوج بہرگیان تھا رکاب شیخ مین رکھے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پونہچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بہرگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپ الیسی کاری پونہچی کہ دو پارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان لاد خلیفۂ شیخ کہ بھانجے رائے آندکور کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ رائے آندکور کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا سو خود تھا ہمیں مرموجب جذبۂ شیخ ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہی حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہی کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام و ایک قطرہ پانی کا کبھی چکھا ایکدن

انکی بی بی الهدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت
کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آوے
سبحان اللہ باوجود اس غفلت و جذب مین بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال منجذب پانچ برس تک
رہا لکھتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن ساڑھے ستو سیر بروایت بی بی الہدیتی کے کھایا ہوگا
بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاے وطن ہو کے مع زن و فرزند و چند مرید کے
دانا پور کے جنگل کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک وغیرہم
ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین العاملات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور وہان سے
رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہونچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ زادون کو کہ صاحب سجادۂ مشیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر بجبر و اکراہ وہان سے انکو نکال دیا وہان سے بعد
طی مراحل چند منازل کے شہر مندو مین پہونچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اوسکو اور اوسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اون ایام مین یا بجولانہ طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابو بکر کو بلا کر باعزاز تمام ملاقات کر کے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ قنطار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی خدمت شیخ مین گذرانی شیخ نے قناطیر مذکور
ان لوگون کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک فالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک قنطار انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نام کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوا چنانچہ تا دم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان غیر منقوط اور رسالہ ابار الامانت اور رسالہ اثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہی اور صاحب دیوان مہدی
ابن خواجہ ظلاشا گرد اسکا ہی اور اسکو خلیفۂ ششم شیخ جونپور کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ
معتقد ہو کر ہمراہ ہونے لگے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
مدفون کیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان تقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہو کر ایک یک بیک پر جوش مین گر کر مر گیا اور سبب
گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک امر اتفاق اونکے جونپور مین بھی

بھی ہوا کہ بعد ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا سید حمید نام آتش چراغ سے جل کر مر گیا وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ
النَّارِ غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کر کے شہر چانپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین اُتر رہے وہان بھی انکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہان تک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیگڑہ نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوئے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہو کر ہمراہ ہو لئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الٰہدیتی
زوجۂ کلان شیخ کی فوت ہو کر زیر سایۂ ڈونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہان پور کی راہ
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کر کے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین وہی ہوا اور اعتقاد
اس فرقے کا تھا اسیواسطے بعد انکے انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کے گجرات
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی بن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنے کا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر بیدر کو پہونچے
عہد ملک برید مین وہان کے شیخ مومن معتقد ہوئے اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوئے
پھر وہان سے شیخ جو نپوری گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہو کر قصبۂ
کسا پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کرے گی اسواسطے آپ نے بھی اوس مقام مین دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ کا کیا
اور میان نظام و قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹکا بھی ہو جاوے
ہوجاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سن نوسو ایک ہجری مین یہ دعوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت
کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا اونھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی و صفا آوردی پھر
بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مکے سے بعجلت تمام مراجعت کر کے جدے کو آکر
جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اتر کر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار

مین قریب دروازہ جمال پور کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و
دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفۂ شیخ وہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے اونکو خلیفۂ ثالث
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
بمجمع عام شیخ نے سن نو سو تین مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہو بعد اوسکے علما و مشائخ گجرات
نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان
کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھکر ایک گاؤن سولہ سانیج نام
مین نازل ہوئے میان نعمت کہ خلیفۂ کلان ہین بڑے راہ زن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے
بھاگ کر وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہروالہ پیران پٹن مین
کہ منجملۂ گجرات ہی کے ہے کر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بکن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک
حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی
کہ فی الحال یہین رہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امرائے گجرات نے بھی چھوڑا
بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ
موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین نہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کراکر پیران پٹن سے بھی اخراج کروایا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا تو کہتے
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہی مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلے پر قصبۂ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کہ بالاخفا نے مین محبوس تھے بعد چھہ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آئے یہان بہت خاص و
عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور بار بار
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بپاس خاطر
انکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار
تھا اب کے سبنے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
بلا واسطہ ہوتا ہی کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ ای سید محمد دعوی مہدویت

دعوی دوم مہدویت کا اور اخراج دو بار احمد آباد سے

اخراج حسب فرمان سلطان پیران پٹن سے

دعوی سوم اور دعوی مہدویت کا و دعوی ... اور تفصیل ... بدلی مین

کہلاتا ہوئے تو کہلا نہین تو ظالمان مین کا کرون گا اسواسطے مین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَھدِیٌ مُبِینٌ مُرَادُ اللهِ اور اپنا چمڑا دونو انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت امن ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہوا اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی گئی ہے جو
قبول کرے وہ مومن ہی اور تیرا جو منکر ہوے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدا پاک کی طرف نسبت
کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ امنا و صدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اپنے اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور
وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبہ بدلی مین جا کر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبہ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب سائل مین آوے گی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علمانے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمداباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤنگا خلق کو گمراہ کرونگا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پونہچے وہان کے بہت لوگ مرید و معتقد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پونہچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِینَ هَاجَرُوا شد و اُخْرِجُوا مِنْ دِیَارِهِمْ شد و اُوذُوا فِی
سَبِیلِی شد و قَاتَلُوا وَقُتِلُوا مانده است ماشاء الله خواهد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوئے
اور ملک سندھ مین شہر نصیر پور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہو کر ترک صحبت
کر کے روانہ گجرات ہوئی ہرچند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایک
نے بھی نسنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انہین مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سندھ شہر ٹھٹھہ مین پونہچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

کی جب یہ حال و قال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہانتک کہ چوراسی آدمی
رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مر گئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت
دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخر کار بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ
اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان میر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض معروض
سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان
ہوئے کہتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اوس مین سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین
خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار خرابی و بربادی افغان وغیرہ الی یہ قافلہ درویشان وارد قندھار
ہوا جب وہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو
روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علمائے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑے
اور جبرا و قہرا کمر بند شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب ارادہ
ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پہونچی جب شیخ داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم
کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شاہ بیگ کہ جوان
بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ
سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی باز پرس
پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشہ
کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کرنے لگا کہ کل سب کو قید کرین گے بعد اسکے امیر ذوالنون
حاکم شہر بکمال دبدبہ واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا
ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علمائے فراہ نے سوال و جواب شروع
کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر
روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علمائے مذکورین نے
آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آئندہ بحث دلائل مین تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی
جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس
گئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جو پٹن کہ شہر نہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادہ تلاش کے آئے

نوٹ: [illegible]

شہر چاپانیر کو جا کر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور رہا یا نہ ند کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لاوا میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہوکر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار فرزند
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے حاضر
ہوئے جبکہ فراہ پہونچے سب امانتین شیخ موصوف نے طرف دلبری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ ایک نے حمق کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ
میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اثناء راہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب خدا بنایا بمجرد اس کلام کے
طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہوکر مع اہل و عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی کہاوتین کی ایک گجراتی
مثل بولے کہ تو مجھ لوڑ نہ لوڑ سہاگن ہون تجھ لوڑ نہار یعنی تو مجھکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا
ہون اور بہت دلاسا کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے
اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جبکا پوت پوت ہوکر آوے اوسے کاسے ہے خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگون کے آنیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اولاد اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سنہ نو سو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اوس سے پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز دو ترا ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالت نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعہ کے دو ترا ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گویان
مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا مین کہ درمیان فراہ اور ... تھی
ہی دفن کیا اور میان اللہ داد بن حمید بجنوری نے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا
فضلش کہ بر جمیع ہمہ شد ز خدا + باد ابر وز حشر شفاعت گر از خدا + اور سن نو سو سولہ مین شاہ ... عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بکاین سلطان حاکم فراہ نے اوسکی تکمیل کی بغرض کہ بعد ہم میان خوندمیر ... وطن کو

گجرات کو ہوئے اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبۂ سلطانپور مین آکر رہے انھون نے اپنی اس تعجیل معاودت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کرکے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجوارہ
مین رہے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور بعد خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کرکے داخل قیدخانۂ احمداباد کیا چنانچہ اکتالیس روز اونے محبس مین رہے بعد اوسکے
بسفارش و الحاح راجی سون راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پچاس برس کی
سن نوسو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفہ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدویت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک بیار نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لاکر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کیونکہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک دن انکو خبر پہنچی کہ شہر احمداباد مین ایک
مہدوی نگر نیر کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کئے تا کہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سوارون نے جب بعضے علماء اہل سنت کو قتل کرکے انکے پاس موضع
بھولارہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کرکے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہوگئے
اول کھانبیل مین جاکر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اوسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد امیدوار کارزار بیٹھے تھے یہان تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لا تتمنوا لقاء
العدو وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاوے گا اوس کا مونہہ مصری سے بھروان گا بموجب
اس وعدے کے جب انکے فرزند میان جلال نے خبر آمد فوج کی سنائی ہا وان سنتے ہین مصری کوٹ کر
انکے مونہہ مین بھر دی اور ساٹھہ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برامد ہوئے اوس روز
اکتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھہ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھہ بھی کاسہ سر سے باہر
نکل آئی لشکر بادشاہی وس وزامی قدر کام کرکے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک
شرف الدین مہدوی اسی سوار لیکر پہونچا اور میان مذکور مع اصل و کمک کے موضع کھانبیل سے
موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہے ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین
پہونچکر جنگ دوم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ
چوّن آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میان خوندمیر وغیرہ
نو آدمی کے سر لیکر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثنائے راہ مین جب سر سڑ گئے
کی ہڈیان پٹن مین پھینک کر سر کے پوست مین بھس بھر کر لیگئے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور سر کی
پٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوس کا نشان نامعلوم ہی یہ واقعہ سنہ نو سو تیس
مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور یہ کہتے ہین
کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہی اور انسان سے
مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان اس جنگ مین لکھتا ہی کہ آن محل محمول امانت
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا برآمد اتمام از اسپ برخاش ساز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ
کرتا ہی تفصیل اسکی بحث تحریف مین آوے گی غرض کہ بعد اس واقعے کے دوسرے خلفا شیخ جونپوری اور اولاد
انکی جابجا متفرق ہوئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا لیکن اپنے
ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نوسو باون مین شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات
کے بھجوائے متضمن اس کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور اس سبب کے کہ تمام اہل اسلام کو کافر بولتے
ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر واجب

ہی کہ انکو قتل کریں بادشاہ گجرات نے ان فتووں پر عمل کرکے گیارہ آدمیوں کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے میں سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہا ماں بھائی متی خادمہ کے بطن سے ہیں پوچھا کہ اگر انکے معاوضے میں فرزند مہدی کا ہاتھ
لگے انکو رہا کروگے مردم لشکری بولے البتہ رہا کرینگے کہا میں بیٹا مہدی کا ہوں لوگوں نے
شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو بجائے اونکے گاڑی پر ڈالکر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس میں رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس میں رہے یہاں تک سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ مہم دکن سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پیر محمد مہدوی
نے بجلدوے اپنی خدمات کے کہ اس مہم میں اس سے سرزد ہوئی تھیں یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی میں ہے خلاص پائے بادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کرو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ میں آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ میں لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھ کر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اوس روز اس پیرزادے
کو اپنا فدیہ دے کر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک وقت موضع لوہ گڑھ میں کچھ مردم لشکری کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آکر اہتمام شروع کیے
اور فیما بین نزاع ہوکر نوبت جنگ کی پہنچی یہاں تک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی اسکے مارے گئے
اور ملک لعداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولوں اور
محافظت مجروحوں کی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگوں نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہو اسواسطے ملک نے کو بھی بکمال
اضطرار سدراہ من سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ٹھٹھہ میں پہونچکر موضع [illegible] کر میں ڈیرہ باندھ کر رہے
وہاں اسقدر سختی پیش آئی کہ اسکے رفقا مارے فاقوں کے مرنے لگے لیکن آپس میں ہر ایک شخص
اپنے اپنے احوال و مقامات باطنہ کا بیان و دعوی کرتا رہتا تھا یہاں تک ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات میں پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ روولی چنانچہ تذکرۃ الصالحین میں مطبوعہ
ہے غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے بچھا کر خلق کو اپنی لپیٹ میں لاکر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ میں ڈالتے رہے

اور انکے فتنون کا انتقام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین بہ علم فتنہ
وفساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر اباد کے حضور مین بھی پہنچا
باین طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبہ مذکور مین بجای اپنے والد کے سجادہ شیخی پر تھا
اس مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ ارادہ
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہی پہنچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین بواجبی تن دہی نہین
کرتا ہی اور ارادہ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندوستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کر کے برسر دربار علمای اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہرچند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کر کے بخلاف فتوای علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقا بہار خان حاکم اوس سرحد کا کہ امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در ایا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڈہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تاکہ موافق حکم اونکے کے عمل کیا جاوے شیخ بڈہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علمای بادشاہی کے حکم قتل کا لکھ کر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیم شاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہوجا۔
شیخ علائی نے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مار چنانچہ تیسرے
کوڑے مین مر گیا اور یہ قصہ سن نوسوچپن مین واقع ہوا بعد اس قصے کے بقیۂ مہدویہ اطراف
وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبد اللہ مذکور خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگا
اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدویون کے عوام الناس کو
ورغلاتے رہے اور حکمت عملی سے در پردہ بے علم لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ
جیپور کہ جسکو ڈھونڈھار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ
کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیر شاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ
نکل کر گجرات مین پہونچے اور وہان علماے مہدویہ زدوکشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی
پناہ مین آئے جب اختلاط بہم پہونچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوگئے اور کچھ اپنے
تسنن پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ
جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کرکے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب مین
ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے وارد
دکن ہوئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تینی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب
ہندوستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندوستان
مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہے کہ کیا ہے اور نہ شیخ جونپور کو جانتا ہے کہ کون ہین
البتہ بلاد دکن مین جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ ہوا
کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب اجراے احکام دین کا مفقود
ہوگیا جو عداوت مذہبی کہ اس قوم کے ساتھ تھی حکام کے دلون مین باقی نہ رہی اور چونکہ یہ مذہب
بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
اسلام نے انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت وحرمت ہاتھ لگی اور
زیر سایۂ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے بہ امن وامان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی تعصبات

ابتدا اس مذہب کی علاقہ جیپور مین اور ابتدا افاغنہ
اس مذہب مین آنے کی

شرارت سے کے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جا مقبول ہوئے آخرکار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن مین سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو روز ادا دوگانہ کا آیا سپاہ اہل سنت اوسکے برملا پڑھنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جا کر پڑھو عدول حکمی کرکے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ اسی دم تمام کہ ومہ کا اخراج کردو یا توپون سے اوڑادو جب کئی سو مارے گئے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسی سردار خان غڑی زئی مہدوی پونے مین باجے راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجے راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترنگ ڈ نیکلہ قاتل گنگادھر کے کشمکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غڑی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غڑی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہوگیا انگریز اول وقت ترنگ کے طالب تھے اب غڑی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ انگریز کر دیوے پندرہ سولہ سوار لے کر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور نمک کی قسم دیتا رہا نمانا کر چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو تیتیس ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہو کر بھٹور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہوگئی سعدی ہلاش دہاگر بود یار غار + ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار + پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

راجہ چندولعل پیشکار دولت آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت سے بمشاہرات بیش قرار
نوکر ہوئے یہان تک کہ بعضے بارگیر ہزار ہزار روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ کمتر
انکے کٹروڑپتی تک تھے وہان اقسام کی ظلم کاری اور ریاخواری شروع کی اور اپنی کثرت
اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بے باکانہ بحث و تکرار شروع کی
اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہان تک پہونچی کہ سلخ ذیحجہ کامل سنہ ۱۲۳۷ بارہ سو سینتیس مین
مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اسوقت
طرفین سے کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان ہندوستانی اسطرف سے
شہید ہوئے اور عنایت خان پروزنی وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
موصوف کو انکے ظالمین بے باک نے تیغ بے دریغ سے عین مسجد مین ذبح کیا دوسرے روز اہل سنت
نے مکہ مسجد مین جمع ہوکر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے چنچل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جا تھی
یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی
واعلی طرفین سے کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دو سردار اسطرف کے شہید
اور طوطی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اسطرف کے نامردون سے سید نصرت اور
مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے سنکر طائفہ مہدویہ کے اخراج
کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل نکر کے عذر و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نوکر
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ
سرداران انگریزی نے سپاہ عدو کوب مع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
صورت گولہ اندازی اور آتشبازی کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوئی عاجزی شروع کی اور
جو کچھ اسباب وغیرہ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی
لکھا روپے کی املاک اسباب بحسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب منضبط سرکار آصفی مین ہوئے کم ترکوا
مِنْ جَنّٰاتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ کَرِیْمٍ وَّنَعْمَةٍ کَانُوْا فِیْهَا فَاکِهِیْنَ کَذٰلِکَ وَ
اَوْرَثْنٰاهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت انکے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیون کیا آخر
جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس واقعہ کے
جب مہدویون نے دیکھا کہ ہمنے اہل سنت کے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران
ہوگیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہوگئے کار اور صدہا پیرزادے اور علماے مہدویہ پریشان
دشت ادبار ہوگئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین
کہ جتنے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چار سو کے
حوض پہ کھڑے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یار خان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک
شخص بہ بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانہ کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید
مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دکھلانے مین مشغول ہوے
ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہوگیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چارون
تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال تبلاتے ہوئے
بدحواس بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا
کہ عزت یار خان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اسوقت نواب مبارز الدولہ بہادر
بالاے بنگلہ برامد تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصبدار کا جب
کود پڑا اور تیغ بہادرانہ کر کے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک ہلاک کیا بموجب
حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درند و چرند نے کھا کر
تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید صفائی کی سرکار سے تھی منقطع ہوگئی بس مہدویہ
در بدر شہر بشہر باہر باہر حدود ممالک محروسۂ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت
یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دلون سے نہین جاتی تھی اور اپنے
کردار پر ہاتھ حسرت سے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی
تھی القصہ ایک مدت دراز اس پہ گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل کا انتقال ہوا اور
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور بسبب انقراض عہد
اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرانے اور رشوتین کو دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آگھسنا شروع کیے اور راجہ موصوف
کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل مین بیگم بازار اور
چنچل گوڑہ اور چادر گھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پاؤن جما اور قدرے انکو قوت
حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز باغ سید آباد
سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ کے بیس بائیس مہدویون نے سد راہ ہو کر شلک
بندوقون کی چھوڑی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی بمجرد دیکھنے
اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ
مین واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اسوقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی
سے اغماض کیا اور فقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اس کے بعد پھر بھی ایک زمانہ گذرا یہان تک کہ وقت
حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اوٹھایا لیکن رنگ و سر دکھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو
کار فرمایا دہ بدہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور رد دوسرے
تمام مذاہب اہل سنت شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسی نام
لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتا صغیر و استفتا کبیر اس مقدمے مین لکھ کر در بدر اور شہر بشہر
پھرایا اور اونکا سبب تالیف ایسا لکھا ہی کہ اول مجھسے اور مولوی یوسف علی خانصاحب
مدارسی سے حیدرآباد مین مباحثۂ مذہب ہوا اسواسطے مین یہ استفتا تیار کر کے طالب جواب ہوا
جب انھون نے جواب سے پہلو تہی کر کے حوالے دوسرے علما پر کیا مین نے علماے آفاق پر دورہ
کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علماے اطراف گذرانیدہ در حیدرآباد
مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان
صاحب لکھمی و مولوی احمد علی صاحب رامپوری و مولوی اللہ داد خان صاحب پھیری و مولوی
مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل رسول صاحب درویش و مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی و در مدراس دیوان صاحب و فرزند قاضی بدر الدولہ
صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی
وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچناپلی

زمانہ حال مین شمشیر و کمان سے گذر کر [illegible]
[illegible]

مولوی مفتی غلام رسول صاحب مدنا و در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب و در بندر بمبئی
مولوی عنایت اللہ صاحب و مدرس مدرسہ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد
مطالعش ساکت ماندند و بعض مجرد احوال استفتا از زبانی این بندہ شنیدہ ہرگز التفات
نکردند بلکہ استفتا را بدست خود مس نمودند بلکہ در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبا و اہل مسجد
بر سر این بندہ غوغا نمودہ شبا شب اخراج کنانیدند الخ انتہی عبارتہ غرض کہ جب علمائے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب مطلع
ہونیکے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب نکلے مجل کے مایوس اور نا امید ہوکر سخن
فہمی اور حق شنوی سے اس رنگ نے خیال کیا کہ یہ سب میرے کلام کے جواب سے عاجز ہین پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتون کو مع ترجمہ اور رسالہ کشف الحجب وثلاثیہ اور دلیل
ستین اور سبع تالیف کہ جس مین ان سب کے عجز کا بیان ہی ۱۲۸۲ء بارہ سو بیاسی مین چھپوا کر
ملک بہ ملک مشتہر کیا جب اس پر بھی کہین سے جواب نظر نہ آیا جامے مین نہ سما کر رسالہ شبہات النساوی
رد مین فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
۱۲۸۳ء بارہ سو تراسی مین چھاونی بنگلور مین چھپوا کر دہلی و لکھنؤ و بلاد دکن مین بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات مین تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہین آتا ہی اعتقاد ہمچو من دیگری نیست کا راسخ کرکے زیادہ تر بلیا کی
شروع کی کہ رسالہ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضاے حیدر اباد مین بخدمت قاضی سید
ولا ور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعے کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ بعض واسطے دریافت
حق کے اطراف و بلاد مین منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور مین بھجوا لئے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہین اسواسطے آپ کی خدمت مین پیش کرتے
ہین کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر مین آوے حسبۃً للہ ہمکو مطلع کر دیتا کہ ہم رجوع بحق کرین ورنہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع مصنف سطور کے اس محرر اوراق کے پاس روانہ کیے بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزین و زاویہ نشین رہتا ہی لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی اسنے رخصت دی

کہ تحریر جواب سے انکار واعراض کرے کیونکہ اپنے مذہب حق کو اس قوم کے خیال خام مین عاجز بے دلیل اور انکے کلام
باطل کو غالب بادلیل ٹھیراوین اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب کی موقوف مطالعہ
کتابون مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور فروع مسائل
اور سیرت واخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابین تفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہین کر سکتے ہین وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار ہدایت کے ہو کر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطلوبہ
بلکہ غیر مطلوبہ بھی جس جا سے ہم پہونچین لاکر حاضر کرین جب خیر خواہ مسلمین نے انکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات ومخالفات عقائد واحکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہین تائید فضل الٰہی
پر توکل و اعتماد کر کے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا اسی عرصے
مین بغیر درخواست اس احقر کے یہ کیفیت مفصلاً زبانی سید حبیب محضار جمعدار عرب کے پیشگاہ
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمان روائے دکن نظام الملک
آصفجاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابین مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئین اگرچہ ابتدا مین یہ اخراج مجکو کچھ بے ضرورت سا
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ اسرار مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بجز سکوت کچھ مناسب نہ سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم ذاتی
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے مین چار پانچ مہینے علیل رہا اگر فقط معاملہ خانگی بلا توسط صاحب سرکاری
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہ سکتین اور اس مدت مین مع اشغال معمولہ کے مطالعہ کاہے کو
ہو سکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ ہے والحمد للہ علی ذٰلک القصہ بعد اس اخراج کے بسبیل پیام و وسائط
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی مین جا گزین تھے طالب استرداد کتب کے ہوئے مین نے جواب دیا
کہ تم نے کتابین اس غرض سے دی تھین کہ جو شبہات اس مین نظر آوین ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار درپیش ہوئے ہین بغیر اوسکے حل کے کتابین کیونکر واپس دی جاوین آخر یہ تقرر
پایا کہ بواسطے خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندہ نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط مورخہ ۲۷ شوال ۱۲۸۳ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب ضلع مچھلی بندر مین بھیجا کہ

کہ فرزند گان مصنف مزبور کا تھا یہ وا ذکیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابو صاحب محمد محبت
گستر مغز ما احباب سید عیسی ملقب بعالم بیان صاحب اضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلده
بزبانی سید موسی صاحب مفصلاً معلوم شده باشد کہ دران راقم را ہیچ دخل نبود محض این بلا از
طرف بعض صبائے عرب برخاست کہ نظیر ہتشاره سن مبادرت نموده بود تا کہ اگر وقت روانگی خود
شان اندکے ہم را مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آنکرمعر ما سعی مینمودیم و دران مقصوم بخوبی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات حسب الیشان بود چنانچہ بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم کہ آن شبہات را از کہ پرسم لیکن از وقتیکہ برادر الیشان سید موسی صاحب طرف
آن مشفق آمده باعث بران شدند کہ حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نموده شود خاطر
نگران و باطمینان آورده لہذا امتثالاً للامر کم اول از چند مقام کہ خیلی موجب خلجان اند پرسیده می شود
امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتناف بجواب آن بپردازند **سوال اول** شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم النسب کی معتبر کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا **سوال دوم** ایک روز بالمشافہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ ابن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہو اور بالفرض اگر لکھی ہو تو بھی کچھ
تمھارے کار آمدنی نہین ہو اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدة المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے سب بیٹے لاولد مرے سوائے ایک بیٹے کے کہ
اونکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہ ہوا وہو المقصود **سوال سوم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام
اور مسئلہ تصحیح سے اور قول اللہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرعہ فضلش کہ بر جمیع پیمبر شده است ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث لا اصل بیان کر کے لکھا ہی کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسا ہوا انکا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک روز سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ھم اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ آدمی ان سے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب دعاوی سے معلوم ہوا کہ دعوی التسویہ یعنی برابری مہدی کا ساتھہ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہر شق مین مہدی سے خطا و غلط سرزد ہوتا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدویت کو باطل کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھہ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد قلم تر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھہ حضرت رسالت کے غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تر کرتے تھے اور ہر شق مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقا مغرب و دیگر تصانیف مین احوال و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمھارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین غ ہان بھی یہی اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالکل سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالا سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف سے بالا سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب وہ مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ سیرانی کہا ہی جو کہ خدا تعالی کو مقید دیکھے وہ

مشرک ہی انتہی اس کلام کا کچھہ مطلب اہل اسلام کی سمجھہ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی کہ جسسے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد قیاس و تخمین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے ٹھہرتا ہی اس سوالات کا جواب بتقریر واضح کہ سطاوی کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہجاوے خداے پاک سے ڈرکر موافق اصول اہل اسلام کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّيْنِ مَتِيْنِ خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھہ جواب نہ آیا ما لغش خیر باد مگر ایک خط بطور تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھہ کر چند سے پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا دوسرے صدہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل و جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر** کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدویون کے روانہ کین اور سید حافظ میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین **نقل رقعہ مؤلف بنام نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر** کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسی مہدوی ملقب بہ عالم میان سہ تا رسالہ ورد و زمرہ اہل اسلام تصنیف ساختہ و دران کافہ مسلمین شیعہ و سنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی و لکھنؤ ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ باوجی مقابل شدہ باشد و درخواست تحریر جواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضا حیدر آباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ عند خدمت تصدیق مذہب خود با تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل را مع

مصنف مذکور نیز دبنده فرستادند مصنفت مذکور از بنده هم بکمال اصرار استدعای تحریر جواب نمود و بهمین غرض کتب مذهب خود از جاها فراهم آورده حاضر ساخت ناچار بتحریر جواب پرداختم و مجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نموده شد که با آنکه بجواب تکفیر تکفیری لازم بود لیکن عنان قلم خود را بآن نیالودم البته جائیکه از زبان مهدی الشان القاب کفر ونفاق در حق ایشان منقول بود بطور پیام بگوش ایشان رسانیدم و خطبیات مهدی وغیره پیشوایان قوم که در کتب ایشان مرقوم بود مشروح ومدلل نموده هدیهٔ مهدویه ساختم دیگر از طرف خود هیچیک نافزودم مع هذا هم شنیده میشود که این امر بر ایشان خیلی شاق وناگوار است حالانکه این تحریر جواب غایت تمنا واصل مدعای عالم میان بود که ده بده و در بدر برای تحصیل آن سراسیمه میگردیدند آیا نمیدانستند که در جواب همین رد وتنقیض رد خواهد نمود یا مدح خوانی وثنا گستری ایشان خواهد بود القصه حاصل التماس آنکه کتب مذکورة الصدر از مدتی بیکار نهاده هست لهذا امیدکه بجنید خان جمعدار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنامم باین مضمون طلب سازند که کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کسان جمعدار موصوف رسید مهری گرفته ازادای این امانت هم سبکدوش شوم زیاده عمر ودولت بتوفیق حمایت دین وملت در تزاید باد

## نقل رقعهٔ نواب وزارت مآب مختار الملک بهادر بنام مؤلف

رقعهٔ مرسله در باب صدور حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان بنام آن مهربان جهت تفویض کتب امانتی تاکه جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مهری کتب مذکوره داده شود موصول گردید برطبق مسودهٔ مرسلهٔ آن مهربان قطعهٔ رسید بحافظ میان که بلغت عرضی مهری جنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور ملفوف هذا ست کتب مندرجهٔ رسید فرستاده شود تاکه باستصواب جمعدار مزبور به حافظ میان مزبور رسانیده زیاده اشتیاق المرقوم ششم ماه ذیحجه ۱۲۸۵ هجری

## نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض رسانند

مرسلهٔ بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگنده سرفراز فرمود حسب الحکم
سرکار عالی مطابق نقل مبیضه کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت
گردانیده ملفوف عریضهٔ ہذا بنظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فہرست رسید از
نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به
برادر اوشان رسانیده شود زیاده حد ادب    معروضهٔ غرهٔ ذیحجه ۱۲۸۵ ہجری

شادی ۱۲۴۸
خان
جمشید ولد

## نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصلة الذیل که

سید عیسی صاحب مہدوی ملقب به عالم میان بعض از ذات خود و بعض از دیگران
مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب
اجازت میان موصوف بتمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته بمالکان
کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان وغیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف
بهیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لادعوی رسید نوشته شد که سند باشد

| دفعه ۱ | دفعه ۲ | دفعه ۳ | دفعه ۴ |
|---|---|---|---|
| مجموعهٔ پنج فضائل و شواهد الولایت و تذکرة الصالحین وغیرها | مجموعهٔ مقصد ثانی و مکتوب ملتانی و جوهر نامه و بشارت نامه و صراط مستقیم و رسالهٔ ہفتاد و چہار فرقه و درج الاسرار و چند مکتوبات و ام العقائد و رسالهٔ بعض الآیات | مطلع الولایت | سراج الابصار ۵ |

| دفعہ ۵ | دفعہ ۶ | دفعہ ۷ | دفعہ ۸ |
|---|---|---|---|
| کنز الدلائل مسمی بہ دعز ب | مخزن الدلائل | رسالۂ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان | رسالۂ معارضۃ الروایات تصنیف ایضاً |
| دفعہ ۹ | دفعہ ۱۰ | دفعہ ۱۱ | |
| مجموعۂ رسالۂ کشف المذہب و ثلاثیہ رسبتا بیعت و دلیل التبین تصنیف ایضاً | شبہات النصاری تصنیف ایضاً | ترجمہ رسالۂ مہدی نامہ تصنیف ارتضا علیخان مرحوم | حافظ میان ۱۲۸۵ |

محررۂ تاریخ غرۂ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۵ ہجریہ مقدسہ

## باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری مین حقیقت حال یہ ہی

کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہی کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بنائے شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہی کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعۂ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہی فقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہی پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہی کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیۂ مرکبۂ ممیزہ کے جمع ہو دین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپوری مین چونکہ بہیئت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید یا اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزۂ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامۂ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص ممیز نہین ہو سکتی ہین چہ جائے واحد واحد کہ ہر گز دلیل برأسہ و مستقل نہین ہو سکتی ہی البتہ ان علامات متفقہ و مسلمۃ الفریقین مین سے انتفا ہر ہر کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہی پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہی چنانچہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہی اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا بطلان مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین انکا انتفا دلائل ظنیہ ابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہی کہ ظن غایب

اعتقادیمین بالکل غیر معتبر ہو اسواسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اون مین تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اون مین اگر دلیل ظنی مفید یقین نہین تو مفید ظن البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ وَمَا یُقَالُ اِنَّهٗ لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّیَّاتِ فِیْ بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ مِنْهُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا یَصِحُّ الْحُکْمُ الْقَطْعِیُّ فَلَا نِزَاعَ فِیْهِ وَاِنْ اُرِیْدَ اَنَّهٗ لَا یَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِکَ الْحُکْمِ فَظَاہِرُ الْبُطْلَانِ اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت گو کہ ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پردال ہوگا سب سے یہ قدر مشترک قطع و جزم کو پونہچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہی اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات عامہ و مشترکہ ہین اور انتفا انکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

**دلیل اول** رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہر حال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی اور یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی ادعائی کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکی مہدویت کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ نقل کرتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِیْ اَمْرِ الْمَہْدِیِّ فَتَوَقَّفَ جَمَاعَةٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰی عَالِمِهٖ وَاعْتَقَدُوْا اَنَّهٗ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ فَاطِمَةَ الزَّہْرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویا یک قسم

سنتمات سے سمجھ کر نقل کیا کرتے ہین اور اپنے اس نقل کی بیان خوندمیر سے ہو کہ مکتوب ملتانی
مین اس قول کو نقل کیا اور انھین سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ان میان
کی نقل پر بھی کچھ اعتبار و اعتماد نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انکی عادت ہو کہ نقل مین نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہین اگر اعتبار نہ آوے تو دلیل ہشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کہ اس شہر مین اسوقت ناقص دستیاب ہوا اوس مین یہ عبارت نہین ہو
اور نہ اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہو کہ اوسکے تتمہ مین یہ عبارت ہووے کیونکہ اوس مین
سوائے احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہین معلوم ہوتی ہو اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہووے چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس مین
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہین ہی اور قطع نظر اس سب سے بالفرض التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و مقبول
بھی ہوئے تب بھی مہدویونکو کچھ مفید نہین ہی بلکہ سراسر مضر ہی کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا ہی اب ان سے سوال کیا جاتا ہی کہ اگر تمھارے مہدی صاحب
کی نسل و نسب مین بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے توبہ
کروینگے یا پھر بھی اپنے باپ دادونکی لکیر پر چلے جاوینگے او لو کان اباؤھم لا یعقلون شیئاً و
لا یھتدون اب انکا نسب نامہ دکھلایا جاتا ہی کہ سب قلعی کھل جاوے واضح ہو کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہی
سنہ ایک ہزار سولہ مین اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہی سنہ ایک ہزار بارہ
مین یہ دونو کتابین کتب معتبرۂ نقلیات سے ہین کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
کہتے ہین ان دونو کتابون مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہین اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہین فقط کہ تفصیل
اوسکی یہ ہی سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسیٰ بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب دوم مین لکھا ہی

(حاشیہ:) [illegible]

(حاشیہ:) ناظرین کو تعجب ہوگا کہ سید محمد جونپوری کا نسب نامہ بھی [illegible]

کہ ولادت مہدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین ہی اور اس سنہ مین مہدی ہونیکو
کچھ خلاف و شبہہ نہین ہی اسواسطے کہ بلاخلاف ۹۱۰ھ نو سو دس مین انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال مین
۶۶۴ چھ سو چوسٹھ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی مین
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیساکہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابون معتبر مین مذکور ہی اور معلوم نہین کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چندسال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور مین ہر شخص تقریبا چھپن برس کے بعد معمر ہوکر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے این
سنے اس عمر سے کم مین جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ مین جنے
مثلا اگر ایک شخص تیس برس مین صاحب ولد ہوا تو ضرور دوسرا بیاسی برس کا بوڑھا ہوکر بیٹا جنے تا کہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھ سو چوسٹھ مین پوری ہو جاوین یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی دوسرے
کے نسب صحیح مین دنیا مین ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی انھین
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان مین ہین حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہین چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر مین مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت مین رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر مین نہایت ریش سفید ہوکر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھ برس کی عمر مین مرے ہین یہ ان سے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال مین سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب مین
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئین چنانچہ نسبنامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل مین مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چھجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبید اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حمید بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما آگے یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تیس برس مین تو بیٹا اوسکا نو برس مین جنے
تاکہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر آترین وہل ہذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آیین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ نہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آیین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیان دو جوروون سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے
اونکو پیر عمری بنکر پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
وامارات تکذیب اس نسب کی تعیین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی اب دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم ومعدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین
کہ جس کا دل چاہے اونکا بیٹا بن جاے بلکہ اونکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہو چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کلی
ساٹھ عدد ہین سینتیس بیٹیان اور تیئیس بیٹے بیٹون کے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داود یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
مین کہ سنہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تیئیس لڑکے اور فرزندون مین بعضے لاولد مرے اور بعضے صاحب

اولادمین اور ارباب ایمہ علم نسب کا مدار اسپر ہی کہ اونکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد ہین اونمین سے چار کثیر الاولاد ہین امام علی رضا اور ابراہیم المرتضی اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہین عباس و ہارون و اسحق و اسمعیل و حسن اور چار متوسط الاولاد ہین زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی موافق عمدۃ المطالب مین بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب مین حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسی کو بھی صاحب اولاد لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب اونکی اولاد باقی نہین ہی اور صاحب عمدۃ المطالب مین بھی اپنے شیوخ سے ایسی نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان مین سید نعمت اللہ تمہارے مہدی کے دادا صاحب کہان ہین پس ثابت ہوا کہ تمہارے مہدی کا قصر سیادت اصل سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالاخانہ مہدویت جو بنایا ہی وہ برباد ہی والحمد للہ علی ذلک اب مہدویون کو لازم ہی کہ اوس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار ہوین اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیوین کہ اوس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ مین سید خان کا بیٹا ہون اور یہ نہین کہا کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابون سے ثابت کردو کہ مَنِ ادّعیٰ فَعَلَیۡہِ الۡبَیَانُ ورنہ یہ دعوی کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد مین ہین اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسی کاظم کے ہین بجائے اسی بات کے ہی کہ کوئی کہے کہ ہم نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد مین ہون جب وس سے پوچھین کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد مین ہین تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد مین ہی سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہین ایک **نواب افضل الدولہ بہادر** فرمانروائے حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہان سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے کہ تمہاری نسل کا پتا لگے پس بلاشبہہ واقفین حال انساب اس نسب مہدی کو بھی سنکر ایسی استعجاب و استہزا کرینگے این گل دیگر شگفت ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ یہ نسب مہدی کہ تمہاری کتابون مین مسطور ہی اس مین کچھ شبہہ و شک نہین بولے درین چہ شک مین نے کہا کہ اس سند مین کہین انقطاع تو نہین بولے ہرگز نہین مگر اتنا ہی کہ ایک جاے پر اسمین انقلاب ہی کہ اسمعیل بن نعمت اللہ جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمعیل ہی شاید کہ میان مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی بیٹا امام کاظم کا نہین ہی اسواسطے انھون نے اپنے بزرگون کی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنالی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دوم تمہاری کسی کتاب قدیم مین بھی موجود ہی یا نہین اگر نہین ہی تو یہ سخن غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرا نام بنا سکتے ہو جب کہ تمہارے پیشوا ان

پہلو نے یہ نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ اور دادون کے نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آتی ہی یا آج کل کے نیچے سیکڑون برس کے گذرے
ہوئے دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس عاجز کی اس کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامۂ مذکور کو درست کر لیوین یا اوسکے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تضعیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابونکی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول سے
ہین ان مین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی بلا خلاف اور سوائے اسکے نیچ فضائل بھی نہایت معتبر ہی خود عالم میان
کی زبانی ہی کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے میون اور مشائخ و علماء مہدویونکو دکھائی گئی سب نے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوائے ایک نقل کے کہ اس مین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور اونکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور اونکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر جانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوئے راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب اونکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
ہڈیان سرونکی پٹن مین پھینک دین اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور پوست
سر کا مدفن جانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نامعلوم ہی غرض کہ سوائے اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی اور بالفرض التسلیم اگر ثابت بھی ہو کہ مہدویون کے نسب نامے
مین نعمت اللہ بن اسمعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ اسمعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہی منقطع اونکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثمیین بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اونھین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی النسیب لدولۃ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل ہی

آجتک موجود مین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو باسمہٖ نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کر کے پیچھے دسنکے اپنے مہدی کو بھی
داخل کر سے دیتے ہین اور وہان بقول کہ پیر خود در ماند و شفاعت کسکی میان کو جا نہین تر کش کمان
کہان سے کھو مہاین نعمت اللہ کو خود ڈھکا نا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی پیوند بر دستی پرائی نسل مین
گھسنا نہایت گناہ ہی کہ ہر ادنی و اعلی اس وعید سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نا فہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال اوپکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونھون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اسپر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونھین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ عجب
یہ شخص اسقدر بد فہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب بعد فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر وہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا نہ مانا
اور کہا کہ کوئی کچھ ہی کہو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم آج
مہدویون سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
بھی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جما دے اور بعضے اخلاق کا ملہ حالانکہ حال اونکا بھی
دلیل مفہم مین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
یا تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھالی یا مغل جغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدویت بالاتفاق
و بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

کافی ہی اور متعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہین ہوتی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ
وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ دلیل دوم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیُٔ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاسْمُ
اَبِیْہِ اسْمَ اَبِیْ فَیَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ
وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ وَالْحَاکِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہان تک کہ قائم کریگا اللہ تعالی ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے
بس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث
مہدویون اور اونکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہین پڑھتا تھا
اوس سے لوگون نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن مین آیا ہی کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ لوگون نے کہا
کہ اوسکے آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی یہان مہدوی
پچھلے فقرے کو دیکھ کر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو
عدل سے بھر دیتا اون پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدی سے لے کر
یہان تک اوسمین طرح طرح کی تاویلین اور تحریفین کرتے ہین کہ تفصیل اونکی انکی کتابون مین
مذکور ہی مگر فقرہ اول کو سبنے بلاتحریف تسلیم کیا اور اوسے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا
کہ سب متاخرین اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت
کے والد کے نام کے موافق عبداللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے
میران کے باپکا نام سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابین کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے
ہین اوسمین سید خان کا فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت مین یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ
نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبدالملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃ اور عبدالغفور
سجاوندی صاحب اعجاز الدلائل نے متابعۃ جس جگہہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تایید
مین نقل کین اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اونکے باپ دادے کے
پہچاننے والے مر گئے بے دھڑک میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے

ف دلیل دوم مہدی کے والد کا ہمنام والد رسول کے ہونا مسلم الفریقین ہی حالانکہ خود اشتہار جونپور ناطق ہین کہ انکے والد کا نام عبداللہ نہ تھا

مان کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مقدم ہی اونکی مان کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہی کتاب انصاف نامے کے
باب اول مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ
اِسْمِيْ وَ اِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِيْ اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہی تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
کیا خدائے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملا معین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہی جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہی ورنہ سید صاحب یہی کہتا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس ٹیڑھے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِيْ ھِيَ اَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہہ و شک تھا تو وہ
بیان کرنا تھا سید ھی گفتگو مین بھڑکنے اور بہکنے کی کیا جا تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب پر طرہ ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
قبول نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِيْ وَ اِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِيْ یعنی مہدی کا
نام میرے نام کا اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا اور تمھارے
باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے اونکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
کلام ہی کہ آجتک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہ کو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مقدمہ پر ناطق ہین وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگ کو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نہ آئی اور صحابۂ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ انکے
باپ اونکا نام عبداللہ تھا حالانکہ وہ زمانۂ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبداللہ
اور اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبداللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
بن عبداللہ اور بشر بن عاصم بن عبداللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبدالبر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبداللہ نام ہو کر گذرے ہین
اگر شیخ جونپوری کو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عزیٰ کا نام عبداللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبداللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام امت
کا صحابۂ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کا فر ہوجاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی مثل سہو کاتب کے
اور بھی کسی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم عن الخطا ہین خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپ کا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبداللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جب تک
کہ یہ ثابت نکرینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل نہوگا اب
مہدویون پر یہ ہمارا قرض ہی کہ ثابت کردیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اوٹھا دیوین و رنہ ع باطل است انچہ مدعی گوید اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
مہدی کی نسل کی طرف اعلی حضرت اللہ بیٹے امام کاظم کے نہین ہین طرف اصل مین عبداللہ بھی
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سرتاپا ہبا منثورا ہوا مہدی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ بنے

دست تصرف دراز کرتے ہین اور سید خان کو اوڑا کر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیراتے ہین نسب کے
مقدمے مین تصرف نہایت گناہ ہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت برا ہی
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین **دلیل سوم** عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوہا
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انمین اسلیے کہ ان نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہی انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورہ زبان اور روایت ودرایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد ودلیل ٹھیراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھ سوا چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج وسپاہ نتھی کہ انمین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہوین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کرکے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالہ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۳۰۲ ہجری کے صفحہ ۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب دیکھوگے تم کہ
نشانیان سیادت کی متوجہ ہوئی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ سفر اس مین
خلیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سنا ہمنے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوئی
ہین طرف خراسان کے پھر پایا ہمنے کہ سفر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہمنے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابو نعیم کی

نقل کی ہے کہ تجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوھھم ذبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہوینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیے تین تمامی یہ
ابن خلیفہ ہین پھر نہوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انسے تسیر نمود ہوینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھو گے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹتے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفہ اللہ تعالی
کا مہدی ہے ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے تسیر نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر وفاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند وخراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصا شرقی الملقب جونپور کے
بادشاہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہے پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے ای اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا ہمنے اسکو تو بیعت کر لیا ہمنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہے انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہے اسیطرح اس فرقے کے سلف
وخلف کی عادت ہے کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین اتیتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہے اوسکو بمعنی سماعت کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہے اوسکو ترکیب اضافی کردیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہے اوسکو مصدر سمجھ کر بمعنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جاد
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہے اوسکے معنی جلنے کے سمجھے شاید خیال کیا کہ جارت ہندی مین ہے

ابطال حدیث کنز [illegible]

اور ہندی بھی اردو نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت انھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکریگا
وہ بھی سمجھیگا کہ من واسطے ابتداے مسافت کے ہو نہ واسطے انتہاے مسافت کے جاوت من قبل خراسان
کے معنی یہ ہین کہ آوے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوے طرف خراسان کے تمہارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہرون مگر خداے مقتدر نے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین وہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی نہ
تاییدا اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعدہ انکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی سچے تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجاے
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت مشرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
کو آے اور گجرات سے خراسان شمال یا مابین مغرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین سے ایک پہاڑ سونے کا کھل جائیگا کہ اوس پر خلق بیشمار لڑ مریگی
اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہان تک کہ عشر یا عشر عشیر باقی
رہجاینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہو وہ اوسکے نزدیک نجاے و حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ
ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
اور ابن ماجہ او طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

یوشک ان یحسر الفرات عن کنز من ذھب کا مسطور ہی چنانچہ رسالۂ برہان مین منقول ہی
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی یا خلافت گجراتی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کرکے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول اوٹھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت سے کنز بمعنی خلافت
کے لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
اوس خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی سمجھے گا کہ یہ تینون عوض
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کھانبھیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بد مذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت کھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر ہ مستبادر بنوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی
ٹھیراکر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوگئے چنانچہ تحقیق اسکی ما قبل
مین ہوچکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنیکے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرۂ ثم لا یصیر الی واحد
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانیکے کنز طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس مین لڑینگے
اب یہان تمھارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہووین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بناء الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی ہین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم انقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حالانکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ راوی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہین ہی
انتہی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابو نعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور اونکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثة کلهم ابن خلیفة لا یصیر الی واحد
منهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقاتلونکم قتالا لم یقتله قوم ثم
یجیٔ خلیفة الله المهدي فاذا سمعتم به فاتوه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج
فانه خلیفة الله المهدي اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدۂ مقررۂ علمائے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالۂ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان مظہر اسلئے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھے ہین کہ اگر یہان کچھ رہ نہین گیا ہی تو فاتوہ اور فبایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات پونچانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصۂ حدیث یہ ہوا کہ
پہلے اولاد خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفة اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مبرہن ہی اب اگر ابنائے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پر محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفة اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ بتایید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابنائے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اونسے
ہوچکے اب اگر حامل اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا مانکے پیٹ مین مع دونو خلیفہ زادون کے مرکر جنگ کرتے
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہوسکتا

جس طرف خیال کیجیے مانند صحرا خطا کے نا تمام اغلاط و خطا کے مہلک ہے ہین کہ آدمی دیکھنے و دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہہ اسی قدر پر اختصار کیا دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ

منها ما روى ابو سعيد مولى ابن عباس قال سمعت ابن عباس يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لارجوان لاتذهب الايام والليالي حتى يبعث الله منا اهل البيت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم يلبسها يقيم امر هذه الامة كما فتح هذا الامر بنا ارجوان يختمه الله بنا اخرجه الحافظ ابو بكر البيهقي في البعث والنشور ومنها ما روي عن ابي جعفر بن علي رضي الله عنهما قال سئل امير المومنين علي بن ابي طالب رضي الله عنه عن صفة المهدي فقال هو شاب مربوع من الوجه يسيل شعره على منكبه يعلو نور وجهه سواد شعره ولحيته وراسه ومنها ما روي عن ابي عبد الله الحسين بن علي رضي الله عنهما انه قال لو قام المهدي لانكره الناس لانه يرجع اليهم شابا موفقا وان من اعظم البلية ان يخرج اليهم شابا وهم يحسبونه شيخا كبيرا انتهى القصه

سوا صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ مسلمہ انکے انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جسوقت انسٹھوان سال انکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور ترسٹھ برس کی عمر پا کر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہونگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو کہ بال اوسکے دونو کندھون تک پہنچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر تابان او[illegible]

دلیل چہارم عبد الملک سجاوندی ... سراج الابصار ... روایات ... [illegible]

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی وخیالی عوام الناس ہی نہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفلیت یہ
اوس زمانے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے صبی یا اوسوقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت ومضبوط نہین ہوئے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یہ اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیت
اور راہق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشوونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو بولتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعاء مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی شیخ ہونیکے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کے جیسا دل مین آوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمھاری روایات کے انکار شیخ کبیر کا

انکار اور مہدی شاب حدث کا انتظار چاہیے کہ یعلو نورہ وجھہ سواد شعرہ اوسپر صادق
آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین کہل فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال الا یا اوھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپور دو مویہ تھے جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سپید ہو گئے ہین حال آنکہ اول
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تا کہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاوے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب کہ
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی تریپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چوتھے باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے یہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی
بی بی اور بیٹی نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند اونھین دعاوی پرانہ
کے ہوئے اور قطع نظر اس سے ان دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی شعر شیئان یجنیان
ہما ابرد مسن تجنح پشیخ تصبی وصبی تشیخ + غرض کہ یہ روایات کہ تمھاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ سجاوندی بھی کہ علما باسمہ کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای منصف بقول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کہ اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار مولودات ہمارے مہدی سے ہی منصف

کہتا ہی کہ تمھاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہین ہی قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہی کہ بسبب شبہ کے
انکار مہدویت کا مؤیدات سے ہی نہ بسبب شیخوخت کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین ع بھی کرتے ہین
غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہین ہی کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کلا بل ران علی
قلوبھم ما کانوا یکسبون **دلیل پنجم** مشکوۃ مین سنن ابی داؤد سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لھا دینھا یعنی بہ تحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو
برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کر دیگا واسطے امت کے دین اوسکا انتہی سراج الابصار مین لکھا ہی کہ احادیث
کی شرح مین مذکور ہی کہ مجدد دسوین صدی مین مہدی ہین جیسا کہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب مین مذکور ہی
اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسے ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ مین کہا ہی
اور طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس فرات کا ظہور بھی
اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت مین اونتیسوین باب مین حدیث کے اخیر مین یہ عبارت بڑھا دی
کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لا یکون سوی المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث
مستقل بنا دی کہ سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی
والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت
کے اکتیسوین باب مین مذکور ہی پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویون نے ایسی قدردانی کی کہ
جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آئمہ اہلبیت تک پونہچا دی اس حدیث کی سند اصل آئمہ
حدیث تک لگا دی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلفہ سن بارہ سو چھبیس
مین لکھتے ہین کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد وصحیح ترمذی ومشارق وحاشیہ شرح مقاصد و
ملفوظ میران محی الدین وغیر آن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی
راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من امن بہ فقد امن بی
ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجہ حدیث متواتر رسید قابل یقین گشت
زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد وبر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ
تا زیست مصر ماند واسم آن نکس اینست قال الشارحون ھؤلاء التسعۃ فاولھا خواجہ حسن بصری

پنجروز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع خواجہ حسن نوری پنجروز والخامس خواجہ حسن عبداللہ جنید یازدہ روز والسادس شیخ عیسی پانزدہ روز والسابع امیر سید عبد القادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز دوماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدویت کردہ تا زیست مصر ماند حدیث مذکور از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاطہ **جواب** غرض کہ مہدویون کے خزانے مین جھوٹ کی کچھ کمی نہین اور طوفان کذب وبہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھکر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ چہ خوش گفت سعدی در زلیخا؞ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا؞ داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی اول چاہیے کہ ثابت کردیوین اور جن کتابون سے کے حوالے دیے ہین اونمین اپنے مضامین منقولہ کو دکھادیوین کہ طبری سے کیا لکھا ہی اور بغوی سے کس جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی اور دوسری حدیث نمانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور راون نو مہدی لغوی کا دعوی کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہنچے تو اوس منقول عنہ کی تجویز وتخمین ہووے گی اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن وسال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنی پوچھتے ہین تمسے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم ودریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت وتاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم ایسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہا اس مین سے کسی کی تاریخ سوائے خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مقدمے مین اٹکل دوڑائی اور تخمین وقیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشتہر ہوئی ہی کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھہرینگے اور مین اسکا جواب دے چکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہی کہ نہین
اسکی اصل نہین ثابت ہوتی ہی اس پر عجب ماجرا یہ ہی کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا رد ادب کی راہ سے مجکو مکروہ معلوم ہوتا ہی
اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کرکے تجویز کیا ہی کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صور پھونکا
جاوے گا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا النفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہو جاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہی اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہی کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہین گے اور دجال بھی تمامی صدی پر نکلے گا اور
کچھ کم دو برس رہے گا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسین گے اور درمیان دو نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہی یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال و طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہاے دراز اوسکے واسطے چاہیے اونمین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہی کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہو جاوے یہ محال ہی بلکہ اگر ٹھیک ہزار پر خروج دجال
ہووے جیسا کہ بعضے علمانے احتمال اسقدر کیا ہی جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہے گی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت کھنچے انتہی ملخصا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ و المحدثین ہین اوسکا مقابلہ کرنا نے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث نے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دھوکا کھایا کہ قیامت بپا کردی اب ہم لوگ دو سو چھیاسی برس سے اوس بزرگ کے
خیال مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجب ہی کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سب سے بڑھکر سنیے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہان تک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے بھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے انسے مراد یہ لی کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو
بیس برس طول پکڑ ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نووی اور طبری سے بشرط صحت
نقول کے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوا انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ ائمہ اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم و وحی
سے جو کچھہ معلوم ہوتا ہی وہ بلا شبہہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظہر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمے مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پونہچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما نے کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ اور مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین احادیث
موضوعۂ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب دلخواہ بنالی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نو مہدی لغوی کا بیان بسم اہیات کے ساتھہ
کیا کہ اپنی سفاہت کی انتہا کو پونہچا دی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہان سے
ثابت ہوا ایسا ہی جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث بے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کر دی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ویسے ہی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے ائمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی
وغیرہ یہ لوگ کیونکر خلاف متواتر دعوی مہدویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسون کو
مہدی ٹھیرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کا تولد سنہ چارسو اکھتر مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھہ مین ہی اور مہدوی مذکور نے
اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو
ساٹھہ مین ہی اور وفات سنہ چھہ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور مہدوی
صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھیراتے ہین وقس علی ذلک سبحان اللہ کیا
معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسی علم تاریخ مین بھی ید طولی ہوتے
ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست
یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور
دارا شکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثناخوانی کی اور جہان
اسبات کے ہوئے کہ بادشاہ اوسکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض
کی کہ بعد تحقیقات کے جانا چاہیے دارا شکوہ رنجیدہ ہوئے شاہ جہان اوسکی خاطر سے
سوار ہوئے جب بادشاہ مع دارا شکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پہونچے
اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذو القرنین اچھے
شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان متحیر ہوئے
کہ یہ کیا گپ ہی کجا سکندر اور کجا تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن بہال حوصلگی سے
چپکے رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن
یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہ جہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کلام
ہی امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس واقعے سے پیدا ہوئے
اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران
ہو کر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لیچلیے انتہی یہ تحقیقات میان سید مصطفی کی ہین کہ جنھون نے
اڑھائی سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہو اب میان عبد الملک کہ جنکا لقب علما باسی ہی انکی خوش
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہین ہی کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہی اور انکے پیر نو سو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کے راس پر
کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے نقل صحت کو پونہچے تو وہی تمھاری تکذیب
کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے مجدد مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہا نوین صدی پر ہوئے
پس مہدی موعود نہوئے بلکہ تمھارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو
ہوگیا اور راس صدی سے معنے ابتدا صدی کے ہرگز نہین بن سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے
موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہو اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو قطع نظر
اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین سیخرج من امتی مہدی کا لفظ ہو حضرت آپ اپنی امت مین
سے کس طرح ہو سکتے ہین اور میان مصطفی مہدی جھوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہو وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و
عجم کے خلاف ہو جائے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہو چنانچہ بولتے ہین کہ راس ستین
اور راس سبعین اور راس حمل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین سر درخت اور
سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس بمعنی انتہا کے ہو کہ ارأیتکم
لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو برس
کی تمامی پر کوئی شخص ان لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہیگا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہی کہ زمین کے نیچے یا پانی اور ہوا پر نرہ سکتے ہون
بلکہ پابند رہے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن

وشیاطین و ابلیس اور سکان زیر زمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دو مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داؤد
مین لفظ کل مائتہ سنتہ کا عام ہی کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہی کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہی
اگر اس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم کے نسبت ماضی ہی معنی یبعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین
پس متحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مہدوی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہی کہ نو سو پانچ پر مہدی ہونگے اور نہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
کہ طبری نے کہان لکھا ہی اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نتھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہی علاوہ یہ ہی کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ مہدوی کونسے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہی متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہی علماے شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہی اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہی کہ مشہور بتاریخ کبیر ہی اور اصح التواریخ ہی اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہی
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہی اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہی وہ اصل تاریخ طبری نہین ہی بلکہ
اوسکا مختصر ہی کہ محرفات علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماطی شیعی سے ہی کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہی اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہو گئی
اور مترجمین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
پس ناقلین اس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہی حالانکہ اصل تاریخ
مین ایسی روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہی اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین دیکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من المقامین
من باب الکنائز اب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما باسد عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی اسی مختصر نے
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہی تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فروگذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس روایت
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویون نے کتابون مین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخے اوسکے موجود ہین بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف و قیاس دلیل نہین ہوسکتا ہی إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کلی تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے بے توبہ مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جاوینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ڈالے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلینگے وَأَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ مَكَثَ فِيهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

غلطی بیان عمر دنیا مین اور [illegible] الدنیا سبعۃ الاف سنۃ [illegible]

مُنْذُ یَوْمِ خُلِقَتْ اِلٰی یَوْمِ اُفْنِیَتْ وَذٰلِكَ سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَذَكَرَ بَقِیَّةَ الْحَدِیْثِ
یعنی ہے سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھیرے گا ابتداے پیدایش دنیا سے انتہاے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین آلخ اور ابن عساکر نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت پوری کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ ہی
ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تایید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین ہین گے پس کل سات دن ہم پر عذاب ہوکر منقطع ہو جاویگا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ گزر عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پونچی ہی بولے سات ہزار برس کہا اور قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ اوس دن امن پاوے کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت مآب کا وجود باوجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس سالے کے سنہ ۹۰۰ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہوگئے اور دنیا تمام نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہوسکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار اور ایک سو تریسٹھ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کے کہ اسکے خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت رسالت کے چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس سے یہی ہی کہ حضرت سے پیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تاکہ مطابق ہو وے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرت نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَۃُ اٰلَافِ سَنَۃٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِھَا الفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اوسمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اونکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے اب تک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت امت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہوسکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کا پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہا ئے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہین گے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے اقل مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس رہتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہوسکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس او مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ اونکی ملنے مین چھہ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن مدینوالا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھہ برس اور گذرین اور کچھہ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
سے توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت کے ابتدا چھہ ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مؤرخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہوجاتا ہی کیونکہ جب
حضرت کے ابتدا چھٹے ہزار مین ہوئے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا تو توجیہ کی جا باقی نہ رہی
اس بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھہ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین نہ گذرا اور اسمین کچھہ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ وَکَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بابت متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے لطیف سے غبار آئے کہ اسمین کچھہ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورہ لوگون کے
ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلا ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس وقت تک
چھہ ہزار پورے ہو کر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون پس موافق استعمال دوم
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر دنیا وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہا دنیا کے وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید مین واقع ہی کہ علم قیامت کا سوای اللہ تعالی کے کسی کو خلائق علوی وسفلی مین
سے حاصل نہین چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس معنی
مین حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہین چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور
اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ مین اختلاف ہی اہل اس بلاد سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو تریسٹھ برس کے ہی اب
سات ہزار برس سے متجاوز ہوئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہین اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيْهَا
لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی مین لفظ من یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج
فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی
کی عبارت مین یہ عبارت کہ قیامت ساتوین دن مین ہوگی اوسی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی
یا کسی پیغمبر سے منقول نہین ہو اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور درج کلام راوی اور کمی بیشی الفاظ کی اس
حدیث مین کچھ عجب نہین ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط و غیر محفوظ ہین چنانچہ سراج منیر شرح
جامع صغیر مین لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس مین انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة آلاف سنة انا فی آخرها الفا کو طبرانی
نے معجم کبیر مین اور بیہقی نے دلائل مین ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ
اس حدیث مین کچھ شک نہین ہی اور الفاظ اسکے مصنوعہ اور تلفیق کیے ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اسکی حقیقت
سوای اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہین انتہی

**فائدہ** بیان اس امر مین کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہین ہی
کہ اوس مین دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہون پر فرشتے متعین ہون گے
کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہود مین سے ستر ہزار آدمی اوسکے
ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات مین آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیون کا اور پانی اور آگ ہوگی
کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ مین ڈال دے گا لیکن آگ اوسکی حقیقت
کے حق مین پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت مین ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یارسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے کے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک روز کی
کفایت کرے گی فرمایا نہین بلکہ پانچ نماز دن کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہو کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض کہ خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار رولیون وغیرہ کا رخانونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ دن
زمانۂ دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سوا حرمین شریفین کے روندڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہی کہ جبتک
چال سواری کی باد رفتار نہو و لے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اوڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیاجاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ گدھا
بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر یک بینی و دو گوش کسی ملک مخالف پر پونچا کیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا
کتّے کی مار مارا جاوے اور لفاً بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ مع خدم وحشم وساز وسامان پھرا کرے گا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو کہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہود مین سوا دوسری افواج ومعتقدین کے اوسکے
ہمرکاب پونہچاوے مگر گاڑی دخانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندونکے
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چل رہتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
اغلب کہ ایک سو برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہی کہ چودھوین صدی کی تمامی پر حسب وقت
فصلہ ہی راہ تمام کر چکین یہود کو پلو مین سے لے کر برآمد ہووین اور ابر پر باد سے ہمکو مشابہت
صوری بھی معلوم ہوتی ہی کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر مانند دل بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق ومصدوق کے چال اس گاڑی کی ہوگی

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہین چلائی جاتی ہی
بلا توقف معمولہ ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھہ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھئی ساعت مین تین سو ساٹھہ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی او
بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا
شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل وسکی اوسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اوسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اوڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ مقام
اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ یکماہہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضوں نے کہا ہی کہ ری مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھہ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے مصائب
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✣ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن والنس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوئے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سر موتجاوز کرین تو سزائے سخت
پاوین زیادہ تفصیل سلسلے بستان الجن مین لکھی گئی ہی یہ جو ماقبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور برا دنیا مین نہین ہی یہ دجال پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوائے اسکے اونتیس دجال کا اسکی کوچک ابدال ہین جو دوسرے ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُبْعَثَ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہان تک کہ اوٹھین گے جھوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَّاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی بیش از قیامت میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پا چکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہووے اور دعوی نبوت کا کرے وہ دجال و کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان وعیدات سے نہ ڈر کر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب چھٹے مین بھی آوے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانونکی محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ اغلب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے کیے ہین مگر یہ بھی بول سکے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے آوین گی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال یُبَایَعُ الْمَهْدِیُّ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَا یُوْقِظُ نَائِمًا وَّلَا یُهْرِیْقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگائے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خونکو انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے سنہ نو سو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اوسوقت شاہ نظام اور قاضی علاؤالدین اونکے دونون مریدون نے آمنا و صدقنا کہہ کر بیعت کی ہر چند کہ دوسرے یارون نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کر دیا بعد وعظ کے

بعضے اعرابنے بھی بیعت کی بعضے یارونے پوچھا کہ میران جی دوسرے یارونکو کیون نہ بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ دوشنبے کے روز منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے
ہی کھڑے ہو کر دعوی مہدویت کا کرکے تین بار بآواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاء الدین نے کھڑے ہو کر کہا کہ اَنَا مُتَّبِعُوْكَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ قاضی
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بدو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
**جواب** معمول ایسا ہی کہ ایک مقدمہ کئی حدیثون مین مذکور ہوتا ہی لیکن بعض مین باختصار اور
بعض مین بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہی کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی او مثبت مقدم ہی نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری مین بھی یہ قاعدہ مذکور ہی اسی قسم سے ہی بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب مین انھین نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی مَكَّةَ فَیَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَیْنِهِمْ فَیُبَایِعُوْنَهُ بَیْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلین گے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لین گے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرین گے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینۂ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سوتون کو نہ جگاوینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کرکے اپنی بیعت نہ لین گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھ پر
بیعت کرین گے یا یہ کہ اوسوقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہوجاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ یجا ء

إلى المهدي في بيته والناس في فتنة تهراق فيها الدماء فيقال له قم علينا فيأبى
حتى يخوف بالقتل قام عليهم فلا يهراق بسببه محجمة دم یعنی لوگ مہدی کے
گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوس مین خون ریزی
کی جاتی ہوگی کہا جاوے گا اوسے کہ ہمارے پر امیر بنو وہ انکار کرینگے یہان تک کہ جب قتل
سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہیگی جائیگی بسبب اونکے ایک سنگھی خون کی
انتہی سنگھی خون کی شبیہ جانا محاورہ ہی جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب
کرتی ہی کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے
ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اون مین
قصۂ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہی اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا
نام و نشان شیخ جونپوری مین پایا نہین جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا و انتہا چھوڑ کر اعتقاد
یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید سے لیکر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہی اگرچہ نہ سیادت
اوسکی ثبوت کو پہونچے اور نہ مطابقت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود مین آوین
نہایت غلط ہی خطائے دوم یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھ کر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ
خود انہین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہی کہ بیعت کرنے والے بعدد اصحاب
بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد نا امیدی کے کہ لوگ بولنے لگین گے کہ
مہدی نہین ہی مبعوث کرے گا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے ہین تین سو پندرہ آدمی بعدد اصحاب
بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اوسکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہی اونکو
نکال کر کرہاً بیعت کرینگے پس وہ دوگانہ انکو مقام کے پاس پڑھا کر منبر پر چڑھین گے اور حاکم کی
روایت مین بھی ایسی ہی کہ يبايعه عدة اهل بدر یعنی بیعت کرینگے اوسے شمار اہل بدر کے
اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بہ شمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے
اور سوا اسکے اسیقدر انصار کے کہ ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسی
سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈھینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچان لینگے اور
مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاوینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوئے
مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھکر رکن و مقام کے
درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے سات ہونگے کہ دان مین یا شیر و
بہادر اور رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہی روایت
نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جونپوری مین مفقود ہین اور یہ سب روایات رسالہ
برہان وغیرہ مین موجود ہین خطا سوم یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے
اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال ہو اتبعنی فہو مومن جس سے تاریخ نوسو ۹۰۱
ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان راچہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم برروی تو عبارت
سن اتبعنی فہو مومن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت و گذشت
نہین ہوگئی کہ اوسکا ادراک مشکل ہوا ور تم جو چاہو سو بناکر اوس نسبت لگا ؤ عدد اس عبارت
کے موافق قاعدۂ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہی نہ ملفوظہ کا آٹھ سو پچاس ہین اور اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیجے جاوین نوسو اکیاسی ہوجاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے
تیرھوین[۱۳] باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری مین باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عز وجل انا المہدی الموعود چنانچہ اسی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک وتعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ
وافترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو پچانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے سترھوین[۱۷] باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بڈلی
مین ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا فقال بامر اللہ انا المہدی سے
میری مراد اللہ اور انھی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ وتعالی نے تاریخ دعوے
آنحضرت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک وتعالی نے تمھارا دروغ
بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نوسو چونسٹھ عدد ہوتے ہین
اور اگر قال کو علیحدہ کرین جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تینتیس ہوتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست محک امتحان کو
پونہچا اب خیال کیا چاہیے کہ اس فہم و عقل پر دین و مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہی انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر بالاتر (باطل)
مزخرفات ہین خطاے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ وہ شنبے کے روز منبر پر
کہ درمیان رکن و مقام کے ہی کھڑے ہوکر بعد دعوے مہدیت کے تین بار باواز بلند کہا کہ من تبعنی
فہو مؤمن انتہی معلوم ہوتا ہی کہ اس بزرگ نے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہی نہ کبھی اوسکے نقشے مین غور کیا منبر
مقام ابراہیمی کے جانب شمال پر ہی درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہی کیونکہ وہ جاے
مطاف ہی کہ طواف کرنیوالونکا رستہ ہی وہان منبر کیونکر بن سکتا ہی اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا
دعوی باواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوصاً اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان ہند نے بسبب اسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطاے پنجم انکے میران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤ الدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بجنید گواہ راضی قاضی علاؤ الدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال
مین آیا اور نہ قاضی علاؤ الدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی
گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ
امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمۂ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرماے
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن رضی اللہ عنہ
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسنؓ آپکے فرزند ہین اونکی گواہی مین قبول نہین کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی اونکی مقبول ہی لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس
دعوی آپ کا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب
مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق اطاعت

حکایت مناقشہ جناب مرتضوی کی
قاضی شریح کے محکمہ مین

کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھہ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی جانا کہ دین انہیں کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی ہی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمہارے دعوے مہدویت مین تمہارے خاص تلمیذ و نکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطاے ششم یہ کہ مدعی کی سمجھہ مین یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مدعی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تم نے من اتبعنی فہو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار ہی اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمہاری طرح مدعی کشف والہام کے ہوئے گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے ولایت جتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے کر ع من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو سے جناب تینون قدر مشترک مین شریک الدعوی ہین اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے کیونکہ یہ من وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی ثابت ہوئی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہوئے دور محال لازم آویگا ٭

دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی کہ عن ارطاۃ انه قال بلغني عن النبي صلى الله عليه وسلم ان المهدي من ولد فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيش خمس عام ثم يموت على فراشه ثم يخرج رجل من ولد فاطمة بنت رسول الله على سيرة المهدي بقاءه عشرين سنة ثم يموت قتيلا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اونکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان پر
صادق آئی جواب اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بددیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المهدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہے البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہے چنانچہ رسالۂ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالۂ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہے لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجپر عمدًا جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھہرا لے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہے روایات نعیم بن حماد یہ ہے عن ارطاۃ قال بلغنی ان المهدی یعیش
اربعین عاما ثم یموت علی فراشه ثم یخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنین
علی سیرة المهدی بقاؤه عشرین سنة ثم یموت قتیلا بالسلاح ثم یخرج رجل
من اهل بیت النبی صلی الله علیه وسلم مهدی حسن السیرة یغزو مدینة قیصر
وهو اخر امیر من امة محمد صلی الله علیه وسلم ثم یخرج فی زمانه الدجال وینزل
فی زمانه عیسی بن مریم علیه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پہونچی ہے یہ بات کہ مہدی
رہین گے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلے گا اوسکو بیس برس بقا ہے پھر ہتھیار
مقتول ہوکر مرے گا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کرے گا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلے گا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدویونکی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کہ کسقدر تحریف اور خیانت کی ہے فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
مہدو کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ بعد بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اوٹھا کر اوسکو نسل حضرت رسالت مین داخل کرکے اپنے میان پر جما دیا حالانکہ یہ شخص قحطان عامر
بن شالخ کہ ابو الیمین ہی اوسکی اولاد سے ہوگا اور خوند میر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اونپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤگے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہو جاویگی
کہ شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوند میر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سب سے میان خوند میر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دوسرے میان کون سے نکلے کہ جنھون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چار سو برس مین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس عدے کے نہوئے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الاٰية یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کریگا اونکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلونکو اور جما دیگا اونکو دین اونکا جو پسند کردیا اونکو اور دیگا
اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمکخوارونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ جاکر
اور کو کر برابر ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط بیس برس مطابق ہوئے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہوین کچھ ضرر نہین ہی
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہو وے
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفۂ موصوف کی تعیین قحطانی
سوا سے ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

صدوق اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن
ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے
کم نہوگا **دلیل ہشتم** میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق
مہدی وارد شدہ ہست اکثر صاحب فتوحات در کتاب خود آوردہ ہست کقولہ الا ان للہ
خلیفة یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤہا قسطا وعدلا یشبہ رسول اللہ فی
الخلق بضم الخاء اجلی الجبہة اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویة ویعدل
فی الرعیة ویفصل فی القضیة یخرج علی فترة من الدین یزع اللہ بہ مالا یزع بالقران یاتیہ
الرجل یعنی جاہلا بخیلا جبانا فیصیرہ عالم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیہ
یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یخطی لہ ملک
یسددہ من حیث لا یراہ یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشہد یصلحہ اللہ فی لیلة
یعز الاسلام بہ بعد ذلہ ویحیی بعد موتہ یظہر من الدین ما ہو الدین فی نفسہ ویرفع
المذاہب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح بہ عامة المسلمین اکثر من خواصہم یبایعہ
العارفون باللہ من اہل الحقائق عن شہود وکشف وتعریف الہی لہ رجال الہیون یقیمون
دعوتہ وینصرونہ ہم الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینونہ علی ما قلدہ اللہ تعالی شعر
الا ان ختم الاولیاء شہید + وعین امام العالمین فقید + ہو السید المہدی من آل احمد
ہو الصارم الہندی حین یبید + ہو الشمس یجلو کل غم وظلمة + ہو الوابل الوسمی
حین یجود + وقد جاء زمانہ اظلکم اوانہ وظہر فی القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلثة
الماضیة قرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم الذی یلیہ ثم الذی یلی الثانی ثم جاء
بینہما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات کے نقل
کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی
کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان دلاور
نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت
فتوحات مین اقسام کی تحریف وتبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

ربیع الاول ۱۲ قاموس

بڑھا دیے اور کہین عبارات و فقرات کو مخالف اپنے دیکھے اوڑا دیے اور کسی جا معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہی ہے تحریف اول یہ کہ قسطًا و عدلًا کی یہ عبارت اوڑادی لو لم یبق من الدنیا
الا یوم واحد لطول الله ذلک الیوم حتی یلی هذا الخلیفة من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم یبایع بین الرکن والمقام یعنی اگر نہ باقی
رہے دنیا سے مگر ایک دن دراز کریگا اللہ تعالی اس دن کو تا کہ والی ہووے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا متحتم ہے عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن و مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہین آتی ہے اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراش متاخرین
مہدویہ کی ہے کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند سے یہ حکایت افترا کرکے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نہ تھی ورنہ خوندمیر سے خلیفہ خاص کیونکر مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہے یشبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنه فی الخلق بضم الخاء لانه لا یکون احد مثل رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی اخلاقه یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہے انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہے اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہے کہ یہ بھی
مدنظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان
ایام مین بسبب قرب زمانیکے کہ ہزارہا آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی ہمشکلی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی اور جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نر سے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابین دعوی ہمشکلی سے بھر دین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہوا کہ انکے مہدی دو مویہ تھے حالانکہ حضرت رسالتمآب کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوس پر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفین مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیۂ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ ایک
صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوٰۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی تحریف سوم یہ کہ اقنی الانف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہان نہ تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکال ڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپور سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے تحریف چہارم یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکال ڈالی یاتیہ الرجل فیقول لہ یا مہدی اعطنی وبین یدیہ المال فیحثی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحملہ یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ اے مہدی دو مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھر دوینگے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی جونپوری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کرے گا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کر لیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے اجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن یہ بھی ایک خلل رہجاتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کرکے کئی سویہ
دلا دیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھے جیساکہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین نوحصہ دیتے تھے بااین ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارضہ حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطني اعطني فیحثي له في ثوبه ما استطاع ان یحمله کی شرح مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایاے باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خوندمیر اس کلام کا محمل نپاکر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی سالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھہ قنطار اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک دف بجانے والے کے دف مین ایک تسبیح سو موتی کی ڈال دی کہ ہر دانہ لاکھہ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپے یا سواد و روپے کی ہوتی ہی انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھہ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محمل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہونچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھدینا تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کرور یا سوا دو کرور روپے کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام وقت ماننے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک بملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو و حکام مالوہ کو کہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت قیمتی پچاس لاکھہ روپے کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ ساٹھہ قنا طیر زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی درحالیکہ اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پابجولانہ طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعودن مہدویت سے پہلے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دہم سے ظاہر ہی پس داد و ہش بہ تقدیر ثبوت بھی علامت مہدویت سے
کچھ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل سچ ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی
اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے
زیادہ کسیکو دینا ظلم وخیانت ہی اسیواسطے خلفاء راشدین اپنی ذات واقربا کے واسطے
بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا
سلطان موصوف کی خطا ہی پھر شیخ موصوف کا ایک فی فالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت
قلیل ہی تسبیح کر وردو کرور کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف پنجم یہ کہ
مالا ینزع بالقران کے بعد یا متیا الرجل اپنی طرفسے بڑھادیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے
کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی
یمسي جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس
شب اسّعالی مہدی بناوے گا اوسکی شام تک جاہل بخیل نامرد ہونگے اور صبح کو
سب آدمیون سے زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہو جاوینگے یہ موافق ہی حدیث
امام احمد اور ابن ماجہ سے کہ المهدي من اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت
مین درست کردے گا اونکو اسد تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی اور عاکی حال
کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد
ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
تمام علوم سے فارغ ہو کر باتفاق علما نواحی دانا پور کے ملقب بہ اسد العلما ہو چکے تھے اور
ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کر کے اوسکو مع فیل
سواری کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر وزبر کر دیا تھا پس ان پر یہ حدیث صادق
آتی ہی نہ عبارت مذکورۂ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یا ایہا الرجل
کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تاکہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
آوسے گا اوسکا یہ حال ہووے گا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

اشیع ہوجاوے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب وافترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بناکر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا باینہمہ انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین
استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے
چلے آتے ہین اور ایسی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین تحریف ششم یہ کہ بعد
من حیث لا یسراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل ویقوی الضعیف فی الحق او
یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال ویتیم کو اور
قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب
حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان
ثروت وحکومت کا کام ہی اور مہدی اعمائی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام وسلاطین انہر انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج وزجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نرہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق
ہی یعنی چلے گی نصر سامنے اس خلیفہ کے کہ جدھر متوجہ ہوگا منصور ہوگا اگر منصور علی ہی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو تحریف ہفتم
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکاء یبید الظلم واہلہ یقیم الدین وینفخ الروح فی الاسلام یعنی
فتح کرے گا یہ خلیفہ مدینۂ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمان اولاد اسحق کے حاضر ہوگا جنگ
کلان مین بمقام مادبۂ الٰہی چراگاہ شہر عکاء کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو
اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ ظاہر ہی کہ سراسر انکے مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینۂ رومیہ فتح کیا نہ اونکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد آدم کے جمع ہو چہ جائے اولاد اسحق کی اور نہ جنگ کلان شہر عکا مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے یا نہوتے اور نہ اونھون نے ظلم اور اہل ظلم کو قطع کیا بلکہ آپ بشکل
مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے تحریف ہشتم یہ کہ بعد لفظ بعد موتہ کے یہ عبارت

نکالڈالی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذل
یعنی موقوف کرے گا جزیے کو یعنی جزیہ لے کر کفر پر کافرون کو نچھوڑ دے گا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کرے گا اور دعوت کرے گا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاوے گا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمناکا الضاف نامہ
کے باب چہارم میں مسطور ہی کہ میران ٹھٹھہ میں دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملانے اپنے فرزند کو
سامنے کر کے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیگا ہم اللہ سے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان
ہوا بلکہ انھین کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میان تحریف باز مع رفقا و اقربا گجرات میں مقتول ہوئے تحریف نہم یہ کہ یرفع المذاہب
اور فلا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان میں لفظ من الارض کا تھا اوسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھاوینگے سب مذہبون کو روے زمین
پس باقی نرہیگا مگر دین خالص اور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھاے مذاہب مختلفہ ابتک روے زمین پر موجود ہین چنانچہ
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب سے بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور لیسا
سمجھ لیتے ہین کہ کل حزب بما لدیھم فرحون ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع مذاہب کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوئے نہیں درست تھے اسواسطے اوسکو حذف
کر دیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعداءہ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذھبت
الیہ ائمتھم فیدخلون کرھا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فیما الدیہ یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم اس امام کا اپنے
ایمۂ مجتہدین کے خلاف دیکھیں گے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر مطلبہ
امام کے اور بسبب رغبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اوسکے
فرمایا کہ یفرح بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصھم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر
خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوند میر کے مہدی کی تکذیب
کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی او نہ علمائے مخالف
بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یازدہم
یہ کہ بعد یعبنونہ علی ما قلدہ کہ اللہ تعالی کے اس قدر عبارت حذف کر دی ینزل علیہ عیسی ابن مریم
بالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھروذتین متکئا علی ملکین ملک عن یمینہ
وملک عن یسارہ یقطر رأسہ ماء مثل الجمان یتحدر کانما خرج من دیماس والناس
فی صلوۃ العصر یتنحی لہ الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ طاہرا
مطھرا وفی زمانہ یقتل السفیانی عند شجرۃ بغوطۃ دمشق ویخسف بجیشہ
فی البیداء بین المدینۃ ومکۃ حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من
جھینۃ یستبیح ھذا الجیش مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ
ایام ثم یرحل یطلب مکۃ فیخسف اللہ بہ فمن کان مجبورا من ذلک
الجیش مکرھا یحشر علی نیتہ القرآن حاکم والسیف مسبل
ولذلک ورد ان اللہ یزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے
امام مہدی پر عیسی بن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے
تکیہ دیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے
قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہوں گے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے
بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگیں گے گویا کہ حمام سے
بر آمد ہوئے ہیں اور لوگ نماز عصر کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے

واسطے ہٹجاوینگے پس آگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسی آدمیون کی امامت کرینگے
طریقۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل
کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین
مارا جاوے گا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطۂ دمشق مین اور زمین مین دھسلایا جاویگا
لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہان تک کہ نہ باقی رہے گا لشکر مین سے
مگر ایک آدمی قبیلۂ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینۂ رسول مین لوٹ مار مباح کرے گا پھر
چلے گا مکے کے ارادے پر پس برباد کریگا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اوس
لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند کرنیوالی
ہوگی دین کو اور اسیواسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اوسقدر
باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب جبر و شمشیر سلطانی کے اکثر
خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیز
معلوم رہے کہ منارۂ بیضا شرقی دمشق کہ جسپر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اوترینگے
وہ ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارۂ اذان ہی
پچیس مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر
اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلۂ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی
نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اسپر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر مین
تھا اور غوطۂ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے
ہین اور غوطۂ دمشق ایک زمین ہی فنائے دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات
سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطۂ دمشق کی تعریف
حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب
و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کردیا تحریف
دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے
مطلب کے موافق اوسکے معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید مین نقل کیا

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھہ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کردیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان نہ سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھہ جاوین الا اشعار الا ان ختم الاولیاء شھید ٭ وعین امام
العالمین فقید ٭ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین بجا بجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھہ ۳۶۶ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوند میر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص نہ انکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ ھو السید المھدی من آل احمد ٭ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنة محمد یکسر
الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المھدی الیہ یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہونگے طریقہ محمدیہ پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کرلیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ٭ ھو السید المھدی من آل احمد ٭ ھو الصارم الھندی حین یبید
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ٭ وہ تیغ ہندی ہی جسوقت
کہ ہلاک کرتا ہی ۱۰ اگرچہ بڑے میان کے علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالۂ معارضہ مین

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جائے تولد ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے اوستاد پر کہ جسنے انکو لغت و صیغہ دانی مین ایسا چالاک
کردیا ہی کہ یُہَنِّدُ اور یُہَنِّدُ مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادہ ہند اور بدو کہ ایکی جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی
کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃ سمجھین النسان کہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ ÷ مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْہِنْدِ مَسْلُوْلٌ ÷ اور حضرت نے اسمین بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ اور مہند کہ بمعنی تیغ ہندی کے ہی
اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر ہُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ غَیْمٍ وَّ ظُلْمَۃٍ ÷ وَ ہُوَ الْوَابِلُ
الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہاری ہی جس وقت
کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت نکریگا جیسا کہ
میان نے کی ہی جب کسی کا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہو جاوے
اور بلا ذکر و اشارہ انتخاب اوسکی طرف نسبت کردیوین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا
لکھا ہی تا کہ لوگ سمجھین کہ اوسکی رائے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے
ہین تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کرسکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور
فلانی کتاب سے میرے دعوے کا ثبوت ہوسکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کرکے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کردیا ہی
اس قسم کی نقل کا سوائے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کے نقل کرنیسے دو مقصد محقق ہوئے
مقدمہ اول دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصاً تحریف دوم مین کہ صراحۃً جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہووینگے خلق بضم الخاء مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخاء
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخاء مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف یجمع مین یا تیہ الرجل کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کردیا اسکے سوائے انکے نقل کلام مین اس قسم کی بہت کذب مقصد وغیرہ مین ہوئے ہین

کہ استیعاب اوسکا موجب تطویل ہی بس معلوم ہوا کہ با وجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
جیسا کہ انکے حق مین مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور سید انجی بن
سید سلام اللہ وغیرہ مہدویون نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمہ
مین مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ
اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکہے گا بعد میرے
کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے
اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت مین ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ **مقدمہ دوم**
بطلان مہدویت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پہ نظر کر
بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو یہ
لوح محفوظ مین مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے
ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا **دلیل نہم** وہی میان خوندمیر
اوسی مکتوب ملتانی مین اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام
می گوید وھم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ وھم من الاعاجم
ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللہ قط ھو
اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرائے مہدی صحابہ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان مین اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ اونھون نے سچ کر دکھایا جس پر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا قوم عجم سے ہین کہ اون مین کوئی نہین ہی عربی
لیکن بات نکرتے ہونگے مگر زبان عربی مین اونکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی
نہین کی وہ خاص تر وزرا کا ہی اور افضل امینوں کا ہی انتہی میان خوندمیر کی غرض یہان اگرچہ بظاہر یہ ہی کہ وزرائے مہدی کے صفات

مذکورہ بالا سب وزراے مہدی جونپور مین موجود ہین پس مہدویت اونکی پختہ ہوئی لیکن حقیقت مین
اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے
وزرا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سواے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفا مہدی جونپور اسکے بالعکس تھے کہ ہمیشہ زبان
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہی کہ جو نکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص وزراے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہی اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو خلفا مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث یملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی یہ
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان قتلی محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نے گناہی کیونکر ثابت ہوسکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
باب نہم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہوجاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوئے ہونگے منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ ابھی دلیل ہشتم مین ہی دکذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ بد ہی

بیان انواع معاصی میر محمود و خوندمیر و دیگر خلفا

مذکور ہو چکے ہین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جب سید حمید فرزند مہدی کی شادی عالم خان کی لڑکی سے ہوئی میان خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگونکے گھر جلنے کا خوف ہوا اور سوائے انکے کوئی ایسے اعلی مہدی جونپور کے مریدون مین نہین ہی کہ وزیر اعظم ٹھیرے حالانکہ دوسرے خلفانے بھی اقسام کے خون و فساد کرنیکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار کی ہو چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خلیفہ با اختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک حبشی کو قتل کر کے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہوئے ہین ایسے لوگ مہدی کے اخص الوزرا نہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شعر وزیری چنین شہریار چنان ٭ جہان چون نگیرد قراری چنان ٭ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہین کہ وزرا مہدی عجم ہین اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہین ہی اور یہان شیخ جونپور کے تمام وزرا ہم جنس و عجم ہین غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہین کرتی ہی بلکہ تکذیب کرتی ہی اور اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ یہی وزرا مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی گرا دینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہی کہ یہ شہر بزمانہ مہدی موضوع نے کبھی خواب مین بھی فتح نکیا پس شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہین

دلیل دہم

میان خوندمیر اوسی مکتوب مین ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان نزول اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہین وہ عبارت یہ ہی الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ مطلقا وختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فہو عیسی علیہ السلام فہو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد حیل بینہ وبین نبوۃ التشریع والرسالۃ فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول ہذا الامر نبی وہو ادم واخرہ نبی وہو عیسی اعنی نبوۃ الارث فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایۃ المحمدیۃ فہی لرجل یجیٔ من العرب فی اخر الزمان فہو رجل اجل الجبہۃ اقنی الانف مقرون الحاجبین یشبہ فی الخلق بخاتم

معرسول الله صلی الله علیه وسلم لا یشبهه فی الخلق بفتح الخاء یصلح الله فی لیلة او فی یومین ویکون له العلامات الکثیرة کما اخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بعض الاحادیث وقد رایت العلامة التی اشار بها الرسول علیه السلام اخفاها الحق فی ذات المهدی عن عیون الناس وکشفها لی حتی رایت خاتم الولایة منه وهو المهدی الذی یختم به الولایة المقیدة المحمدیة یخرج فی اخر الزمان مع العلامات التی اخبر بها النبی صلی الله علیه وسلم لا یعرفها کثیر من الناس ولا یؤمن اکثرهم به وقد ابتلاه الله تعالی باهل الانکار علیه فیما یتحقق به من الحق فی ستره وکما ان الله ختم بمحمد صلی الله علیه وسلم نبوة التشایع کذلک ختم الله بالمهدی الولایة التی تحصل من الارث المحمدی لا التی تحصل من سائر الانبیاء فان من الاولیاء من یرث ابراهیم وموسی وعیسی فهؤلاء یوجدون بعد هذا الختم المحمدی ولا یوجد ولی بنسبة الولایة المحمدیة هذا معنی ختم الولایة المحمدیة واما ختم الولایة العامة الذی لا یوجد ولی بعده فهو عیسی علیه السلام انتهی یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھوین فصل مین مسطور ہے لیکن میان مذکور نے یہان نہایت تحریف وتبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود منفعل ہوکر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاوے گا اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہے تاکہ عقلاے انصاف پسند دونون کو مطابق کرکے دیکھین کہ کسقدر خیانت کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور مین فرماتے ہین الختم ختمان ختم یختم الله به الولایة وختم یختم الله به الولایة المحمدیة فاما ختم الولایة علی الاطلاق فهو عیسی علیه السلام فهو الولی بالنبوة المطلقة فی زمان هذه الامة وقد حیل بینه وبین نبوته التشایع والرسالة فینزل فی اخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعده بنبوة المطلقة کما ان محمدا صلی الله علیه وسلم خاتم النبوة لا نبوة تشایع بعده وان کان بعده عیسی من اولی العزم من الرسل وخواص الانبیاء ولکن زال حکمه من هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو لغیره فینزل ولیا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
اول هذا الامر نبي وهو ادم واخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلاً ويداً وهو في زماننا اليوم موجود
عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورايت العلامة التي له قد اخفاها
الحق فيه عن عيون عباده وكشفها الي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه
وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل
الانكار عليه فيما يحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم
بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي
الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من
الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم
المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى
خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى
عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہیں ایک ختم ہی کہ بسبب اوسکے اللہ تعالی ولایت مطلق
کو ختم کرے گا اور ایک ختم ہی کہ ختم کرے گا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس
لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہیں پس وہ ولی ہیں بنبوت مطلقہ زمانہ اس امت
میں اور تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے
پس اوتریںگے آخر زمانے میں وارث محمدی وخاتم ہوکر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ
نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہیں کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہیں ہی اگرچہ بعد
آنحضرت کے عیسی رسولوں اولی العزم اور خاص انبیا سے ہیں لیکن زائل ہوگیا ہی حکم اونکا اس
مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع
نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی میں پس اوتریںگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک
ہوئے تہیں اوسکے اس سبب ہیں اولیا محمدیہ پس وہ ہم میں سے ہوئے اور ہمارے سردار ہیں

پس ہونگے اول اس امر مین یعنی ابتدا سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر بین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقۂ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ ہین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسٰی کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہی
قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آجکے دن موجود
ہی پہچانا مین نے اوسکو سنہ ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مین نے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہی
اوسکو اللہ تعالی نے اوس مین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مین نے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ وہ
انکار رکھتے ہین اوس چیز پر کہ اوسکو تحقیق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریعیہ الیسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی
دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا پائے جاوینگے سوائے اس ختم محمدی کے اوسکے ملنے مین اور بعد اوسکے نہین
نہ پایا جاویگا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہووے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے
اور لیکن ختم الولایت کہ جنکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ نعیکا ولی بعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہی کچھ مضایقہ نہین
ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جاے پر کہ نبوۃ الارث کردیا سببا وسکا بیخبری ہی اصطلاح
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہی اصطلاحا کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی شرح کی کہ اعنی نبوۃ الاختصاص اور بہتر اس سے یہ ہی کہ نفی اول کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجیٔ من الھند الخ بڑھا دیا کہ افترا محض ہوا اسواسطے کہ شیخ اکبر
فرماتے ہین کہ مرتبۂ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی او مین
فلانے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی پہچانتا ہون او میان نے
اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک کے
واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین و چنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہو
کہ اخفاہا الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی
ذات المھدی بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشفہا لی کے بعد بمدینۃ
فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وھو خاتم النبوۃ المطلقۃ کی جاے پر وھو
المھدی الذی الخ لکھدیا اور بالخاتم المھدی کی جاے پر بالمھدی کر دیا اسکے سوا
اور بھی کئی جاے پر افراط و تفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ جمیع تحریفات بالالبتہ
نہایت خدع و کذب کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا
تو طریقہ دیانت و راستبازی کا یہ تھا کہ مسئلہ کم و کاست نقل کر دیتے کہ لوگ دہوکا نکھاتے
اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان
فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور کشف بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ
سند و دلیل نسمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سواے اسکے اور
عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی سالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے
کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد واند کی دلیل بسیاری
جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین
نے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین
اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعۂ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے بیجا بات
جو زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار
سیاہان کہ تاراج رہ می کنند ✤ بدزدی جہان را سیہ می کنند ✤ بروز اتشی برنیارند گرم
کہ دارد ہمی دیدہ از دیدہ شرم ✤ بپیران نگر تا بروز سپید ✤ قلم چون تراشند از مشک بید

دلیل یازدہم وہی میان اوسی مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین کہ حق تعالی در کلام خویش خبر داد
ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کما ای بلسان المہدی و آیات دیگر ہم حجت فرمودہ است کما قال سبحانہ تعالی
اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ و دیگر قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ
عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ و دیگر قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ
شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ
بَلَغَ و دیگر فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و دیگر وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ
نُوْرًا نَّہْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَہْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ و دیگر
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْہُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْہُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْہُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ہُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ جَنّٰتُ
عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَہَا یُحَلَّوْنَ فِیْہَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَہَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُہُمْ فِیْہَا
حَرِیْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْہَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرُ الَّذِیْٓ
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْہَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْہَا لُغُوْبٌ و دیگر
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَہُمْ رَبُّہُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ
مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِہِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا
وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْہُمْ سَیِّاٰتِہِمْ وَلَاُدْخِلَنَّہُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر ہُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○ وآیات دیگر بسیارست بر صدق وی دلالت می کنند و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز بی شمارست کہ بر صحت ثبوت آن گواہی مید ہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بر ہمین معنی وارد شدہ اشعار

نبي اذا ماجاشت الترك فانتظر ✤ ولاية مهدي يقوم فيعدل ✤ وذل ملوك الظلم من آل هاشم ✤ وبويع منهم من يلذ ويهزل ✤ صبي من الصبيان لا رأي عنده ✤ ولا عنده جد ولا هو يعقل ✤ فثم يقوم قائم الحق منكم ✤ وبالحق يأتيكم وبالحق يعمل ✤ سمي رسول الله نفسي فداؤه ✤ فلا تخذلوه يا بني وعجلوا ✤ اور عالم میان نے استفتاء کبیر مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی کا اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ذات کے حق مین فرمائی ہی یعنے اور مراد لفظ مَنْ سے أَفَمَنْ كَانَ مین خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق مین ہی اور کہا کہ مراد ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ سے اندک فنا رکھنے والے ہین اور مُّقْتَصِدٌ سے نیم فنا رکھنے والے اور سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہین اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندے سے نہین ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي مین مراد مَن سے خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا مین مراد ہماری یہ ہی کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کرین اور شواہد الولایت کے اکتیسوین ۳۱ باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور وَلَا نُذِيرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ○ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات مین وارد ہوے ہین مراد ذات تیری ہی فقط لاغیر اور باب بتیسوین ۳۲

لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی
جنوبھم الآیہ ای سید محمدیہ آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران سنے جیساکہ قوم
موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری ہی ور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہی
ہماری قوم کا خطاب اولوا الالباب ہی انتہی اور سیندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران سنے خوندمیر کو کہا
کہ تمھاری خبر حقتعالی سنے اپنے کلام مین دی ہی کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ سینہ خوندمیر
فیھا مصباح تجلی حق تعالی المصباح فی زجاجۃ دل خوندمیر الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد
من شجرۃ مبارکۃ شجرہ ذات بندہ کہ جو سے تھے آسمان پر نام بندے کا سید مبارک نام ہی زیتونۃ
لاشرقیۃ ولا غربیۃ یعنی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یکاد زیتھا یضیء ولو لم تمسسہ نار یعنی
ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بلا واسطہ روشن ہو جاوے لیکن بواسطے
مہدی کے نور علی نور ہو گئی یھدی اللہ لنورہ من یشاء مراد من سے خاص ذات بندے کی
ہی فقط لاغیر اور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران سنے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا کہ
اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے انکے گروہ کے حق مین ہین اور
وہ مہدی یمین ہون اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ انکے مہدی سنے ایک روز وعظ مین ملا علی
فیاضی سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثم ان علینا بیانہ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا سنے کہا
بعضون سنے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون سنے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر
پھر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی
درست نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا
لیکن معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوا مصطفی صلعم کے کسی پر درست نہین ہوتے
ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ اور
بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرماویگا میران نے کہا
کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن او سدن بیان سے کیا فائدہ ملا علی سنے کہا
کہ آپ فرمایئے میران سنے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا سنے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین سب
اعتراضات سے اور حق ہین انتہی ملخصا جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ

رنگ پکڑتا ہی پس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ مَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَہٗ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا اور آیت مین غور ملا نے
غور کیا نہ اوسکے معنی مین تامل کرکے دیکھا کہ اوس مین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی
آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ط یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمھارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم اوسکو پڑھ دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھہ حضرت بی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین پر
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بعد ذکر قرأت کے وارد ہی پس اوسی سے
مؤخر چاہیے یعنی قرأت سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے ہین سراسر
نادرست و غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى الآیۃ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الآیۃ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآیۃ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الآیۃ فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا

مِنۡهَا مَنَافِعُ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَی الۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ۝ وَالَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَۃِ شُهَدَآءَ الآیہ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ الآیہ فَسَقٰی لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ الآیہ اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً الآیہ وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَیۡمٰنَ وَاَلۡقَیۡنَا عَلٰی کُرۡسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَالَّذِیۡنَ یُظٰهِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا الآیہ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ ۝ ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ الآیہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدۡبَرَ وَاسۡتَکۡبَرَ الآیہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن و حدیث و کلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میران کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر لیا اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضرور ہی بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی تاخیر کے واسطے بھی آتا ہو جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ فَقَالُوۡۤا اِنَّکُمۡ اَنۡتُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ثُمَّ نُکِسُوۡا عَلٰی رُءُوۡسِهِمۡ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ یَنۡطِقُوۡنَ کہ یہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمھین ظالم ہو پھر سر نگون ہوکر خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی ایسی ہی اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیۡنَهٗ ثُمَّ یَجۡعَلُهٗ رُکَامًا الآیہ یعنی تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانکلاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ پر تہ یہ بات ہر عام و خاص کے معاینے مین ہی کہ ابر آنا اور مرکب ہوکر تہ بر تہ ہو جانا کبھی ایک لمحے مین ہو جاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰهِ مَثۡنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِکُمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ بھی اسی قبیل سے ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَیۡنَا کے معنی یون کیے کہ اِنَّ عَلَیۡنَا اَنۡ نُّبَیِّنَہٗ بِلِسَانِكَ یعنی بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہو اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین بھی اسیکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہو اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کرا دینا تمھاری زبان سے ہمارا کلام ہی
اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا میران سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ اے
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نوسو برس کے بعد کر دینگے اور نوسو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مهدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہے گی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا تمنے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بلے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نوسو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطاے
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نوسو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوا ے خرابی
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرار دیتے فارغ ہونے تک تاخیر
کی گئی پس اگر معانی جونپوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سابق اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصہ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا آینده
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت اور ایسی تاویل یعنی معانی
محتملہ قرآن کے بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الہی بالکل اے احرام ہی اوسکا مدار روایت پر ہوا اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جبتیر قرآن
اوترا وہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہین نہ سمجھاوے
بلکہ اوسکا بیان نوسو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگرچہ جونپوریون و گجراتیو

کو سمجھا دے اور اونکے چند بار وار اڑی دو کمنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآنی کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمھارے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہی
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ الآیہ یعنی اور نہین
اوتاری ہمنے تم پر ای محمد یہ کتاب مگر اسیواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین یہان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کام حضرت رسالت کا ہی پس
کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرون کو
بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ
لِیُبَیِّنَ لَھُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے
اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے
معنی کرتے ہین جیسے یہ دعوی ہی کہ بندہ مُبَیِّن مراد اللہ ہو اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی
بھی مخالف احادیث صحیح اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین
وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین
ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی
سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ مین نے عرض کیا کہ یہ کون
لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہان تک کہ تین بار سوال ہوا اور اوس
مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ
اگر ہووے ایمان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی اس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھنا ساتھ اسقدر ثنا وصفت کے بتا ناصاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسیواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر یعلمہم
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بھم فرمایا یعنی ابھی اُنکے ساتھ لاحق نہین ہوئے ہین
بلکہ آیندہ کو لاحق ہووینگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتہ دینی کے سبب انھین مین ہوگئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ رض کے اور یہی قول ہی ابن عمر او سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ و مقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر شمار اچہ آپ اپنی
مہدویت اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرانیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتداءً تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب خان زادہ جونپور کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الٰہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی اور اشعار کہ جناب مرتضوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اسبات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری ولت اسلامیہ کے قائم ہوکر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح آحاد رعایا سے ہوکر آپ تفرقہ اخراج و مغلوبی مین مبتلا اور متعہود سلاطین
ہوکر رواروی طرد و اخراج مین بکمال بیکسی جیسے آئے تھے ویسیہی چلے جاوینگے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے اون لوگون کے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماوے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کیا ہی
اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امراسکے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل ورعیت بناکر رکھا اور
قریب قیامت تک ایسی رہین گے یہان تک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق سریر
عزت وخلافت پر جلوہ فرماوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ
تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک ایسا ظاہر ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر ورعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر پہلی است محمدی
ہوتے تین سو پچاسی ۳۸۵ برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے دلیل دوازدہم
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فسالہ رجل عن المهدی
فقال هیهات ثم عقد بیده سبعا فقال ذلك یخرج فی اخر الزمان اذا قیل للرجل الله
الله قال فیجمع الله له قوما قزعا كقزع السحاب یولف بین قلوبهم لا یستوحشون الی احد ولا
منهم ولا یفرحون باحد دخل فیهم علی عدة اصحاب بدر لم یسبقهم الاولون ولا
یدرکهم الاخرون وعلی عدد اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النهر یعنی
نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ مین
نو کا پھر فرمایا یہ نکلے گا آخر زمانے مین جسوقت کہ کہا جاوے گا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
ڈر اللہ سے یعنی بجبر واکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بتاکر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اتنک پیز مانند ریزش ابر کے کہ انکے دلون مین
الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسیکے آنے پر شمار مین
اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے
پچھلے لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اونکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم سیان مہدوی رسالہ معارضہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو [illegible]

اللہ تعالی مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبدالملک سجاوندی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ اے برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا **جواب** حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جانب پائے جاوین بل تمام کاملین وطالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم او متقدمین کے ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے مجانسین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق بالتفضیل راجع طرف ہمجنس و ہمچشمون کے ہوا کرتی ہی نہ انبیا و صحابہ کرام کہ بقرینہ نصوص صحیحہ کہ اونکی تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس کمال نفسانی کا اثبات رفقائے شیخ جونپوری مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشواؤنکے تئین کامل و افضل سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہان سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کر متصف تھے یا بریا وحب جاہ یہ حرکات گریہ وبکا اور ریاضات بجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا بطبقت کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد نے منہاے ان تینون کو پس پشت ڈالدیا کتاب و اجماع کی مخالفت بجا اس رسالے سے ثابت ہی او سنت کی مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس بندے کے حال کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھکر رد کردین مسلمانی ابسکا نام ہی کہ اپنے احوال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنوان پیاسے کے پاس آتا ہی یہان سی آیت صادق آئی کہ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ یعنی آیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فرو کوش در زہد و صدق وصفا ٭ ولیکن میفزا اے بر مصطفی ٭ خلاف پیمبر کسی رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ٭
اور ظاہر ہی کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ٭ صد سال می توان بہ تمنا گریستن ٭ اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کر کے مصعد قبول کو نہ پہنچیگا اور دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا کہ تیر نشان سے باہر ہو جاتا ہی کہ کچھ اثر اوس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی انتہی مختصرا اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عاید حال ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و بیراگی واتیت و گسائین کسقدر صدمات ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہوسکتا ہی حالانکہ وہ سب ہباء و منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا دوسرا امر یہ ہی کہ جناب لا ایت مآبنے درمیان اس کلام کے نوکا عقد کیا اس سے مہدوی اشارہ نو سو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے اپنے شیخ نوصدی کی حقیت مہدویت پر استدلال کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اسبات پر کہ اس روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایات کے ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہیگا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہین اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ اغلط ہی اور علاوہ یہ ہی کہ اہل البیت ادرای بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے ہین اور اسوقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ حاضرین بسبب مطلع ہونیکے قراین حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہین چہ جائیکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب و رصاحب فضل و رہے اجتبا ہوے و جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست مین اوسکے ادنی غلامون کے پاسنگ کو نہ پہونچتے ہون اوسکے ساتھہ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس نہ سمجھے دوسرے نکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اٹکل و تخمین سے فرماتے ہین کہ مہدی سنہ دوسو مین قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت مین موجود ہی پس ظاہر ہی کہ اگر اپنے والد منظہر العجائب سے کچھہ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل و معقول ہی اور نوسو کا بالغایت لچر و پوچ ہی واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان سالۂ معارضہ مین رسالۂ برہان سے نقل کرتے ہین وَيحًا لِلطَّالِقَيْنِ فَاِنَّ لِلّٰهِ بِهَا كُنُوزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلٰكِنْ بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَهُمْ اَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرمائے علی رضی اللہ عنہ واسطے اللہ تعالی کے خزانے ہین نہین ہین روپے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہین عارفان باللہ جو حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہین مہدی کے ای برادر یہ سب اوصاف موجود تھے حضرت مہدی علیہ السلام مین جواب مجیب اس قوم کی خیانتین اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہی یہان سلف سے خلف تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہین سوا خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب نہین کرسکتا ہی مگر بقولیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ ادریا کا ایک قطرہ اس مختصر مین لکھا گیا ہی ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی خوبیان اور بزرگیان دلائل گذشتہ مین بیان ہوچکی ہین اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر بیان مذکور نے نئے اندیشہ وہی پیشہ اس روایت مین بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی مین موجود تھا ویحا للطالقین کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے مین سے بہا کو کہ ضمیر اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال مین سے بھی بہا کو نکال ڈالا جب اتنی ہاتھہ چالاکی کرچکے مابقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ ہوسکتے ہو

ف
دلیل سیزدہم ایضاً کلام جناب مرتضوی کہ جس مین عالم میان نے چار خیانتین لفظی و معنوی کر کے تمام مبدل اور محرف کردیا

یہی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیسا کہ قاموس مین لکھا ہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر یا پرگنے کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے
کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہی
میان مذکور نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا سمجھ کر لام کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کرکے للطالقین کر دیا
لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ایسی حیران رہے کہ دو جا ضمیرین لفظہما
کی اوسکی طرف راجع دیکھ کر گھبرائے کہ تا ضمیر واحد مؤنث یا جمع کی ہی اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب
کچھ نہ بن سکا پرانا ہاتھ مارا یا ہندگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو
چھانٹ کر اپنی من مانتی عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی
کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجھ پر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بھگت
لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہی + جب یہ حال اون میون کا ہی
کہ مسند ارشاد وخلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین ٹھیرائے ہین تو وائے بر حال
دیگران اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تا کہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہی نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی ع انکے مہدی کی تکذیب کر رہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی و سونے سے نہین
ہین لیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیسا کہ حق معرفت کا ہی
اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمہارے
مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار و انصار تھے علاوہ یہ کہ تمہارے میران
مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
و مہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے لیکن ثابت ہوا کہ جناب
اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرما رہے ہین تمہارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر تجھے کیا
کام ہو مولی علی سے + تو اپنے شیخ سعدو کو منا لے + دلیل چہار دہم بقیہ احادیث
و آثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہلبیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

انتہی ہان جماعت کثیر عالموں نے عالموں سے امیرون سے فقیرون سے تصدیق و اطاعت کی
آپ کی توکر دیا حق تعالیٰ آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و منہا ما اخرجہ
ابن ماجۃ یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع و الا فتسع فتنعم فیہ امتی نعمۃ لم یتنعموا
مثلہا قط تؤتی اکلہا و لا تدخر منہا شیٔ و المال یومئذ کدوس یعنی میری امت
مین مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات و گرنہ نو پھر پرنعمت ہوگی اوسمین میری امت
ایسی نعمت سے کہ نہ پرنعمت ہوگی ویسا کبھی دیے جائیگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ وجمع کریگا
کوئی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے
ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسو ایک
ہجری پر بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مؤمن کا آشکار کیا پھر چپ
ہو رہے پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمداباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر چپ ہو رہے
پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض
انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چپ رہے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت
رہے اس دعوے کو دعوی مصر و مؤکد کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پرنعمت ہوئی امت
نعمتون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت
و رویت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے
و ثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنا بے تعیین شخصی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
اکثر اونکے دم مین اور دنیا اور اہل دنیا اونکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس روز انکی مبارک
نظرون مین پایمال ہو گیا تھا انتہی مختصرا و منہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ
یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پایمال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت
کرینگے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہین حضرت
مہدی کی قوم مبارک پہ جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پایمال کر چکے قتل و اخراج و حبس و
ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہینگے اور معنی وطاء کے موافقت

کے لیوین تو موافقت و تصدیق بھی ہندیون اور خراسانیون سے ہوئی اور ہو رہی ہی کہ یہی
مشرقی ہین ومنہا ما اخرجه نعيم بن حماد عن امير المؤمنين علي بن ابيطالب
رضي الله عنه قال يؤمي المهدي للطير فيسقط على يديه ويغرس قضيبا في بقعة
من الارض فيخضر ويورق یعنی فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اشارہ کریگا مہدی پرندے کو
تو گرجائیگا اوپر اوسکے اور گاڑے گا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہوگی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق وصحبت مہدی کے عرض کیے
ایک وزیر کہ علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑی کو سبز کریگا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑ دیے
تو جھٹ سبز ہوگئی پھر اوکھاڑ لیے اور فرمائے کہ یہ کام بازی گر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہی کہ
مہدی خشک دلون کو سبز کریگا ومنہا ما اخرجه نعيم عن طاؤس قال اذا كان المهدي
يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين یعنی فرمائے طاؤس رحمہ اللہ جبکہ ہوگا مہدی
تو بخشش کریگا مال کو سخت رہیگا اغنیا پر اور رحم کریگا فقرا پر ومنہا ما اخرجه
نعيم بن حماد عن كعب قال المهدي خاشع لله كخشوع النسر بجناحيه یعنی فرمایا
کعب رحمہ اللہ تعالی نے کہ مہدی خاشع ومراقب ہوگا مثل خشوع کرگس کے پکھوٹون مین ومنہا
ما اخرجه ايضا عن علي رضي الله عنه قال اسم المهدي محمد یعنی فرمائے علی رضی اللہ عنہ
کہ نام مہدی کا محمد ہو انتہی یہ سب روایات مصنف رسالہ معارضہ نے رسالہ برہان سے نقل
کیے ہین **جواب** روایت اول مین اگر والی ہونے سے مراد ولایت عامہ اور حکومت تامہ ہی
جیسا کہ دوسرے احادیث صحیحہ اسپر شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ
مین مفقود ہی پس حدیث تمکو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیرو مطاع
بن جانا جیسا کہ تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خصائص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا
شخص ہمنام حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق اونکی مطیع ومعتقد ہوئی ہی یہ کیا خصائص
وعجائب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایت ثقات ثبوت کو پونہچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

ثابت نہین ہوتی ہی بلکہ اظہر یہی ہی کہ اوس مفقود العلامات سے نے حب جاہ و نفسانیت کی راہ سے
دعوی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہی اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم
ہو گیا اور دوسری روایت اور سوا اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی
کہ زمانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی احد الامور الثلثۃ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون
زمانے اوس مین جمع ہون گے اگرچہ شق ثالث مین شقین اولین ضمنا داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ
منطوق کلام نہین ہی پس تینو قت مین تین دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت فوت نہونے
پائے یہ محنت و فکر رایگان و برباد ہی ایسے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا
اور صدہا روایات ضروریۃ الرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی
و معنوی کرکے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیساکہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف و دیانت سے
بعید ہی بلکہ اس روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کرکے ترجمہ معکوس کیا
معلوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمداً اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن بیان مراد مین
بلاشبہہ تحریف قصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہ ہی تُؤْتِی الْاَرْضُ اُکُلَھَا وَلَا
تَدَّخِرُ عَنْھُمْ شَیْئًا الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے
کوئی شی کے شین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ قبل مین جو نعمت مذکور ہی مراد
اوس سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیساکہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین نہ ثمرات
پیدائش انسانی مثل فنا و تجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین
بلکہ مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف و حقائق زمین سے اوگتے ہون اور
کتاب بیان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِی
الْمَھْدِیُّ اِنْ قَصُرَ عُمْرُہٗ فَسَبْعَ سِنِیْنَ وَاِلَّا فَثَمَانٍ وَاِلَّا فَتِسْعَ سِنِیْنَ یَتَنَعَّمُ اُمَّتِیْ فِیْ
زَمَانِہٖ نَعِیْمًا لَمْ یَتَنَعَّمُوْا مِثْلَہٗ البر و الفاجر یرسل السماء علیھم مدرارا ولا تدخر
الارض شیئا من نباتھا اور دارقطنی اور طبرانی کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ
یکون فی امتی المھدی ان قصر عمرہ فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم
فیھا امتی نعمۃ لم یتنعموا مثلھا البر منھم والفاجر یرسل اللہ علیھم السماء

من زرار ولا تدخر الارض شیئاً من النبات ویکون المال کُدُوساً یقوم الرجل یقول یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شی کا بیان نبات کر کر دیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اکل سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلط ہی اور چونکہ یہ مال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی نہ اثبات اور اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع فیہ کو کہ مبین مراد اللہ کہلاتے ہین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا اونکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدانخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھہ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالی ہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میراثی اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہی کہ وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کُدُوْسٌ کا ترجمہ کرتے ہین اور مال اس روز مثل خرمن پایمال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور دوس مجرور ہی اور بمعنی خرمن پایمال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہی بمعنی کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ حرف اصلی وجزو کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوْسٌ ہی بروزن فُعُوْلٌ کے جمع کُدْس کی کہ بروزن فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبار رہا ہوگا پس یہ فقرہ بھی دلالت کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوکون کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سندھ مین جو اسمعیل نامی مرید فاقہ کشی سے مرگیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ مال انکی نظرون مین پایمال ہوگیا تھا رائگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال کدوساً موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن واحادیث مین بلاتامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض قرآنی کا زعم رکھتے ہین اور رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

غلط فہمی اہل تصدیق مہدی متنازع فیہ یعنی عالم میان در بیان مال دوس مجرور را وجود دا اصل کلمہ بودن نیز مخفی نماند و شیخ ابن حجر مکی و غیرہ کا رد لکھتے ہین

آیمۂ ہدایت کا رد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کودتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے
کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ہ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے
قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین مشرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہو اسواسطے کہ جسکا
واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضوع خود او نھین بلاد
شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی پر
کہ ایک جماعت درویش و فقرا ہی غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکور نے جو مراد بیان
کی ہی لفظ بغرس کا اور فی بقعۃ من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین بقعۂ ارض
مین نہین رہتے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ ظاہر ہی
تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثۂ مہدویت کے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی بموجب عقل انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازی گر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد لون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوی
محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
اور ظاہر ہی کہ جب تک معاملۂ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کر کسی کیا کام آتی ہی
ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین ہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصۂ مہدی کہ بروایت صحیحہ ثابت ہوا ور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور الیسئی باایں ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ نئے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست انچہ مدعی گوید اول اوسکا اثبات چاہیے اور پانچوین روایت مین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ وَالعَامِلِینَ عَلَیہَا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی مؤید نہین ہی بلکہ مکذب ہی دلیل پانزدہم بقیۂ احادیث اما سراج الابصار
منہا ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله امنا المهدي ام من غيرنا
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا يختم الله بنا الدين اي اظهره باتم الظهور
في زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربين والصديقين فهم اهل المشاهدة والمعاينة
والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرج هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم منهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد
وغيرهم ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي جعفر
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدينا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في
الرعية فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام
ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل
في الرعية اي فيمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله فلا يقبل
عدله ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في
اسفار الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة النصري قال قلت لابي عبد الله الحسين بن علي كرم الله وجهه باي شيء

دلیل پانزدہم در حدیث اول از سراج الابصار
اور بیان غلط فہمی [illegible] مصنف سراج الابصار

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وبأي شي قال بمعرفته الحلال والحرام وبحاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل ذكر في آخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منها مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا مرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة فعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيملؤها عدله وهذا معنى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و يستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في آخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وآمرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذکر الشیخ سعدی بالفارسیۃ بیت یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست * کتب خانۂ چند ملت بشست * ای حکم بنسخہا فصدق المؤمنون بانہا منسوخۃ لا ان الکتب السماویۃ مغسولۃ بالماء بل مغسولۃ عن قلوب من امن بہ ای علمہ منسوخ وہذہ المنقولات من عقد الدرر وان کان بعضہا ضعافا لکن لما وجدت فیمن ادعی ظہورہا کانت صحاحا فی نفس الامر وان لم تبلغ درجتہا جواب حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب وابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ وادی حدیث مین بکمال احتیاط دبے پاؤن چلتے ہین جب صدہا حدیث وآثار اپنے مخالف حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جسمین احوال امام انام بتفصیل نہین ہی ہاتھہ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا مخالف نظر آیا تو اوسمین قطع وبرید کرکے پارۂ موافق کو نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر وانصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی چنانچہ ابن حاجی صاحب سراج الابصار نے ایسی کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے ہین وہ بھی انکی تکذیب وتخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے یہ ہی کہ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَّا اٰلَ مُحَمَّدٍ اَلْمَهْدِیُّ اَمْ مِنْ غَیْرِنَا فَقَالَ لَا بَلْ مِنَّا یَخْتِمُ اللّٰہُ بِہِ الدِّیْنَ کَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا یُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَۃِ کَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ الشِّرْکِ وَبِنَا یُؤَلِّفُ اللّٰہُ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ بَعْدَ عَدَاوَۃِ الْفِتْنَۃِ کَمَا اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ بَعْدَ عَدَاوَۃِ الشِّرْکِ وَبِنَا یُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَۃِ الْفِتْنَۃِ اِخْوَانًا کَمَا اَصْبَحُوْا بَعْدَ عَدَاوَۃِ الشِّرْکِ اِخْوَانًا فِیْ دِیْنِہِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے یارسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے دین کو جیسا کہ شروع کیا بسبب ہمارے اور ہمارے سبب سے چھڑائے جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھڑائے گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت فتنے کے جیسا کہ موافقت کر دی اونکے دلون مین بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سبب سے ہو جاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیسا کہ ہو گئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہنچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ
کہ جیسا کہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت
فتنون کی جا کر ایسی موافقت ہو جاوے گی کہ مانند بھائیون کے ہو جاوینگے جیسا کہ بعد جلنے عداوت
شرک کے ہو گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذر چکا
کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ و تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی
نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدویت
کر کے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اوٹھا دیا اور محنت نوسو برس بہزار سال برباد کر دی کہ بجز چند ہندیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا بس ختم دین یعنی کمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپوری کو معلوم ہوا کہ امر الٰہی ہوتا ہی کہ ہمنے تجکو مہدی موعود کیا
انھون نے عرض کیا کہ اس علی کے اظہار سے کیا فائدہ متصور ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
مرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور پیچھے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہو جاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدویت کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونیکا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین بھی
آیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین وسوسہ مہدویت کے ڈالنے والے نے بعلی سکا کچھ جواب
نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب زبردستی کے

کو پہونچا کہ قضا جاری ہو چکی گرملنے کا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہو جائیگا تیسری بابت فتنے سے نجات پانا
وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلاے فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا
بڑہ گیا چوتھی بابت عداوت جاکر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد ضمائر کے ثابت
ہوتا ہی کہ جو لوگ تیر کے سے چھوٹ لئے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑا لئے جاوینگے اور اونہین کے
دلون مین اتحاد والفت ہو جاویگی اور وہ سب مسلمان ہین نہ فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہی کہ مسلمانون مین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف وعداوت انکے قدوم کے وقت سے یوماً فیوماً روز افزون ہی علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہ ہی کہ انکے مہدی نے فرمایا ہی
کہ بندے کے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہ ہی کہ جامع اعتقاد
یعنی عقیدۂ خوندمیر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے فرمان سون فرقہ تہتر ہین
ہلاک ❊ ہر اک پہ صد لعنت بجا ہر اک ستی بیزار ہو ❊ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف وفتنہ
دوچند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقۂ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ
مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ
هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت اور
میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام گمراہ ہین جاوینگے سوا ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہی یارسول اللہ فرمایا جس پر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی پہلے سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اسواسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
ایک سو سینتالیس ملت پر متفرق ہوگی اور روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے لیا پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپ نے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کردے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم
برابر کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت ونافرمانی خدا کی اطاعت ونافرمانی ہوگی
انتہی آپ بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرۂ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور
جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نامربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خراج وعشر

وزکوۃ چارپایون چرندہ و اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام و عہدہ ہی منطوق اس آیت کے کہ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً اور اسی پر زمانۂ
نبوت سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ایمۂ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ایمۂ اہل بیت مین عہدے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ایمۂ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل و تقسیم زکوۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری و باطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور آس پاس کے سلاطین چونکہ زکوۃ کو موقع پر
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کر دے اور یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ خود امام کو
زکوۃ دینا اوس شخص کو منظور ہوا اسواسطے کہ ادنی و اعلی سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام
ہی اب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ کے ہی ورنہ اول
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھانا کونسا مقدمۂ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیش گوئی مناسب ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامۂ مسلمین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھہ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار
ہووے ہزارہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل و عیال
و خادمین و طالبین کے ساتھہ بمعاملۂ عدل و انصاف بسر برلی و قات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب اپنے اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ہر ایک سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم و عیب نہوگا اور
مصنف سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیا مین ہی اور لکھا کہ مشہور ہی کہ اونکے حکم مین ظلم و عیب نتھا پہلے امر کا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کہ کیونکر
معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کہان سے
ثابت ہوا یہ اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل گرداننا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب حبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صحفا
انبیاے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی
پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرا امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون نے
کیا ہی وہ بھی دعوی بلا دلیل ہی اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے مملو تھا چنانچہ بشرح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکی
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
امرا اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین
کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شيء یعنی اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت حلال و حرام سے
اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر مجتہد و عالم کو
ہوتی ہی اسیواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ
امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعا مفقود تہین
اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید صاحب تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم مین
کچھہ مذکور ہوچکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندہ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارے
قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جانہ دیوے کیا کیا جاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لین گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین ہم نے کسکی جاے
چھینی ہی کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہی قاضی غریب نے جاکر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج کے روانہ کیا لیکن
دریا خان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کر کے لشکر واپس کروایا انتہی مختصراً اب
انصاف کیا چاہیے کہ مجلس اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر برہنہ
کر دینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہین صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے مین کسیکی ہتک حرمت
اور آبرو ریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھہ سے البتہ حاکم سندر دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو بمنطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ اور منطوق وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ
فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت کے
امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہی اور اگر کافر ہین تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہی یہان اسیقدر کافی ہی باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیون کا طرف مہدی کے اور حاجتمند ہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی رفع نہین ہوتی ہی سوال
نکرنا اور بات ہی اور حاجتمندی اور بات ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً ملک سندھ مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ

وہان محض بواسطہ النقر کے جو اسی مرید انکا مرگیا فقر و فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیساکہ فقیر و مفتاق و محتاج ایک ہی اور آدمیونکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی اپنے اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے محتاج محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اوسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے اور اونکو لوگون سے حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصافنامے کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ ایک مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتین جو مجسے ادا نہین ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ مہاجر نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر آکر ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کرے گا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ بیدا چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور روایت پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت نے فاطمۂ زہرا سے قسم کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹیگا پس بڑا چھوٹے پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کرے گا اللہ تعالی ان دونون سے ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کرے گا دین کو آخر زمانے مین جیساکہ قائم کیا مین نے اوسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تا کہ مطلب یہ ٹھہرے کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کرکے اپنے عدل سے بھردیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیساکہ بھری گئی ہی جور و ستم سے اور اس سے مراد غلاف ظاہر پر قرینہ ٹھیرایا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ و یملأ اللہ قلوب امۃ محمد غنی و یسعھم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا امت کو عدل مہدی کا انتہی جواب سکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اسواسطے کہ روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ما قبل و ما بعد کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی صراحۃ تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقۂ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

فائدہ

بولتے ہین کہ نصوص ظاہر پر محمول ہین تاکہ فرقہ باطنیہ مین داخل نہو جاوین اور پھر معانی ظاہر سے انکار کرتے ہین اور ایسی تاویلات باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہین کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتے ہین دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے سمجھتے ہین کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی مبین مراد کلام نہین ہوتا ہی پہ جا اسکی کہ اوسی حدیث مین اوسی روایت و سند سے ایک کلام مبین دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو نکالڈالنا اور خلاف اوسکے محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھیرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کہتے ہین اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعضی آیت کو دستاویز ٹھیراتے تھے اور بعضی سے روگردان ہوتے تھے کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ علمائے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علمائے اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملاکر دیکھنا کہ کسقدر طابق النعل بالنعل ہین پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے حق مین مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزء عاجل یعنی خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خود اونپر نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب اخراج کے تختہ مشق رہتے ہین اور کبھی انجام و مآل بظفر و نصر انجام نہین پاتا ہی پس جزء آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللھم منزل الکتاب اھدھم سبیل من اناب القصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی ویملأ الدنیا عدلا کما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے آنکھ چشم انصاف دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعوں اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہین پس کہنا کہ قلعے بالکل فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہین نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے بھر دینا اوس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہین ہوتا ہی اگر دنیا مین سے چند آدمیونکو عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھوان حصہ بھی نہین ہین کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اوسی موافق عدل سے بھی بھرنا تاکہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم یہ ہو کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمهدي رجل من قريش من عترتي يبعث في امتي على اختلاف
من الناس وزلازل فيملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما ويرضى عنه
ساكن السماء وساكن الارض ويقسم المال صحاحا بالسوية بين الناس ويملأ قلوب امة محمد
غنى ويسعهم عدله حتى انه يامر مناديا فينادي من له حاجة الي فما ياتيه احد الا رجل
واحد ياتيه يسئله فيقول ائت السادن حتى يعطيك فياتيه انا رسول المهدي
اليك لتعطيني مالا فيقول احث فيحثي ولا يستطيع ان يحمله فيلقي حتى يكون قدر ما يستطيع
ان يحمله فيخرج به فيندم فيقول انا كنت اجشع امة محمد نفسا كلهم عجز عني الى هذا
المال فترك غيري فيرده عليه فيقول انا لا نقبل شيئا اعطيناه فيلبث في ذلك ستا
او سبعا او ثمانيا او تسع سنين ولا خير في الحيوة بعده فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہی قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاویگا امت میری مین
وقت اختلاف آدمیون کے اور زلزلون کے پس بھر دیگا زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
وستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیون مین اور بھر دیگا دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا انکو عدل اوسکا یہان تک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہی طرف میرے پھر نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہین گے کہ جا خادم کے پاس تاکہ دیوے
تجکو پس آویگا اوسکے پاس کہ مین بھیجا ہوا مہدی کا ہون تیری طرف تاکہ دیوے تو مجکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پھر بھریگا اور نہ اوٹھا سکے گا پس ڈالدیگا یہان تک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھانیکے
پھر لیکر نکلے گا پس نادم ہوگا پس کہے گا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہی کہ سب لالچ کرنے
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیرے گا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہین لیتے ہین جس چیز کو کہ دیتے ہین پس ٹھیرے گا امام اس حال مین چھ یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہین خیر ہی حیات مین بعد اوسکے انتہی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر نا انصاف
ومتعصب شخص ہی کہ اس تمام کلام سے مونہہ چھپا لیا اور بیچ کے دو فقرون کو ادھر اوٹھا لیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل سو لیشانہ مراد لیا
اور پھر ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ماقبل مین تقسیم مال کا ذکر ہو کہ دال ہی کہ غنا بسبب اسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی و آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہو اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عترت محمدی سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہوچکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین و الا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے شعر تو کار زمین را
نکو ساختی ہو کہ بر آسمان نیز پرداختی + اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا
کے طالب نہوا سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا
روایت ششم کا حاصل یہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ قبل
کے بدعات کو ڈھا دیگا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کر دیگا صاحب سراج الابصار
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھا دیگا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے انتہی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات فروع اہل اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تاکہ
اسلام از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانۂ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہو جاوے اور یہ امر شیخ جونپوری سے
وقوع مین نہ آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علما دیندار ایسی کرتے ہین اور خطا مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریقون استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دیا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا جابجا ذکر ہی اور ایسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

ونقل لاطائل محض ہے پس مہدویونکو ضروری ہی کہ ثابت کریویں کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہیں اور وہ نہین اونکے مہدی نے کیا حکم کیا ہر

کسی کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے لاف زنی کچھہ کام نہین آتی ہی

اور روایت ہفتم کا حاصل یہ ہے کہ جناب مصطفوی نے فرمایا ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی

سنت کو بغیر قائم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو

امر کریگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہی شعر یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ٭ کتب خانۂ چند ملت بشست ٭ یہان اگرچہ

گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصہ مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمھارے

مہدی پر صادق نہین ہی اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت

اور عمدہ سیرت حضرت رسالت ہی اوس سے جب سے مہدی ہوئے کبھی عمل نکیا اور زیارت قبر اطہر حضرت رسالت کہ سنت قولی ہی

اور نہایت مؤکد ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلاً قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین

نماز پڑھنا اور شہدائے احد و اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوائے اوسکے اور بہت سے مشاہد نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعاً

مشرف ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اوس مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ ان بزرگوار نے

ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی

نئیں فرض تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوۃ کے سوائے ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ

دلیل اخلاق اور بحث تسویہ مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ

تعالی بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل نے

معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت

مباحثہ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تا کہ سامعین با انصاف خود بدولت کی زبردستیان اور خوبیان

بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہوویں دلیل شانزدہم مباحثہ شیخ جونپور کہ بذات خود متصدی اثبات

مہدویت ہوکر علمائے سے مشکلانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہی مگر اصل مطلب نہین ہی

باقی سب کچھ ہی یہ قصہ تفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے

شہر فراہ مین جا پہنچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب

عاجز ہوگئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دار السلطنت

ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

دلیل شانزدہم [illegible] مباحثہ [illegible]

اور ملا علی گل اور ملا محمد عوم کو انتخاب کر کے تمام کتابیں اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانوں کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک ون تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کر کے چار سوال انتخاب کر کے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ فرابہ کو روانہ ہوئے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آکر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہی
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید نہین ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندے کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہی پیش لاکر پوچھے کہ تم دعوی رویت
الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ اور أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ
أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ اور لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ اور لَن تَرَانِي وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کر کے پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی علما نے کہا کہ بدو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیتے ہین رویت حق کی اور سید محمد ہاتھ کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہو جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کر کے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورے
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم نتھا تمنے وقت اشارے میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون
نہ پوچھ لیا تاکہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب شرح مطہر قالب سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علماے جہان نے نو سو برس مین حل نکیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میری گواہی پر مینے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ مقلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگرچہ ہم اس تیجے پر پہونچتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاؤ کہ نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین سے تھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے جو لب اس مقام مین چند اشکال ہین **اشکال اول** کہ ایک برس تک علماے فراہ مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماے ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابون سے انتخاب کرتے رہے یہ چودہ مہینے ہوتے ہین پھر مطلع الولایت مین لکھتا ہی کہ بعد سوال و جواب کے علماے ہرات تصدیق مہدیت کی کرکے ملا علی بہین صحبت مین رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی سب کیفیت سنکر مصدق ہوکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعد دس منزل کے راہ مین بسبب ضعف پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علماے ہرات وفراہ اور اکثر خلائق اوس عصر نے تصدیق مہدویت کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما لور [illegible] بادشاہ کی چودہ مہینون پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف کا فراہ مین نو مہینے ہی جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہی چنانچہ باب دوم مین مذکور ہو چکا پس نو مہینے مین اتنے مہینے کیونکر داخل ہو گئے **دوم** یہ کہ سرزمین ہند مین کہ چند غربا و رعایا معتقد ہوے اور سلاطین و حکام ہمیشہ نکال کرتے رہے جب اب تک مذہب اہل مذہب موجود ہین ور خراسان مین اگر بادشاہ و علما و رعایا مصدق ہوگئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہان سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک والدین توامان والناس علی دین ملوکہم قول مشہور ہی اور ایسی دستور ہی کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہین رعایا بھی ہاوسپر قدم رکھتے ہین اور اوس بلاد مین وہ مذہب مدت تک رسوخ پاتا ہی اور فروغ پکڑتا ہی حالانکہ اوس ملک مین مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہین جانتا ہی اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہین کہ ایک ہندی سید کی یہ قبر ہی اور یہ بھی کسیکو نہین معلوم ہی کہ ان بزرگ نے دعوی مہدویت کا کیا تھا یا مذہب مہدویون کا کیسا ہوتا ہی اور کہان ہی لو نہ کسی تاریخ عجم مین مذکور ہی کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علماے خراسان نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ مین باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق نہوا تھا قصبے انکے رواج و اخراج کا مسطور ہی **سوم** یہ کہ یہ چار سوال اس قابل تھے کہ تمام علماے ہرات دو مہینے کی دوڑ دھوپ کرکے انتخاب کرین باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دلونپر پردہ پڑ گیا تھا کہ تمام علامات و خصائص مہدی کے احادیث صحاح مین ہین کچھ بھی بھول گئے اور چار باتین ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول سکتا ہی کہ مین ایسا ہون کہ کسی مذہب کا مقید نہین ہون اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہی باقی سب غلط ہی اور مین امر الہی سے دعوی کرتا ہون اور میری ذات پر گواہ محمد رسول اللہ ہین یہ سب دعوے بلا دلیل ہین

ان عوضون کو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سیدھی راہ کسیکی سمجھہ مین نہ آئی چہارم یہ کیسوال وجواب اول ایسا ہی کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بلا امر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونیپر دلیل پوچھی حقیقت یہ تہی مہدی بامر الٰہی ہونیپر دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کردیا اگر کوئی ادنیٰ سمجھہ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ ہنسین سگے چہ جائیکہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علمائے خراسانی بآسانی راضی ہوجاوین پنجم یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہے فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہوجاوے تو ہزارون لا مذہب کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہوجاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود اونکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بدتر از دوم ہی اسواسطے کہ تفاسیر علمانے اپنے ہوائے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالرائے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی بروایات صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان فرمائی ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا اور رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ کہ تمام امت مین وہ بھی داخل ہین اونکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت دنیاوی کے محال قطعی ہونیکے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران سے تنے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت رسالت پناہ کی اونکی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہو سکتے ہین یہ خطا صریح ہی ایسی موٹی بات نسمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی قباحت کے بند وبست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیئے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسیکو سنا
اور نہ انکو کسینے اوس مجلس مین دیکھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی مقر ہین اور نہ دیکھنا بھی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت مین مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ اگر ہم
اس سبب سے پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہان کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا
پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا **اشکال نہم** آیات مذکورۃ الصدر
کہ میران نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہین ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا کے معنی یہ ہین پھر جو شخص امید رکھتا ہوا اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ
شریک کرے اپنے رب کی عبادت مین کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت مین کہ تمام
اعمال و عبادات اوسیدن کیواسطے ہین یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم مین کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہین ہی
اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہین کہ اور جو کوئی
رہا اس جہان مین اندھا سو وہ پچھلے جہان مین اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہین کہ ماقبل ہین جو نعمتین اس جہان کی ربکم الذی یزجی سے تفضیلا
تک مذکور ہین جو شخص اون نعمتون مین باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا رہا وہ شخص امر آخرت مین کہ اوسکا معاینہ
نہین کیا ہی اور دیکھا نہین ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہین کیونکہ بعد
ذکر ان نعمتون کے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت مین کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جسدن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے
پھر جسکو ملا اوسکا نامہ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ مین سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا اونپر ایک
تاگے کا بعد ان دونون تذکرون کے فرمایا ومن کان فی ہذہ اعمی الآیۃ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کیے ہے کہ جو شخص اس دنیا مین خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت
مین بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا مین کافر گمراہ رہا وہ آخرت مین

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہوا ہی اور آیت سوم اَلَاۤ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ کے معنی یہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین اونکو دھوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اوسکو خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی اور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ کے معنی یہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الٰہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ جان لینے کو اور یہ بات البتہ آخرت مین بھی نہو گی فقط دید ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے معنی یہ ہین اور جب پہونچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے بولا ای رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا اوسکو ڈھا کر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مینے توبہ کی تیرے پاس اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین وعدہ کیا تھا اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر و نہی کابیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بوسے بہتر ہی اب تیس روزے اور رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسی علیہ السلام
غسل کرکے اور کپڑے صاف کرکے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسکا ذکر یون کرتا ہی و لما جاء موسی لمیقاتنا پس
دیکھا کہ اللہ تعالی نے سات فرسنگ تک میدان طور مین تاریکی اوتاری ہی اور شیطان اور جانورون زمینی کو
وہان سے ہانک کر صاف کر دیا ہی اور آسمانون کے پردے اوٹھ گئے ہین کہ ملائکہ ہوا مین کھڑے ہوئے نظر آتے ہین
اور عرش الہی ظاہر معلوم ہو رہا ہی اور قلم کی کشش کا آواز سنا جاتا ہی پس کلام الہی شروع ہوا اور مناجات و راز گوئی
اسطرح پر ہوئی کہ موسی نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونہون نے سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
حلاوت کلام سے اسقدر ذوق و شوق مین آ گئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا جائے دیدار نہین ہی لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہین ہی کہ دنیا مین مجھپر نظر کرے جو دنیا مین میری طرف نظر کریگا مر جاویگا موسی نے کہا الہی مین تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہون اور تجکو دیکھکر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہی کوہ زبیر کہ مدین
مین سب پہاڑون سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور اپنی جاے پر قائم رہا
تو تم بھی دیکھ سکوگے پس جناب باری تعالی نے اول اپنی مخلوقات مین کی سخت و ہولناک چیزین نمودار فرمائین
کیونکہ جو کہ مخلوقات سے کے ہیبت کی تاب نلا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزونکو دیکھکر کچھہ مزاج خوگیر عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد اور برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کین اور آسمانون کے فرشتون نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان دنیا کے فرشتے بڑی آوازون سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیرون کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آئے
یہ حالت دیکھہ اور سنکر حضرت موسی کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مین یہ سوال
کرکے نادم ہوا اب اس جا سے کچھہ صورت نجات کی ہو جاوے اون ملائک کے سردار نے کہا کہ ای موسی صبر کرو جیسا کہ تمنے سوال
کیا ہی صبر کرو یہ جو تمنے دیکھا ہی سو بہت مین سے تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتونکا ایک لشکر عظیم مانند
کرگسون کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھہ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے مانند شعلون آگ کے
تھے حضرت موسی نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اون ملائکہ کے افضل فرشتہ میکائیل نے
کہا کہ ای فرزند عمران اپنی جاے پر ٹھہرے رہو کہ ایسی چیزین دیکھو کہ جن پر صبر نہو سکیگا پھر آسمان چہارم کے

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق مین کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلۂ آتشی کے مانند اور خلقت
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتون گذشتہ سے بڑھکر تھی پس موسی علیہ السلام کا
دل کلپنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ وبکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو
کچھ مانگے ہوا وسپر جمے رہو یہ جو دیکھا ہی بہت مین کا تھوڑا ہی پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے شکل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے
نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن وغم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے
سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا سے پر رہو تا کہ بعضی چیزین ایسی دیکھو کہ جن پر صبر کر سکو گے پھر اللہ
تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتون کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے
کی طلب کی ہی پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت
خرمائی آتش کا ہاتھ پر اوگا ہی لیکن چمک وسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہای
آتش کے تھے جب تسبیح وتقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر مین چار چہرے تھے جب
حضرت موسی نے یہ حال دیکھا پکار کر اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور روکر کہنے لگے کہ ای رب میرے
یاد کر مجکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجکو معلوم نہین کہ مین یہان سے نجات پاتا ہون یا نہین اگر نکلون
جلتا ہون اور اگر ٹھہرون مرتا ہون سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہی کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا
اوکھڑ جاویگا پس صبر کر کہ جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک وتعالے نے حکم کیا کہ ساتوین
آسمان کے ملایک مین عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الٰہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ
سموات باواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور درخت تمام چور ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئے اور بندہ ضعیف موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہوکر مونھہ کے بل گر پڑے کہ روح ساتھ نرہی اور جس پتھر پر تھے
اوسکو اللہ تعالے نے اونپر پلٹکر بشکل قبہ کے کر دیا تا کہ جل نجاوین پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا پس
موسی خدا کی پاکی کے بولتے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا مین تجھپر ای رب اور تصدیق کی مینے
کہ کوئی شخص تجکو دیکھکر زندہ نرہے گا جو شخص تیرے فرشتون کو دیکھے گا اوسکا دل اوکھڑ جاویگا پس کیا عظمت ہی

تیری ہی اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی او ملک الملوک ہی کوئی شی تیری برابری
نہین کرسکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار سے فرمایا کہ عظمت الٰہی مین سے پہاڑ دبیر
پر بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسی دلیل ہی
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالتمآب نے آیت فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ پڑھ کر ابہام کو خنصر کے بند
اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سہیل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردو نمین
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش گرے کہ عرفہ ذیحجہ تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذیحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعضی کتابون میں لکھا ہی کہ جس وقت
موسی غشی مین پڑے ہوے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ اے بیٹے حائض عورتون کے تو نے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سُبْحَانَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ یعنی تو پاک ہی اور تجھ سے مینے توبہ کی سوال رویت سے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور مین پہلا مومن اور ایمان لانے والا ہون اسبات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی یہ
خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور سب نے مثل شیخ
جونپور کے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب نادر استدلال کیا ہی کہ بعضی آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب ماجرا ہی کہ کچھ
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی نہ امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف روایت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات لے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات مدلہ کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث و سیر ال پر دال ہین بعد دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

کیونکہ واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہی چنانچہ علم کلام کی معتبر کتابونمین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمۂ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پونہچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور کسی نے اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل پر اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہی کافر ہو جاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے حضرت رسالت کے کیسیکے واسطے ثابت نہین ہی پس عالم میان نے استفتاء کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبد الحق رحمہ کی کہ در امکان رویت حق در دنیا خود ہیچکس را خلافی نیست و اگر درین مقام آنچہ ممکن است ورا از غایت قرب و کمال حاصل نشده باشد دیگر کجا وکی حاصل خواہد شد یا رب مگر رویت بصری را مخصوص بدار آخرت و موقوف آن نشأۃ داشته باشد و نیست بران دلیل قاطع و با وجود حصول رویت بصری در اینجا بوجہی کہ مناسب این نشأۃ باشد تواند که بعضی تفاصیل وجوه و حالات موقوف نشأۃ آخرت بوده باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری دنیاوی پر ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا ذکر ہی ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسی باب کی فصل ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہی سوا عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی تامل اوس مقام مین کریگا صاف کہیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ ماقبل مین اوسکے سراسر حضرت کی رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت سے اول یہ عبارت ہی و بحقیقت آنحضرت آلمکست ورائے ایہام خلق و عقول ایشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقامات قرب وست و امکان رویت حق در دنیا خود الی آخره اور ضمیر او رافقرۂ آنچہ ممکن است او را مین راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت قرب و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین ورپس دلیل ہفتم اخلاق یہ دلیل مہدویون کی مشہورہ و طرۂ دلائل ہی کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا بڑا مدار و قرار ہی اور سب سے اول عبد الملک سجاوندی کو یہ تدبیر سوجھی کہ جب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سراسر مخالف ہین اونسے استدلال مشکل ہی اخلاق سے استدلال کیا چاہیے چنانچہ اسمین بہت ہاتھ پاون مارے اور کمال طمطراق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ حسن اخلاق حسنہ سے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونہین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

ف

کی کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہین بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس مقدمے
مین کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہین نقل کین چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی وقد
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت اس درجے پر کہ
ایکروز کے قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس درجے پر کہ تمام بلغا و فصحاے عرب و ہا کو ساکت کردیا اور اصرار دعوے پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور ترفع اغنیا سے
اور تواضع ساتھ فقرا کے کہ اجتماع ان صفات کا اوس ذات اطہر مین اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے انتہی
بعد ہر دو نقل کے صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی
ہے زمانہ نبوت مین اگر اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم دعوی کرے اور موصوف بتمام اخلاق حمیدہ ہو اوسکی
تصدیق مین کیا تامل ہے اور اس دلیل قطعی کے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکر اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر رحمانی
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصارت کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ و کلام بشر کے
نہین پہچان سکتے ہین معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقادات صادقہ اور اعمال صالحہ سے
استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونون کے کمال سے کسی شخص مین اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہے پس جو شخص
کہ ان دونون قوت علمی عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانینگے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے انتہی بعد
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی ریاضات کا بیان کرکے انکو اطبا امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی مین نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی مین معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا انکی تفسیر
کاشف المعنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت مین وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ
وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیون کا کہ جو
کچھ مینے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤگے اور اوسکی
مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہین کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہوون یہ آیت
اگرچہ قرآن مین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لاکن حکم اسکا انبیاے سابق مین بھی جاری
تھا کہ سب انبیا اور امتون مین اسکے بموجب امر تھا کہ جب کوئی مرد صالح اقوال افعال و احوال دین مین موافق انبیاے سابق

وحال کے اونمین ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اوسپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمین سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمۂ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر سے مشتبہ ہوتا ہی
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا و رسول کیطرف سے اور خبر دیوے اپنے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح جانتا ہو
واجب ہوتا ہی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہی تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر نہوا ہووے اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہووے اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہووے پس اسکی تکذیب
ایسی ہی جیسا کہ کسی پیغمبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہی اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہی اور اخبار اوسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاویگی کیونکہ
جو شخص کہ اس مقام کو پہونچے گا خدا تعالی پر افترا نکریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوئی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہی پس خصلت علت ہی تصدیق کی
اور وہ موجود ہی اس ولی مین پس حکم اوسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہی انتہی کلامہ غرضکہ اسیطرح مصنف
سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتدائے وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبویہ سے
استدلال اوپر نفی خزی کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونہون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہی کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہی اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ تھے
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہی خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا و فقہا کو اونکے مشاہدۂ احوال و سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہی اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہی ایسی جب حقیقت
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے منقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

نکلا یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی
مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی
اللہ تعالی وہی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہوا اس قول مین کہ من اصبح وھمومہ ھم واحد کفاہ اللہ ھموم
الدنیا والآخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چھوڑ کر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے
کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزار دو ہزار بات کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہہ وشک حاصل ہوجاویگا پس اس طریق سے
یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کرنے سے اور چاند کو شق کرنے سے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے قرائن واحوال کا
ملاحظہ نکیا جاوے اشتباہ سحر ونظر بندی کا بھی ہوجاتا ہی اولیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا کہ آنکھ سے
دیکھ لیسے یا ہاتھ پکڑ لیسے کے برابر ہی یہ سوا طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف مذکور نے بیان کیا کہ اکثر
صحابہ کرام حضرت کے اخلاق واقوال پر ایمان لائے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور ضماد طبیب اور بریدہ ہمراہ
ساتھ سوار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد واقعہ بدر کے بیعت کی اور اوسکا بیٹا دیکھکر
حالت مرض مین سلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع اپنے امرا ورہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش بلاغت
وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب فتح مکہ دیکھکر ایمان لائے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
محبت الٰہیہ ہی اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا
اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لائے ہین اسواسطے کہ صحت معجزے کی بھی محتاج طرف اخلاق کے ہی اور صفات
اخلاق پر سوا اس منقولات کے یہ آیت بھی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولھم ای بالامانۃ والصدق ووفور العقل والعلم من غیر
التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے اپنی قوم کی ثنا وصفت بہت سی بیان کی کہ اوصاف
اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاے علیہم السلام کے ہین اور بہرا اونکو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ
اخلاق سے نبوت ثابت ہوجاتی ہی مہدویت کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصا جواب خلاصہ شرح
حقیقت خلق کا کہ جمیع علما وعرفاے اسلامی اور حکماے یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
ناصری وغیرہ اوس سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم
صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے
روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبے مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت
وصورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت وصورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

خلاصہ شرح حقیقت خلق [illegible]

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد
ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف باسانی صادر ہووین نیک یا بد لیکن اگر ایسی
ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعًا اور عقلًا پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن کہتے ہین
اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ و ثابت
ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلًا داد و دہش بسبب ریا و غیرہ اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی
دوسرے یہ کہ علے تکلف و باسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے
تئین ضبط کیا سخاوت و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
فقط آنکھہ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسن چاہیے تب حسن ظاہر کامل
ہووے ایسے ہی باطن مین چار ارکان ہین جب اون چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم
اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہے
فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو باسانی جدا جدا پہچان لیوے
کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹھہ اور اعتقادات مین حق و باطل مین باسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق کر سکے
جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر
مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے
حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا
اوسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے
کرے تا کہ جوش کے وقت اور تجاوز حد سے واقع نہووے اور صفت حلم کہ شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے
اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا
حسن اوسکا بھی یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے متابعت
اتباع ہوا و ہوس نکرے تا کہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا
نام ہے کہ جسوقت علم کو اول درجۂ اعتدال و توسط پر کرکے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور الصدر کے
اسکے تابع کر دیتی ہے اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کی ترکیب سے حیات یک حالت اعتدالی خالی افراط
و تفریط سے پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور وہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونوں خلق قبیح ہین اور درجہ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسیہی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت کہتے ہین کہ دونوں نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک وہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو کربزی کہتے ہین یعنی بیضرورت و بیموقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار و ارادت استعمال عقل نکرنا نہ از رو خلقت اسیواسطے تمام علماے
متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور فروع
اسکے بیشمار ہین اور بقدر مشہور کتب اخلاق ہین مذکور ہین چنانچہ ذکا و سرعت فہم و صفاے ذہن و سہولت تعلم و حسن
تعقل و تحفظ و تذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور تجدت و بلند ہمتی و ثبات و حلم و سکون نفس و شہامت و تحمل و تواضع
و حمیت و مرقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا و رفق و حسن ہدی و مسالمت و صبر و قناعت و وقار و ورع
و انتظام و سخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت و الفت و وفا و صلہ رحم و مکافات و حسن شرکت و حسن قضا و تودد
و تسلیم و توکل و عبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکی رذائل و بداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور مفاخر کا
نہین ہوتا ہی مگر انہین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا و اسلاف مین اور سواے اسکے اگر کوئی دولت
و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک یہ کہ
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر غیر فضائل سے بسبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہوجاتے ہین اونمین فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دہوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت اوسے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا بھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کرین اس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال و عیش اور لذائذ اکل و شرب و مس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص و شہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق و باطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی بکمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات و شہوات دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ اغراض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہینگے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوا کے
یا ریا یا طمع جاہ یا قرب شاہ یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسیہی بعضون سے افعال مشابہ
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام و ریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ عمل خودکشی کا کرتے ہین اس سبب کو شجاعت نہ کہین گے بلکہ خالی حمق سے نہین ہے
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی خسیس چیزون کے واسطے خطرہ ہلاک مین ڈالتے ہین بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلاے دین الٰہی اور مصلحت دینی و جہانی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرضکہ اسیطرح
کی صورتین فضائل کی مانند زہد تقوی و ریاضات و عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگون سے
صادر ہوتی ہین حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و بقاے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن مین موجود ہوتی ہین
کا اوسپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہین کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ بارے بند و اسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب
و تکالیف کو مزدور نفس کا نوکر ہو ٹھہرا ہے اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر
کے رذائل و بداخلاق ہین ویسیہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہین
اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کریگی خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جسقدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاویگا رذالت بڑھتی جاویگی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر
نقطۂ محیط دائرے سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہین خواہ محیط پر
واقع ہون یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہین ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے
نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قرب ہے رذیلت سے اور بعد ہے فضیلت سے اسیواسطے حکمانے
کہا ہے کہ فضیلت وسط مین ہوتی ہے اور رذائل اطراف مین پس اس سبب سے مقابلے مین ہر فضیلت کے رذائل بے انتہا ہوتے
ہین اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطون کے ہووے چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہے جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کر کے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو
حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہوا کرتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہین اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہین اسی سبب سے التزام طریق
فضائل مین نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہے کہ حُفّت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہین
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہے اور صراط مستقیم کی اصل مثالی ہے کہ جو شخص اسپر برابر چلا اوسپر بھی برابر اوتریگا اور اگر اس سے پھسلا اوس سے بھی

ہی بسنگا اور جہنم مین کہ مانند رذائل کے محیط ہی اور انھین کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہی کہ یہ مرکز و خط مستقیم فضائل کہ کمال اعتدال و نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اونکی شان مین وارد ہی اور ذات عالی صفات آنحضرت کی مستجمع اخلاق تمام انبیا و مرسلین کی بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یعنی انبیائے ماقبل کی سیر تکو اختیار کرو اور ظاہر ہی کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہی پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے سب اخلاق و سیرتین انبیائے سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام و کامل فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا مین تا کہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو و شد در قائل شعر حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری ؛ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؛ پس اب راستہ خدا طلبی کا منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہو چکا کہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص کہ سوائے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیائے اولو العزم کو بھی سوائے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہی چنانچہ فرمایا لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر رہتے موسی علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سوائے پیروی میری کے اور عیسی علیہ السلام کا اوترنا اور حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت کے ان اخلاق مین جسقدر قریب و مشابہ ہی وہ اس قدر خدائے آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہی اوسی قدر قرب حضرت الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی کمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلے فرشتے مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب اخلاق سے جدا ہو گیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ شیطان لعین سے قریب ہو گیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاوین اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی نقل کی ہی اوسمین جابجا مصرح ہی کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیائے سابقین کے اور مطابق روش انبیائے سابق و حال کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین اور ضرور ہی کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو قبیح نجانتا ہو بلکہ حکمائے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی کی ضروری و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر اللہ تعالی

کی طرف ہی اور ناموس دوم طرف سے ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم وینار ہی پس ناموس خدا عز و جل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسونکا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہین چنانچہ فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ الآیہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار و اصل و محک
و مقیس علیہ و واسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری اور اول یہ بات
ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہین تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کے ساتھ اب شیخ جونپور کا احوال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بولتے ہین جیسا کہ اونکے عقیدۂ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ مین مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہین ہی اور جو اعمال و بیان کہ اس بندے سے
ہین تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہین اور ہم کسی مذہب کے مقید نہین ہین اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہماری کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہین پس ثابت ہوا کہ اونکا حسن اخلاق ثابت
نہین ہو سکتا ہی کیونکہ بنا اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر اور یہان وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہین اور اوپر طرہ یہ ہی کہ بولتے ہین کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے بیچ ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود انکار کیا کہ اتباع
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہین ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح و مروی حسن تفسیر سے بیان کیے جاوینگے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہین ہین صحیح وہ معنی ہین کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہین پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہین وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ الآیہ اگر کہین کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہین کرتے ہین بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہین غلط ہین چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عقیدے کے موافق اکثر انھون نے کیے ہین کہ کچھ

ف
رد تفصیلی اسبابین کہ شیخ جونپوری بالعکس کہتے ہین کہ جو حدیث تفسیر کہ میرے موافق ہی معتبر جاننا اور جو مخالف ہو اوسکو غلط جاننا مشتمل اوپر چھ جواب کے

مذکور ہو چکے ہین اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن آپکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا دور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث مین بھی ہی کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کرو گے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگی قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بیموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق مطابقت ان احادیث کے
پایۂ اعتبار کو کہان پونچے ہین کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاوین خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھین اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نکہیگا اگر کہین کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہین
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق اونھین احادیث و تفاسیر سے
کیاجاتا ہی کہ جسمین ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی وہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوین گی کہ جسمین ذکر اخلاق ہی ورنہ یون کہنا ہوا کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمین ذکر آسمان و زمین کا ہو اور بندے
کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہین کہ احادیث متواترۂ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت مین کلام نہین ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہوگئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہین موقوف ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترۂ ظنیہ کہ اوسمین بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیحہ ہین بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہین خصوصًا فضائل اعمال مین کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہین چہ جائے صحیحہ کے بلکہ خود مہدویونکی
کتاب انصاف نامے کے باب دھم مین مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہین ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب کہ یہ احادیث مفید ظن ہین اب اگر بعضے اخلاق باعلامات
مہدویت کہ ان احادیث مین مذکور ہین وہ شیخ جونپوری مین مفقود ہین تو لامحالہ ظن اسکا ثابت ہی کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہین اور مہدی نہین ہین اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت
کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی
یہ ہی کہ ہر چہار حال سے خالی نہین ہی یا اوسمین احتمال مضمون مخالف کا بیدا نہین ہی اگر ہی اور اس خبر کے برابر ہی

قوت مین لیوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہو سکتا ہی یا نہین اگر ہو سکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہو سکتا ہی تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مدلل بدلائل ظنیہ یعنی بدلل احادیث آحاد و مشہورہ ہوے دعوی بکمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نرہا بلکہ مظنون یا مشکوک یا موہوم ہوگیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسپر نوسو برس سے امت کا عمل چلا آتا تہا رد کر دینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا —

دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہو جاتے ہین چنانچہ متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبۂ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر واحد جداگانہ ظنی تہی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی و مضبوط ہو جاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھہ نہین اور ہر ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تہا اور یہ متواتر دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہووے اوسکو متواتر اللفظ و المعنی کہتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات کے مختلف ہووین لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ بیان بھی اسی کے واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علما حدیث مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی وغیرہا کے اون احادیث و آثار سے معمور ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے دو سو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور کثیرۃ الوجود سے ہی اسقدر بھی اوس بزرگوار کے حق مین ثابت نہو سکتا ہی چہ جای علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ اوراق سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہو چکا پس یہ روایت اثبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامت مہدویت کی مفقود ہی اور اس مقدمے کو دوسرا یہ مقدمہ لازم ہی کہ شیخ دعوے مہدویت مین کاذب ہو یہ دونون مقدمے مسلم ناقد

علامت مہدویت ہونا بالتخصیص وتعیین علامت اور دعوی مہدویت مین کاذب ہونا قدر مشترک ہی تمام روایات مین اور
ظاہر ہی کہ تمام روایات کا قدر مشترک کے حق مین بحد تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہوئی اور یہ دلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت
ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ و خلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی نہوا بلکہ بطلان اسکا قطعی ہوا پس ایسے
اخلاق کو محک احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی تیسرا جواب یہ کہ اس تین سو
پچاسی برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت و جماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے
ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر کے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ
سے بھی فروگذاشت نکیا ہی اور مصدر کرامات باہرہ و خوارق ظاہرہ ہوئے ہین پس یہ حضرات جیسا کہ شیخ جونپوری
سے کمیت مین زیادہ ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام
قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کر متصف ہین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا
ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب مہدویت مین تکذیب کرتے ہین
پس بموجب اقرار مہدویونکے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا جواب چوتھا یہ ہی
کہ صحابۂ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا ہی
کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس یہ دعوی بدعت
ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے جواب پانچوان یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ
بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون
اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق چار ہین جیسا کہ مذکور
ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث مین
سوائے چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول و اجمال کے مذکور ہین
اور جا بجا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوسوقت تابع تام نہوئے بلکہ
تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوئے اور کذب قطعاً اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا
نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ ہی کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا
اور معنی انھین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابۂ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف
ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہووے مقدم کا موخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور یہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کے گذارش کرنے مین آتے ہین کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد واقع
ہوئے ہین اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بدخلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس دعوی انکا
لا غیری سکے مقدمہ اخلاق مین کسقدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہین اور مخالف احادیث کے
بھی ہین اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہین اور معلوم ہووے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر
قطعی متواتر کے خلاف نہین کرتے ہین دعوی بے اصل ہی بلکہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہین اور سنت
نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہین بدخلقی اول دست اندازی مال غیر مین بدترین صفات سے ہی اور تمام
ادیان و مذاہب مین اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہی کہ لا
تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الایہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق الایہ اور سوا
اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہین اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہین ہی
اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم مین یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہین ہی خصلت شیخ جونپوری کی اسباب مین
نقل کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ انصاف نامے کے آٹھوین باب مین مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران کے
پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہوئے تھے میان نظام لب آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگون نے چند ڈوکرہ کہ سکہ
اس بلاد کا تھا واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میان نظام ڈوکرون کو بسبب فراموشی کے وقت مراجعت کے
اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت مذکور اوسکے مالک کو کنار آب پر جاکر پونچا[دین]
انکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخور یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوسوقت میرا
دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ سرگردان ہوکر چلتے ہین اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب مین
چھین لیوین مصنف کتاب بعد اسکے لکھتا ہی ای عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوے تھے لیکن صحبت
چھوڑ کر اپنے وطن کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ الصدر کے مخالف
ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنی بتحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی
تمکو کہ ادا کرو امانتونکو طرف اہل امانات کے سیہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہوے ہین شیخ نے اونکے
مخالف حکم کہا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق مین اللہ تعالی
قرآن مجید مین تین جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ و ومن

بدخلقی اول مال غیر مین تصرف کرنا اور کھانا حرام ہے [illegible]

لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی
اور جو لوگ کہ حکم نکرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالی کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین و آئین مین تارک صحبت سفاقت کا مال کہا جانا حلال ہو جاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ مجوریہ جواب اسکا
یہ ہی کہ شیخ موصوف کا دین و آئین اگر مطابق دین و آئین محمدی کے ہی تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورۃ الصدر کی اور اگر
اونکا دین و آئین کچھہ شی جدید چیز تازہ قسم لیجا تغیر سے ہی تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کے دن کامل کر دیا مینے واسطے
تمہارے دین تمہارا اور تمام کر دیا تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین یہان بہی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہی اوسمین کسی امر و شی کی بیشی ممکن نہین ہی اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہی اور دین
اسلام مین پرایا مال کہانا حرام ہی اور اس آیت کے مخالفت بہی لازم آتی ہی کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد آپکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہو سکتا ہی کہ دین جدید و احکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر مین
مہدوی بہی زبانی متفق ہین چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالی علاوہ یہ ہی کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہی
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ پیرے مہدویت کے منکر ہون لینا حلال نہین ہی چہ جاے معتقدین مہدویت کے چنانچہ
اوسی انصاف نامہ کے باب پنجم مین مذکور ہی کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے
اور اونکی عورتون پر نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان جی مذکور نے بعد جنگ کے کچھ اسباب
مخالفین کا دلیا اور ہمراہیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان صحرات تک
کہیتون سے کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی پس ثابت ہوا کہ یہ حکم
جو کر ہی بیگانہ کہا جانیکا صرف افراط قوت غضبیہ یا شہوتیہ سے تہا نہ کسی دین و آئین سے طرہ یہ ہی کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام جانکر بہی مستوجب حرمت و عقوبت ہی اور بیان تو معاملہ اوس سے بہی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال جانتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکور الصدر سے ظاہر ہی سبحان اللہ اس اخلاق پہ بولتے ہین کہ میرے اخلاق پر
احادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بد خلقی و وہم کذب و افترا بدترین صفات سے ہی خصوصا افترا اللہ تعالی پر کرنا کہ
ایک بات حقتعالی نے اپنے تئین نہین بتلائی ہی اوسمین مدعی غیب دانی کا کر بیٹھنا قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہی جسنے کہ اللہ تعالی پر افترا کیا کسیطرح دروغ بات کا

فمن أظلم ممن كذب على الله يعنى پس كون ظالم تر اوس سے كہ جسنے جهوٹ بولا اسد تعالى پر اور حديث شريف
مين ہى من تشبع بما لم يعط كان كلابس ثوبي زور يعنى جو شخص جتلاوے وه چيز كہ اوسكو عطا نہين ہوئى ہى وه
مانند اوس شخص كے ہى كہ دو كپڑے زور كے پہنے ہى يعنى سراپا جامہ زور كا ركهتا ہى كيونكہ عرب كا سراپا لباس دو كپڑون يعنى
تهبند و چادر مين ہو جاتا ہى اور قول زور اسقدر بدتر گناه ہى كہ قرآن مجيد مين اوسكو شرك اور بت پرستى كے برابر كركے بيان
فرمايا ہى كہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور يعنى كناره پكڑو ناپاكى سے كہ بت ہين اور كناره
پكڑو قول زور سے حالانكہ شيخ جونپورى نے كناره نہ پكڑا چنانچہ انصاف نامے كے باب ہيجدهم مين لكها ہى كہ ميران سے پوچها
گيا كہ ياران مهدى كو حضرت عيسى سے ملاقات ہوگى فرمايا كہ بعضے شخصونكے تئين ملاقات ہوگى اور يہى نقل ہى سيد محمود اور سيد
خوندمير اور ميان نعمت اور ميان ﷺ لاور اور سواے انكے اور اكثر مهاجرين سے كہ ان سب نے ميران سے پوچها كہ كسان
مهدى كو حضرت عيسى سے ملاقات ہوگى فرمايا ہان ہوگى پس مشہور ترين يہى نقل ہى اور ميان ملك جيو نے كہا كہ ہم كيا
جانتے ہين كہ كتنے شخص مهاجران مهدى ہين كيونكہ ميران بہت ملك پهرے ہين بہت آدميونكو فيض پونچا ہى
خدا جانے كہ كہان ظهور ہوگا انتهى اس كلام سے بخوبى ظاہر ہى كہ مراد ياران و مهاجران و كسان مهدى سے ايك ہى يعنى ياران
و مصاحبان بلاواسطہ اور اسى سبب سے ميان ملك جيو كو توجيہ كرنے كى حاجت ہوئى كہ بولے كہ ميران چونكہ بہت
ملك پهرے ہين اور اصحاب اونكے متفرق ہين شايد كسى ملك والے طويل العمر ہو كر ملاقات كر ليوين ورنہ اگر مراد يہ ہوتى
كہ اس مذہب والے ملاقات كرينگے يا نہين تو خود اس سوال كى حاجت نہ تهى كيونكہ سب كو معلوم تها كہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونكے مدت تك رہينگے پهر ملاقات حضرت عيسى مين كيا شبہہ تها كہ سوال كرتے اور اپنے مذہب كو
باوجود اصل اسلام جاننے كے كب گمان كرتے ہونگے كہ چند روز مين اسكا اثر و نشان باقى نہ رہے اور حضرت عيسى سے
شايد كہ ملاقات نہ ہووے تا كہ اس اشكال كو حل كرتے اور لفظ ياران و مهاجران كى اضافت طرف مهدى كے صاف دال
تخصيص پر ہى موافق قاعده مقرره كے يعنى خاص مهدى كے يار و اصحاب بلاواسطہ اور بد خلقى سوم صاف اسى معنى كى
مؤيد ہى پس ثابت ہوا كہ يہ بزرگ متعدى غيب مين محض قياسى گمان سے بے الہام و اعلام الہى كے ايك پيش گوئى كر بيٹهے
كہ وه اسپر واقع كے خلاف نكلى كيونكہ ظاہر ہى كہ عيسى عليہ السلام ابهى تك نازل نہ ہوے اور تمام اصحاب شيخ مذكور كے تمام
ہو چلے اگر كوئى باقى ہو تو ثابت كرين چار سو برس كے عمر والا مهدى كا يار كہان چهپا ہوا حضرت عيسى سے ملنے اور اپنے
شيخ كو سچا كرنے كے واسطے بيٹها ہى كرنول مين ہى يا دهارواڑ مين ہى جنگل كرى مين ہى يا مارواڑ مين ہى اور كيا باعث ہى
كہ ان مين كوئى كہ اوسكے سامنے كل كے نكلے ہين اقتدا كرتے ہين اور اوسكے اصل اصول كيطرف متوجہ نہين ہوتے

بدخلقی سوم کہ دوسرے مذکور کی ہم جنس ہی اور اسکو بخوبی ثلیث روشن کردیتی ہی اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کہ اسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی انصاف نامہ کے باب ششم میں لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران حضرت عیسیٰ
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعد سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپ کے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپ سے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپ سے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپ سے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک یہ دیکھو حضرت عیسیٰ حاضر ہین پوچھ لیو بعدہ میان مذکور کہتے ہین کہ بندے
نے حضرت عیسیٰ سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہوگیا کہ پوچھون کہ تم کب آوگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہی
کہ بعد بیس برس کے کم وبیش مین شیخ محمد اساعی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے بحالت مکاشفہ مین اس گفت وشنود کا اتفاق پڑا ہی پس معلوم ہوا کہ میران بعد انتقال کے
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اوس عالم سے بھی گاہے گاہے اپنے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہو کر ایسی غلط
ونے محل پیش گوئیان کر جاتے تھے یا میان خوندمیر کی چالاکیان ہین کیونکہ کذلک ینشأ لینة هو
عرقها وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہی کہ آمد عیسوی کا سوال میران سے اس
جدوجہد کے ساتھ کیا اور جب حضور لقاء عیسوی میسر ہوئی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالا تمام تحدید وتعیین پر دال ہین تقلیل وتکثیر پر مانند ان تستغفر لهم سبعین مرة یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہین ہی اسواسطے کہ سبعین وغد وغیرہ واسطے تکثیر وتقلیل کے
محاورے مین مستعمل ہین نہ دس اور بیس اور تیس اور چالیس پچاس وساٹھ جسوقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوین
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہی دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل مین کہ خوندمیر ہین مذکور ہوے ہین نہ عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہی کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہی پس جواب بھی اوسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہی اس عدد سے بھی نہ یہ کہ
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہی پس صاحب انصاف نامہ کہ اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرتا ہی غلط ہی اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہی تو مصنف انصاف نامہ سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھ وپچاس چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہی کہ میان ایک عدد کی تعیین چاہتے تھے اور میران اوس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اوس سے کم عدد کا

ف بدخلقی سوم مانند دوم کے ہی کہ شیخ موصوف بعد مرنے کے بھی عادت غلط پیش گوئی کی نہ چھوڑی کہ میان خوندمیر کے مکاشفے میں اگر کہا کہ حضرت عیسیٰ میرے بعد دس برس کے اندر آوینگے اور غلط محض نکلا

نام لیتے تھے اور یہی گمان اوسوقت کے تمام شیخ وشاب کے خیالات مین جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک
آگئے مہتر عیسی امروز فردا مین عنقریب اوترنیوالے ہین چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوے دیکھکر مریدونکو عیسی بننے کا نہایت
شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ سند نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب
نقلیات مین مذکور ہی اور انصاف نامے مین باب ہجدہم مین مسطور ہی کہ میان ابراہیم نے برلہ دائرہ میان نعمت مین دعوی
عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسی بیٹے مریم کے ہین اور تیرے ماں باپ فلان بن فلان ہین اور شیخ بھیک نے روبرو میران کے
دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسی کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا ماں تیری فلانی تھی عیسی
فرزند مریم کے ہونگے اگر تو دعوی عیسی کا کریگا کافر ہوجاویگا بعد چند روز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا
میران نے کہا کہ بالائے آسمان سے کیونکر نیچے آئے بعدہ فرمایا کہ مقام تھا بدخلقی چہارم یہ بھی مرام اور رسوم کی قسم سے
ہی اور جو کچھ اونکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہو وہ یہ ہی کہ کتاب پنجفضائل مین فضائل سید محمود مین منقول ہی کہ عادت
حضرت میران کی یہ تھی کہ بلاناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بدستور سابق جامع مسجد مین
آکر نیت نماز وتر کی باآواز بلند باندھی وہان کے قاضی وخطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود کی ہی سنتے ہی متابعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہوا اس مرد کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت
میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی وخطیب نے سامنے آکر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندگار کا
کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو پس دونون نے مع توابع ولواحق کی تصدیق
کرکے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم
ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہوسکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت
امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہوسکتا ہی وہان قیاس وتخمین کو دخل نہین ہی کہ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس زمین مین
مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کرکے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کرکے بطور قیاس الغائب
علی الشاہد کے معین کردیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الہی نے اس جرأت کو ناپسند فرماکر اس
دعوے کا جھوٹھ آشکار کردیا کہ اوسی ہفتے مین بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور
مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ۱۹ ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد ودہم مین ہوا ہی روز
دوشنبے کو بدخلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم مین منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرات ومرات روایت کیا ہی کہ میران نے

تمام قرآن میں کسی آیت کو منسوخ نہ رکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی مخالف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہی اور پیران کو انکار ہی چنانچہ سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا کہ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو لاتے ہین ہم بہتر
اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہیں ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورہ نحل میں فرمایا إِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ
آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہیں ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہین
ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل
اوسی مضمون احد کو ادا فرمایا اور سورہ رعد مین فرمایا يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو
کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورہ نحل کی
اول و احکم ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی او ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کر کے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین
کہ حکمتون نسخ سے بے خبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہیں جانتے تھے اور اس مسئلے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم بن بحر ہی
کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہی اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ جا بجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی ایک قدرت حضرت معبود ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بناء علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم تلاوت مین موجود
ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدود سے چند سے زیادہ نہیں ہی چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابوبکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منقح کر کے بیس آیات منسوخ ٹھہرائی
ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تنقیح و تفتیش کر کے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوئے نہیں بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیہ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیہ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ الایہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الایہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی یہ آیت ہی کہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ الایہ چہارم اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا الایہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا الایہ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی بیان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ مغایرت مقام مانع تفصیل ہی باب حلقی

ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم مین نہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہیں کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الٰہی کے معنی مین تغیر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اوسکا مشکل ہی کیونکہ ہر کام انکا یہ روز مرہ ہی مگر بیان بطور نمونے کے چند مثالین اوسکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے اور اندک دلیل بسیار ہی ہاں مشتے نمونہ از خروارے

**تحریف اول** پنج فضائل مین ہمین عبارت منقول ہی نقل است حضرت میران در حق میران سید محمود سورۂ والنجم نہ خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی بھائی میران سید محمود مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی بھای میران سید محمود اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی بھائی میران سید محمود وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی بھائی میران سید محمود عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی بھائی میران سید محمود اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی بھائی میران سید محمود مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی بھائی میران سید محمود لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی بھائی میران سید محمود انتہی عقلاے انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین آئی ہی کجا یہ آیات اور کجا سید محمود بن سید محمد جونپوری کہ ہر آیت کا دنبالہ اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی کہ باتفاق روایات ان آیات مین تذکرہ حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْ مِرَّۃٍ فَاسْتَوٰی وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ الایات قسم ہی تارے کی جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاہ سے نہین ہی وہ مگر وحی کہ وحی کیے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور اور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونھین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین بقرینہ
سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعضی جا پر سید محمود کا جوڑ ایسا بے موقع ہی کہ اطفال
مکتب بھی نا پسند کرینگے چنانچہ یہان پر کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مؤنث راجع طرف سدرہ کے ہی سوائے اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہو دیے
پس وہان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہوا علی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہی کہ کوئی صاحب فہم پسند نکریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپور نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خدا تعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے مانگا
تھا کہ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا یعنی اور بنادے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار مراد
ذات تمھاری ہی اوس وقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا نہ عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کردے کہ بسبب اوسکے اعدائے
دین کو شکست دیوین اور دین الہی کو قائم کرون موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہا کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور ومغلوب سلاطین کے رہے یہان تک کہ آخر کو مع رفقا
وتوابع کے بحال لاچاری مارے گئے اور منصور نہوے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کروڑہا اولیا واغواث
وابدال واقطاب اونکے نور فیض سے مستفید ہوے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہی کہ حضرات صحابہ وائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور نادر تر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرت کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نہ لاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا اِنَّا
عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا امر القتال وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ

میان سید خوندمیر اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
و آسمان کے تلے اوپر ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہی کہ لغت و محاورۂ عرب کے
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے خلاف محاورہ معنی
نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہی نہ یہ کہ سموات کے
معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین اور جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہووین
اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا
کی ضمیر بھی خاص اونھین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونھین کا لقب ٹھہرا صلاح نشد بلا شد
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حملہا کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا
لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیاء اولو العزم اور اولیاے مکملین اور علماے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے رہے
ہین خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور اونکے حامیان دین نے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہی کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر
بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہی کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کہ اظہر من الشمس ہی میان خوندمیر نے کونسا
ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ مدعی کی پیرشدی چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھین پھوٹ گیئن اور دوسرے روز کی جنگ مین کل
پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام
مین داخل ہوا بلکہ انھین کے چند فقراے ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکور کے معنی صحیح یہ ہین کہ تحقیق ہمنے
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہی بڑا ترس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ
صحابہ و تابعین نے فرمایا کہ مراد امانت سے اطاعت و فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمان
و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمھارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھاؤ لیکن اگر اسکو برابر ادا کروگے ثواب
پاؤگے اور اگر ضائع کروگے عقاب پاؤگے اونھون نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر رہین گے ہم
ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھاویگا انھون نے
بسر و چشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی گردن مین قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر اس بار گران سے بیخبر ہے شعر آسمان
بار امانت نتوانست کشید ✣ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ✣ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظلم اور جہل کا ظہور حقیقت مین
اولاد آدم مین سے اونھیں سے متحقق مین ہی کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصا منافقین و منافقات و مشرکین
و مشرکات مین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب ونھون نے اداے امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی
اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ
وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا اور میران
کے معنی مین ایک یہ بھی خلل زائد ہی کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہوئے تعلق لیعذب اللہ الآیہ کا نے معنی
ہوجاتا ہی **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب بست و ہفتم مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر
فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمھاری ہی اور اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ آخر رکوع تک تمھارے حق مین ہی غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہی ایک تحریف لفظی انکے
خلیفہ کی بیان کرکے مختصر کی جاتی ہی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت
وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ پر پہنچا دلاور نے کہا يَلِدُ يُولَدُ پھر یوسف نے کہا
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کہا يَلِدُ يُولَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا غرض بیان کرتے ہین جو
کہتے ہین سو حق ہی انتہی سبحان اللہ و تعالی عما یقول الظالمون علوا کبیرا قرآن با بسم اللہ سے سین ناس تک
متواتر و قطعی ہی اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہوجاتا ہی یہ کیا اندھیر ہی کہ ایسی آیت کہ حق تعالی
کے وصف مین وارد ہی کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہی اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اوسکا انکار باصرار و تکرار کرتا ہی کہ یلد
و یولد ہی پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالی جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہی اور اوسکے ماں باپ بھی ہین
سبحانہ و تعالی عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہی کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپوری کے ہین انکے فہم
و اعتقاد کا یہ حال ہی کہ حق سبحانہ تعالی کی جناب مین استقدر بے باک ہین وا ے برحال دیگران اور اس بیان
تحریفات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہوگیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو
تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہووے وہ معتبر ہی ورنہ غیر سبحان اللہ یہ حال ہی اور یہ قال ہی کتب سوا یہ مین تحریفات
لفظیہ و معنویہ ⬤ بشیل کتاب کا خصوصاً یہود کا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہی کہ يُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ الآیہ بدلتے ہین کلام کو اوسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک اور سافتظم معون

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ یعنی اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تھے ان مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور اونکو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل و تغییر ہین یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہی اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی ہی یا معنوی لفظی یہ کہ مثلاً قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ اوس سے سرزد ہوا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ سے دو لم اوڑا دیے اور معنوی یہ کہ معنی قرآن کو روایت اور قاعدۂ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سمٰوٰت کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی روایت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین بھی یہی حال ہی اور طرہ یہ ہی کہ ایسے معنی نئے موقع پر یہ بھی جا بجا بولتے جاتے ہین کہ مراد آلہی اس سے یہ ہی حالانکہ سب قایل ہین اسبات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہی اور تفسیر اسکو کہتے ہین کہ مراد آلہی کا بیان کرنا بطور قطع وجزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض یہی ہی کیونکہ وہ اور اونکے معتقدین اونکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی کو مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہووے نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہین ہین چہ جای تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلۂ باطنیہ کا ہی کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی ہین سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہی طرفہ یہ ہی کہ سراج الابصار سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہین اور آپ وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہین بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویونکے معنی سے مقابلہ کر لیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ مین مراد تین سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑونکو پھر سب نے قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے انتہی مراد سمٰوٰت سے انبیا ہین اور ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود میر مراد ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا اونکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے ہی انکے معنی بھی خارج قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقۂ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہی هُمْ هَا مُتَشَابِهَةٌ قُلُوْبُهُمْ فِيْ طَعْنِهِمْ

احادیث کاذبہ اور بے اصل و لبت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلا خطر کر دینا یہ خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجپر قصداً پس ٹھیراوے جا اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
مین اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہین اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سواے اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصداً جھوٹھ بولیگا کافر و خارج الملت ہو جاویگا اور اس
قول مین امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصاً کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط نسبت تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہونے مین تو کسیکو شک و شبہہ نہین ہی
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی یا این ہمہ مہدویون کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور انصاف نامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر و پیشواؤن کی فقط بیان کیجاتی
ہین کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی **مثال اول** انصاف نامے
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل دیتا ہی
یا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوَلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ بعضے علما نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر فاضل ہی نہ ولایت
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہی انتہی **جواب** اَلْوَلَايَةُ
افضل من النبوۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی پس قول کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح نخبۃ الفکر
اور ملا اسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی واضع دوسرے شخص جیسا کہ

بعض سلف صالح یا قدما سے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کردیتا ہی یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ مرکب کردیتا ہی اور باعث وضع کا با
بیدینی ہوتی ہی جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہین یا غلبۂ جہل سبب ہوتا ہی چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال مین وضع کرتے ہین کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو دینداری جانتے ہین اور یہ لوگ سخت ترین وضاعین ہین کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہین کبھی توبہ نہین کرتے
ہین اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہو کر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہی یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہی یا اتباع ہوا ئے یا اظہار نوادر و غرائب اور تمام یہ اقسام حرام ہین بالاجماع و باتفاق ہی اسپر کہ جاننا کہ حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہی اسواسطے کہ فرمایا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّی
بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہی کہ وہ جھوٹھ ہی پس وہ ایک جھوٹھون مین سے ہی یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہی
ویسے یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہی اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہرحال قطعاً اعظم کبائر سے ہی چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا مین سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہی یعنی اگر جانتے تھے کہ الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہین ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کردیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہین جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کردیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم ایسا دیا ہی جیسا کہ دانا رائی کا کیسکے ہاتھ مین ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سیوم شواہد مین موجود ہی اور یہ کذب باندھنا ہوا خدا سے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہی اور اول سے کیا
کم ہی بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہین ہی تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہی تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق ہی جیسا کہ شواہد مین ہی اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہی اور ظاہر ہی کہ نوشتۂ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد
ہی جو کہ شیخ جونپور کے زمانے مین اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوسی زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہین اور اون مین مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپور کے بھی موجود ہین
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہی کہ با وجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے مین بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہین کرسکتے ہین دعوی
یہ ہی کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کر کے امتحان کر لیا کرو کہ اگر موافق نکلے صحیح ہی ورنہ غلط ہی واللہ المستعان

علی ما تصفون سوال دیگر یہ ہی کہ تقریر بالا مین شیخ نے فرمایا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندہ اپنے تئین نبی پر فضل ہی حالانکہ
مشہور ہی کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھہ کیا ہی اور اوس سے لازم آتا ہی دعوی فضل کا ہزارہا
انبیا پر پس انکار غلط ہو لیا وہ دعوی تسویہ بے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہو گا اور خدا کرے ایسی ہو تا کہ شیخ انکار بالا میں
صادق رہین و سنہ لزوم کذب جا خضر ہی اور اگر تطبیق یون یون کہ مراد یہ ہی کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین کہتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھہ مین موجود ہی مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہی کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہی اور اوصاف و اعراض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہی پس تمھاری ولایت
تمھارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہی اگر ماہیت انسانیہ مراد ہی تو کلام بے معنی ہی
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ انما انا بشر مثلکم اوس
نظر سے کوئی عاقل کسیکو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہی پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہو نا کہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہی غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گاہی چنین گاہی چنان سے گریز نہین ہی
اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو وے نبوت سے اور بالفرض تمھاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہو وے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہی کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہی وہان نہ اندر موجود ہی وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہی یہان اسیقدر
کافی ہی زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی مثال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول مین
لکھتا ہی کہ بدر منیر سید خوندمیر نے بعض الآیات مین لکھا ہی کہ قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبي نظیر في
امته اي مثله ولا یکون مثله الا من کان له درجة عند اللہ مثل درجة النبي فاذا حصل
له درجة النبي لا بد ان یکون خلیفة في زمانه ولخاتم النبي صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
في امته وهو المهدي انتهی کلامه رضي اللہ عنه انتهی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ ہی خوندمیر کا
مصدر بہ بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المہدی اوس مین لکھا ہی کہ لکل نبي نظیر في امته
حدیث نبوی ہی یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر لونہم وجہ ہوا کرتا ہی اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خبر آمدہ است بتعین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے اور
احادیث نے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لا عرف اقواما هم بمنزلتي الخ اور حدیث آہ واشواق

الی لقاء اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء اخوان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہی کہ من ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب و وضع کے بخوبی ظاہر و نمایاں ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات برابری ساتھہ انبیا علیہم السلام کے ثابت کر دین اور ظاہر ہی کہ اجا بڑا مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل گمنام روایات سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا انکے وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ لکھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر تعیین ختم الاولیا کی آئی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین سلف اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب اثبات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی اور اوسکی کچھہ اصل نہین ہی اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران پیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین کے رہ باطن سے معلوم ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بعینہ دعوی ہی کہ حسب پیر اخلاق کو ذلیل گردانی تھی اور ہم مانع این سند بد اخلاقی کے اب نفع منع یا سند عین دعوی سے نہین ہو سکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے کرنا چاہیے موافق واب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ پیر انکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بد خلقی

ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا ہی اور بعد آن حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور جو ندیم ہمیشہ اپنی وعظ مین بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور با وصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب رنگ ڈھنگ ہی کہ بیان عقل نسان کی تنگ ہی یعنی تعین جو معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعونکو رواج دینا پس قول ادہر ہوا اور فعل ادہر ہوا اور اگر حال وقوع کا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر باطل و بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند آرای خلافت ہوئے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

کافی تھا اب کہ مین مسلمانون کے اس کام مین مشغول ہوا مسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کر لیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم و مصالح اوسکے نذر بیت المال سے
ہر روز انکا وظیفہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانۂ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانۂ سرکاری سے مقرر فرمادیا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہی کہ صحابۂ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری مین ہی کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہی کہ حضرت عمرؓ مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہی کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک اوسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہی کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی غرضکہ اسیطرح
حضرت امام حسن و حسین و علی مرتضی اور تمام صحابۂ مہاجرین و انصار اور ازواج مطہرات نے اس تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہی پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپور کا مقولہ ہی کہ منکر اجماعِ صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہی چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالۂ کتب مہدویہ
منقول ہوچکا ہی پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت بے علمی و بد اخلاقی ہی اور خلق حکمت سے نہایت بعید ہی
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ میران اور خود میر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونیسے توکل مین
خلل آتا ہی حالانکہ یہ سراسر خطا ہی اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اوس
تعینات پر وہ متوکل ہی اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہی کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہی بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہی اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلاً علی اللہ کھلا چھوڑدون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اوسی باندھے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہین
کہ شعر گفت پیغمبر بآواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر بہ بند ٭ اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہین کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت وقت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر
وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی اور بااین ہمہ اعتماد بجز ذات
حق کے کسی پر نہین رکھتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ
یعنی صحابہ سے تدابیر جنگ وغیرہ مین مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کار کے سر و کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب
البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہی اور منتہی کامل کا وہ مقام ہی کہ کسیقدر اسباب ہون اوسکی نظر سر مو ادنپر
نہین پڑتی ہی اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہین ہوتا ہی اور یہ مقام اعلی ہی کہ انبیا و مرسلین اور اولیاے
کاملین کو حاصل ہوتا ہی شاید کہ شیخ جونپوری اور میان نذیر مرتبۂ ابتدا مین تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے
بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپوری اور تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک اونکے فقرا و مشائخ مین
بھی التزام ہی کہ کسب حلال کے نزدیک نہین جاتے ہین اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہین جیسا کہ کوئی حرام چیز سے
اجتناب کرتا ہی لیکن بان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہین کرتے ہین چنانچہ جب کسینے شیخ موصوف یا اونکے پیروون سے
اس مقدمے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہین کہتے ہین لیکن ذکر حق فرض ہی اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو
وہ حرام ہی اسواسطے ہم کسب نہین کرتے ہین جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حال ناقصین کا ہی کہ کسی کام مین مشغول ہونے سے
خدا کی یاد مین فرق آجاتا ہی اور کاملین کا یہ مقام ہی کہ کسی کام مین مشغول ہووین دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی
کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہی چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین **شعر**
اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ❊ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ❊ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہین
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونون ہاتھ مین دو سبوچے پانی کے ہین اور ایک سبوچہ اوسکے سر پر ہی اور راہ مین اپنے رفقا کے
ساتھ وہ باتین کرتا چلا جاتا ہی اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہی ایک پاؤن سے چلنا دوسرے آنکھہ سے راہ کا دیکھنا
تیسرے کان سے باتین سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچوین اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا
اور باینہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہی کیونکہ اندک غفلت مین وہ ضائع ہو جاویگا
پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی اور پیوند باطنی مین مخل نہین ہوتے ہین اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا
اشغال ظاہرہ رکھتے ہین لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہین ہوتا ہی چنانچہ حق تعالی اونکی تعریف
و ثنا فرماتا ہی کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہین کہ نہین غافل کرتی ہی اونکو
خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

ف — بدخلقی نہم شیخ مع خلفا وغیرہم کی کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیا سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہے

کہ پیشہ انبیاء و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین اسقدر اجتناب کرتے
کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اوسکو درویش و تارک نہین سمجھتے
ہین اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاؤ سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح احادیث مین اسکی فضیلت
اور نہ اکیسیت علم مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاماً
قط خیراً من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان انتہی و لکھے ہے کہ حرفہ زرہ بافی کے باب مین امر الہی ہوا کہ بنا کشادہ زرہین
اور ذکر داود ہی مشہور ہی کہ کوہ و حیوان بھی اونکا ذکر سنکر ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ
یعنی ای پہاڑ و رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اوڑتے جانور و اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوصف
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم الرسالت فرماتے ہین کہ جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ
وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سائے نیزے میرے کے اور گردانی گئی ذلت اور حقارت
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق پیدا کرنا
اور مہدویون نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدویت کے اور مہدویون نے
قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانون سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین مذکور ہی کہ بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفتون کے سبب سے ہمیشہ ذلیل و حقیر یعنی
اپنے مخالفین کی رعیت و چاکر بنکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر دکو کر برابر ہی اور کبھی عزت سلطنت انمین سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گردانی گئی ذلت او صغار میرے مخالف امر پر جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذا تمہین و غذا ہی کہ
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمہاری بھی منجملہ کسب تمہارے سے حکم ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمہاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی کہ گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہے فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح و مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھ سے عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہے لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کرکے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہے اور بیع و شرا چاہیے کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرنا کسب کا کہ جس سے رزق حلال بہم پونہچے فرض ہے بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی فرض ہے اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چارسو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہین لاجرم گناہگار خدا کے ہین کہ کسب کہ پیشہ انبیا و مرسلین کا ہے اوسکو چھوڑکر لقمۂ خیرات پر منحصر ہوکر بیٹھ رہتے ہین

بدخلقی نہم یہ کہ دعوی اہل سنت و جماعت مین ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی و غیرہ کتابون عقائد اہل سنت مین مصرح ہے کہ اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہوکر کفر مین داخل نہین ہوتا ہے اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر مین بھی داخل نہین ہوتا ہے بلکہ درجۂ درمیانی مین بین بین رہتا ہے اور اعتقاد خوارج کا یہ ہے کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہے اور اسی اعتقاد خوارج کو میران مہدویہ نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہون اوس مین مشغول رہنے والے بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہمارے اہل سے نہین ہے یعنی غیر مہدی ہے اور آل محمد سے نہین ہے اور آل خداے تعالی سے نہین ہے انتہی اب سوال یہ ہے کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط وجود ان اشیا کا کفر ہے جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہے تو نہایت مشکل ہے آن پڑی ہے کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکا اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہے کہ ان اشیا مین مشغول ہوکر یاد الٰہی سے

۹ — بدخلقی نہم دعوی اہل سنت مین ہونے کا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہے جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہے تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و ملبوسات وغیرہا کو
بلا تکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہے جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار
کرنا تھا اور مشغول نہین ہونا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ماقبل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا
معنی ہین کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر گڑ کھاؤن گلگلون کا پرہیز اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ والنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہے کہ تمام مہدویہ اقسام کے حیلون دنیوی
مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیویہ مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوے
کیونکہ آن مہدیسے نہین ہین گے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہے کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو بیک قلم کافر کر دیا الحق ہر کہ خلق خدای را بیازارد
تا دل مخلوقی بدست آرد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش بر آرد **بدخلقی یازدہم**
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ہشتم انصاف نامے مین نہایت تاکید ہے کہ دائرے کے باہر موافقین
مذہب کے مکان پر بھی اسکے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفاے میران بلا تامل
کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالہ ہے اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دعیت الی کراع لاجبت و لو اهدی
الی کراع لقبلت یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابو داود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یجب فقد عصی اللہ و رسوله و من دخل علی غیر دعوة دخل سارقا و خرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترك
الفقراء و من ترك الدعوة فقد عصی اللہ و رسوله یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہے کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوت کو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ عمل کرنا دعوتکا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب اجابت ہی اور وہ نام ہی حاضر ہونیکا اور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کھانا مستحب ہی اب ملاحظہ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا کہ اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدیہ کی اونکی ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا نرے معنی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے ا ونھون نے قاعدہ گڑھا تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو فعل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول ہی اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہوچکا مقدمۂ دعوت مین بہت احادیث وارد ہین لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب وس قوم سے ہی کہ انصاف و قبول حق کی عادت و خلق نہین رکھتے ہین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی دوازدہم کہ راس و اصل تمام بداخلاقیون کی ہی یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت سلوک کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سور ہو اور اون کے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو بیتلو نہ حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردۂ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ پردہ پھٹ جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہوچکا کہ علم و حکمت اس اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین اسواسطے کہ جب آدمی کو علم نہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکرسکیگا پس جہل مرکب یا بسیط کا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت و شریعت کے مستعمل کر کے خلق سبعی و بہیمی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی نادرست ہی اسواسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمانکا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بلے علم قرآن نہین سمجھ سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف ہی کیونکہ بغیر اعمال و الیکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل و صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی اور نہ نے علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہین کہ اون سے اجتناب کرے تاکہ کمال ایمانی حاصل ہووے پس [illegible] ایمان کامل نے علم حاصل نہین ہوتا ہے خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علماء سے مسائل دینی پوچھکر یاد کر لیوے بہر حال ممانعت علم سیکھنے سے نہایت قبیح ہے اور اوسپر یہ دلیل کہ اگر تم علم رکھتے میری مہدویت کو قبول نکرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہے کہ مہدویت انکی سوا جہلاء کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہے اور ظاہر ہے کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات اور احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہے شعر صائب وہ چیزی می شکند قدر شعرا ؎ تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ؎ اور میان خوندمیر نے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہے فرمان خدا و رسول کے اسواسطے کہ حدیث قدسی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک وتعالی من شغله القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقه رواه الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا ہے رب تبارک و تعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلامون پر مانند بزرگی خدا کے ہے اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہے کیونکہ یاد و ثنا کنایہ طلب و سوال ہے پس جب فرمایا کہ سائلین سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذاکرین بھی آگئے جیسا کہ سیاق و سباق کلام کا اسی پر دلالت واضح رکھتا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ القرآن فی الصلوۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ و قراءۃ القرآن فی غیر الصلوۃ افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہے پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین اور علما نے کہا ہے کہ نماز مین بھی تفریق ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا غیر نماز مین بہتر ہے تسبیح و تکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح و تکبیر و تحمید و تہلیل تمام جزو قرآن ہین اور قرآن چونکہ کل ہے افضل ہے جزو سے اور تسبیح افضل ہے خیرات مال سے اور خیرات مال افضل ہے روزے سے اور روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے پس یہ جو مشہور ہے کہ عبادت مالی افضل ہے عبادت بدنی سے مراد یہ ہے کہ سوا نماز و قراءت قرآن و ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہے اور انمین ترتیب مسطور العدر ملحوظ ہے اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ فرمایا دیکھا مینے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مینے کہ کون سی عبادت
فاضل ہی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر مینے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بالفہم یا بے فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
وحساب سے خارج ہین مگر بطور نمونے کے چند آیات واحادیث مسطور ہوتی ہین يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالی اونکے جو ایمان لکھے ہین تم مین اور ان لوگون کے جو دیے گئے ہین
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہین وہ لوگ کہ علم رکھتے ہین اور وہ لوگ کہ نے علم ہین اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہین ڈرتے
ہین اللہ سے اوسکے بندون مین سے مگر علما اور مشکوۃ مین ہی کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ مین مسجد دمشق مین پاس
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدرداء مین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمہارے پاس آیا ہون ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ مینے سنا ہی کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سوا اسکے اور کچھ حاجت یہان آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدرداء نے کہا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہی کہ یقول من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم يستغفر له من في السموات ومن في
الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر
الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم
فمن اخذه اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجة والدارمي وسماه الترمذي
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہی اوس مین علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالی ایک راہ مین راہون بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہین بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہین رہنے والے آسمانون کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہین عالم کے واسطے مچھلیان درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہی
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہی شب بدر مین دوسر ستارون پر اور مقرر علما وارث پیغمبرون کے ہین اور تحقیق پیغمبرون نے
دینار و درہم کا ارث نچھوڑا ہی اور سوا علم کے میراث نچھوڑی ہی پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور ترمذی
حدیث مین ہی کہ ذکر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت فی الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد ہی اور دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہی اوپر ادنی تم صحابہ کے پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بتحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور یہانتک کہ مچھلی پانی مین البتہ درود بھیجتے ہین اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہی شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ و بیہقی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہی اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی اسرائیل احدہما کان عالما یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والاخر یصوم النہار ویقوم اللیل ایہما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ہذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل مین تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن مین اور نماز مین کھڑا رہتا تھا رات مین ان دونو مین کون افضل ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد کو پر مانند بزرگی میری کے ہی اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیونکو اسواسطے کہ مین قبض و وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہی حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثین انکے دین کے مقدمے مین اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت مین مرد فقیہ یعنی ہووینگا مین روز قیامت اوسکے گناہون کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے تصنیف فرمائے ہین اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم ثلثة آیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکمہ یعنی کتاب اللہ یا سنت کہ ثابت و صحیح ہو موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضہ عادلہ یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کہ برابر ہین وجوب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو علم کہ سوا اسکے ہی وہ زائد ہی انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہی کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین نفقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم کی ہی اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہی نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہی روزی کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہی اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین کہ جب آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہی اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہی اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہی کہ اوستادان ظاہری سے اوسکو نہ پونہچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہی علم ثالث الہام فرماتا ہی اسیطرح ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہی اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہی پس علم اول علم ظاہر ہی اور وہی اصل و بنیاد ہی ان سب علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوے ہین چنانچہ آیت واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ مین اسطرف اشارہ ہی یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا اور دوسری آیت مین ہی کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الہی ہی کہ پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہی اور جس جگہہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہی مراد اوس سے علم ظاہر ہی اور علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہی کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہی علم باطن خود بخود الہام ہوتا ہی کیونکہ درگاہ الہی مین بخل نہین ہی بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہی اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول ہی مین خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہی کہ ان دونون علمون مین نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہی شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر ٭ کی شود بی شیر مسکہ کی شود بی پیر پیر

شروع مضمون ثانی در بیان اسکے کہ علم باطن منحصر علم ظاہر پر ہی اسکے حاصل کرنیکا طریقہ یہی ہی

ہین شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہین گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہین اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہین ع کہ نے علم نتوان خدا را شناخت ٭ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سُن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالۃ
امی تھے استغفر اللہ بیچہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہین جانتے ہین کہ وہان بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى وغیرہ آیات دال ہین اور نبوت موہبت الٰہیہ ہی کہ نے سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہی علم
شرعی پر یہ شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہان سے نصیب ہوگا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی علم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ حساب اونکا مشکل ہی سب علما ہین کہ اول تحصیل علوم ظاہر کی کر کے بعد طریقت مین قدم رکھے ہین اور اگر کوئی نے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بجذبہ الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہین ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھکر سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک
نبنے پس اسکو بعد جذب کے ہنگام سلوک مین علم کی حاجت ہوئے جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذب کے سلوک مین علم کی
ضرورت ہوتی ہی یہ دونون شیخ ہونیکا منصب رکھتے ہین اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابون امیہ اہل طریقت مین مذکور ہی اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ جہالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہین کرتے ہین حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ دست اور پیز
خود انکے مہدی کی اصحاب مین موجود ہین جیسا کہ مذکور ہو چکین کہ وہ سونے اور قیلولے کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول مین اونکی معتبر کتابون سے منقول ہو چکا بد خلقی سیزدہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھہ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہوکر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی ہو انکار چنانچہ حدیث شریف مین
وارد ہی کہ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف مین ہے کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بناوی مین اور بالغرض اگر حاصل کرنے اس شرف و منقبت کا
ارادہ نکیا تو بخش روح المطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے مین روح مقدس پر
جفا کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ من حج البیت و لم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا او علی مرتضی حضرت رسالت پناہ وسے روایت کرتے ہین کہ فرمایا من زار قبری بعد
موتی فکانما زارنی فی حیاتی و من لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی مین اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئین بمہدی مشہور کرتے ہین ایسئی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے مونہہ موڑکر ہندوستان کا رستا لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے یہ حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمادیا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدویت کی وعدہ گاہ
ہے اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہے جیسا کہ مطلع الولایت مین مسطور ہے اور حقیقت مین یہ وہی بات ہے کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہے اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہے اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑکر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات مین آکر شہر
احمدآباد مسجد تاج خان مین عنقریب دروازۂ جمالپور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹
نوسو تین مین دعوی مکہ سے دو برس کے بعد کیا ہے پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بحیلہ دعوی مہدویت کے
اور پھر گجرات مین آکر اس مدت دراز تک دعوی نکرنا نہایت سخن بیجا ہے وجہ ہی علاوہ یہ کہ دعوی گجرات مین کیا ضرور تھا
کیا مدینے مین دعوی کرنے سے کچھ شرم دامنگیر ہوتی تھی اور طرہ یہ ہے کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی مین اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگون کو
عالم مکاشفے مین زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و سلم کی باجماع علمای دین قولاً و فعلاً
افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی
ایسی سنت ہے کہ اوسپر اجماع ہے اور بعض علمای مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہین اور نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات و اکد مستحبات سے ہے قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے احادیث اس مقدمے
مین وارد ہین چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہے پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسۂ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہی کہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہی چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھاہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کہنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمہاری تنور مین پڑین خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل وہ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا اللہ تعالی فرماتا ہی
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین بوجھتے ہو بد خلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہوجانا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم
مین لکھاہی کہ شیخ جونپوری بروز انتقال اپنی سو جبکہ بی بیون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین مینخین واسطے
شناخت وقت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب اون مینخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پونہچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ سختی ہی اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہو اور بار دوسرے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور اپنے تئین پونہچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضہ الذی مات فیہ این انا غدا این انا غدا
یرید یوم عایشۃ فاذن لہ ازواجہ ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عایشۃ حتی مات
عندھا یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جا
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت خانۂ عایشہ مین تشریف فرما رہے یہان تک کہ اونھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین اونکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقۂ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھ کر تقوی

نہین ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر فرد گوش در زہد و صدق و صفا باش ولیکن میفزای
بر مصطفی ص دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق عورتونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کر دے
دے حلال ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودۃ
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشۃ فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشۃ یومین یومہا ویوم سودۃ یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
ہین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ جونپوری کے واسطے
بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بیون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری
قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت
کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہی بلکہ دن مین
کسی قدر بھی پاس ہی اور کسی حدیث سے نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن کی گھڑیون کا حساب کر کے عورتون پر تقسیم
فرماتے ہون پس شیخ کو بی اور اسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاطائل تھی چوتھی قباحت یہ کہ
شیخ موصوف باوصف اسکے کہ دعوی علم غیب اور اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حالت تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب
پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون
ہین کیونکہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور مانند دوسرے حقوق العباد کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الہی ٹھہرایا اور کہنا کہ اس
حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی بی بی ملکان بخش سکتی ہی جیساکہ
بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہو سکتا ہی وہ حقوق الہی ہین
اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ و معینہ کہ واسطے حق خدای تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد مین
حاکم کے پاس مقدمہ پہنچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہی پس تعزیر کو حد نکہینگے کیونکہ مقدر و معین نہین ہی اور قصاص کو
حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے
اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت
بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص سا حق عفو ہو سکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون نعفو ہونگے
بالجملہ یہ سب ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دعوٰنکو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی یازدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دہم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدیت
سید محمد بن سید خان سے کفر ہی اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے
ہو کہا کافر کہتا ہون بین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدیکا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون
اعادہ کرین اور موضع بہدیوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز
نہ چاہیے گزارنا بعدہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہی اگر روا نہو تا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے
ہین جو کچھ میران نے کہا ہی وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہی چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف
کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویونکو مسجد جامع
اور عیدگاہ مین بجمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب
چہارم مین لکھا ہی کہ شہر ٹھٹھہ مین میران عوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان دعا ہوا میران نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین مین اور خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہین
اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علماے مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے
اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دایرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا
پس جو کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدیکا ہووے آیت یہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ الآیہ انتہی جواب اسکا یہ ہی کہ کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی
کہ میران اور خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر اور قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہی
بلکہ خود میران اور خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو لیتے ہین وہ یہ ہی کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم میں
لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نہ چاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تصرف
نہ چاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہی کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا
نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی بیان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ انکے اموال اور خون کو مانند اموال اور اعراض مسلمانون کے اپنے پر حرام جانتے تھے یہانتک کہ میان خوندمیر نے اونکے ہاتھ سے جان دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین حالت اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے فرمایا کہ انسے جزیہ نچاہیے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی رعیت تھے بلکہ یہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین آئے تھے انکا ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین پھر کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہی کہ اپنے اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ بزور سلطنت خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی اور مستامن اور منافق نٹھیرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین پاک باطن تھے اسواسطے کہ کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہی اور احکام بھی مسلمین کے اونکے حق مین میران اور خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہی کہ میران اور خوندمیر وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا ے نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بول بیٹھتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس سخن کے انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی آپ کافر ہوجاتا ہی یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور ناعاقبت اندیشی کا ہی آدمی خداترس و دیندار کبھی ایسی جرأت نہین کرتا ہی چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون ناعاقبت اندیش کے ابھی تک صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہی اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہی اور یہ جو تمام امت اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خداے داور پر حوالہ کرتا ہی کہ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

جواب وعم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین خود انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام ہمراہیون اور خلفا نے نماز جمعہ اور عیدین کو پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہی اور اوسپر عمل کیا ہی اور دوسری کتابون قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا سے مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ ہندستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک اونکی قوم کا اسی پر عمل ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہی کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہوجاوے شریعت محمدیہ مین تو یہ ہرگز نہین ہی اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہی تو وہ دعوی

میران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہین لائے لیکن ہم اور تم ہین اور شریعت میں کچھ فرق نہین ہے جیسا کہ شواہد کے باب
بستم مین منقول ہے پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین لائے
ہین جیسا کہ ادعا ہے تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا مقتضائے شریعت محمدیہ کے خلاف ہے جب کہ مقتدی
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوئے کیونکہ مہدی کے حق مین ہے
یَقْفُوا اَثَرِي وَلَا يُخْطِئ یعنی میرے قدم پر چلیگا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اور فی الواقع مسلمان تھے
اونکے پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور … نماز پنجگانہ اونکے پیچھے نادرست سمجھنا خطا فاحش ہوا
تب بھی مہدویت اوڑ گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اونسے ادا ہونا اور پنجگانہ مین تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہے
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہے اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہے جواب اس کا یہ ہے کہ سند تکفیر مخالفین کی یہی حدیث ہے من انکر خروج المهدي
فقد کفر بما انزل علی محمد یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابو بکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی شرح السیر اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہے اور یہ حدیث احادیث احاد ظنیہ سے ہے کہ بتقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہین ہے اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہے پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہین
کہ جب حضرت مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث
قطعی ہو گئی جواب اوسکا یہ ہے کہ اول یہ تقریر دوری ہے کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہے صحت تکفیر پر کیونکہ تکفیر ناحق آثار خلق قبیح سے ہے کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہے اور علاوہ یہ ہے
کہ خود تمہارے مہدی کے حکم میں تذبذب ہے جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہین ہوتا ہے کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اوپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلومون کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوئے حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہے اور جواب تحقیقی یہ ہے کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہے کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی
موعود آنے والا ہے جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موصوف کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جونپوریہ
تو اوسوقت بھی ارتداد گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین وہ پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدویت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدویت کے احادیث مذکورہ مین وہ مدعی
مین موجود چاہیے ہونا تاکہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہو وے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جس سے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا
اسو اسطے کہ ابتک اونکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا صحت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جاے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ اکثر
مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالف ہین اور دعویہاے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری زبانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب اور انکار کفر ہو وے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسو اسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپور مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی ہی
جو سن پانچ سو چودہ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کوفی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال و اسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ ندا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بعد ثبوت
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے اونکو جیتے جی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلہ اپنے دعوے کا پایا دوسرا احمد بن
عبد اللہ میمون جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا ملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدیت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنلیا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
جو ہوئین بیان مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑ دی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی او حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین او اسمعیل بن جعفر صادق کیطر
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازرق نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھ کھڑا مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی ٹکڑی کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کر کے راہ راست
پر لایا چوتھا ایک کیمیاگر سید محمد نامے نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامے نے سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھہ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھہ پر قید ہو کر توبہ کی چھٹے سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیاے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت
کہتا ہی کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہی انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثناے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بالمعنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون اور رہنمائی خلق مین
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون اسلیے اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثناے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس وقتی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین ہوا اور ان
شیخ کے اسی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہی کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہی کہ تم حق پر ہو پیر سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمہارے ساتھہ ہون

اور مدد کو حاضر ہون بعد چند روز کے جب باطن کیطرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا
اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھوان ایک شریف بلاد مغرب مین شیخ علی نقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہین کہ وہ ہمارے زمانے مین موجود ہے صاحب شوکت عظیمہ ہے کہ بلاد مغرب مین چار مہینے کی راہ تک اوسنے ملک فتح کیا ہے اور تک
وہ دعوی مہدویت کا کرتا ہے اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہین کیے ہین بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہین لیکن معتقدین انکے اونکو مہدی جانتے ہین چنانچہ شیعہ کہتے ہین امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہین اور اللہ تعالی نے
اونکو طفولیت مین صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ
دو سو چھپن ہجری مین پیدا ہوکر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر مین باختلاف الروایات سرداب سر من رای مین پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے مین ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا وینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس المتکلمین مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف مین
بخوبی مسطور ہین بیان حاجت اعادے کی نہین ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہین اور وہ منصور عباسی کی ریاست مین
خروج کر کے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوے انمین کچھ علامات مہدویت کی ظاہر نہ
تھین البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک اولاد سے میری پاک ذات احجار الزیت مین انکے حق مین صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہین باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہین حالانکہ مین قریب موت کے پونہچا ہون اور میرے مین کچھ علامات مہدویت کے نہین ہین اور فرقہ
کیسانیہ روافض مین سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ انھون
نے وفات نہین پائی ہے بلکہ کوہ رضوی مین مدہ مخفی ہین اور دو شیر دشمنون سے انکی نگہبانی کرتے ہین اور دو چشمے شیر و شہد کے
اونکے پاس جاری ہین وہ نمین سے اپنی غذا کرتے ہین آخر زمانے مین نکلینگے خرابی عالم کو صلاح و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
نے کہ وہ شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات عربی مین کہے ہین جیسا کہ مہدویون جونپوری مین مہری
شاعر نے دیوان مہری لکھا ہے کہ بالوزن و بیتون سے دین کو ثابت کرے اور صفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان مین ثابت ہے اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدیت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب بمہدی جو تیسرا خلفاء بنی عباس کی مہدویت کے قائل ہین حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و جابر تھا القصہ جیسا کہ ہمیشہ حال اوس کا بد اخلاق و خلق علامات اپنے مہدی کا [illegible]

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق
مین دعوی تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی رکھتے ہین اور تا دم مرگ وسکے اصرار پر دعوے کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور نصرتین و بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کہ اون
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کرتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کرسکتے ہین اگر
کہین کہ اونکے اخلاق و خوارق کا تواتر ممنوع ہے ہم کہتے ہین کہ ایسے ہی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہے بلکہ خود تمہاری کتابون سے اونکی بدخلقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین پس ضرور رہا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان و مظنونان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع
بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہے کہ بقول شخصے نہ خویش انگذارم نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عندیے مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسے ہی اپنے معتقدین مہدویون کو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ انصاف نامے کے
باب یازدہم مین لکھا ہے کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہے اور چار پہر ذکر کرنا یہ ذکر مشرکون کا ہے اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہے کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک
ہے اور پانچ پہر ذکر کرنے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہے فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوئے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑ گئے کہ یک قلم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل و سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب و اشغال دنیوی
کے ساتھ مداومت ذکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہے ورنہ کسب کہ پیشہ انبیا ہے اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بموجب فرمان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین موجود ہے چنانچہ
بدخلقی ہشتم مین مذکور ہو چکا کہ میران نے فرمایا ہے کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا مراد ہوا اور انہین مین مشغول ہووے وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہووے وہ بھی کافر
ہے انتہی حالانکہ یہ تمام اشیاے مذکورہ بالا اس قوم کے ادنی و اعلی پاس موجود رہتی ہین اور ترکہ پاس و حیا پاس

بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری مسلمانون کو فقط کافر نہین بول گئے ہین بلکہ اپنے مہدیون کو بھی کافر و مشرک و منافق ٹھہرا گئے ہین

مفقود ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران باہر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون
مین کوئی ایک آدھا اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا
یہ وارد و دستی بچانے کے واسطے یہ داؤن نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے آکر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان مع متاع آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اوسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آپونہچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جسمین بندے کو قدرت کرنے نہ کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی ملائکہ موت جبرًا
اوس سے دنیا چھوڑ والتے ہین کہ نہ یہ دولے بہ بندش اسنے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ اور فریب ٹھہرائے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کر کے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدیکے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدیکے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک و توبہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین ہی
کہ سیدن میان صاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے قسم گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور باین ہمہ
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خدا تعالی کو دیکھے گا یہ غرور و فریب وعدہ نفس ہی کہ اوسکو بہکا رہا ہی اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زیرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ ان آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین کہ عمر گذاری جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین رہوگے اوسی حال مین مروگے اور جس حال مین مروگے
اوسی حال مین اوٹھائے جاؤگے اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا
حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہی ہمنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سیدین میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین
نامقبول ہی یہ پچھلے پیرزادون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہی علاوہ یہ ہی کہ باب اول عقیدہ پانزدہم مین مذکور
ہوچکا کہ اونکے مہدیکے نزدیک ملن سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہی پس بعد ترک مذکور کے بھی ہجرت نکرنے کے سبب سے
منافق رہے غرض کہ مہدوی لوگ ہرچند کہ اپنے مہدی پر پھول رہے ہین لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی
نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہوچکا سبحان اللہ
ازینجا رانده واز انجا مانده غرضکه گرد خویش آید و پیش خطا خود انھین مہدیون سے ہوئی کہ ہمارا دین آسان سہل
انھون نے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنیفیۃ السہلۃ البیضاء یعنی لایا ہون
مین تمہارے واسطے دین ایکطرف والا آسان روشن اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہین کی تمپر دین مین کچھہ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے
خلق خدا پر رکھی ہی کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف
حدیث و قرآن ہی بدخلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتّا رکھتے تھے حالانکہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے
اور نہ گلہ گوسفند غیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتّے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتّا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہی اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی کہ جس
گھر مین کتّا ہوتا ہی فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتّا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما
نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبًا الا کلب
ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے کتے مواشی
یا شکار یا کھیت کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط مانند دانگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی مقدار
اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ کسقدر ہی اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل
الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتونکا سوائے
کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار وحی اور ملائکہ رحمت کے اوترنیکی جاے ہی اور کتے
مانع ہین نزول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر اطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوا اسکے بہت احادیث
اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہی اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیاے
کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نہ تھی کہ بے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی بیا رفیق بنائے ہوے پھرا کرین

جیسا کہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی بزرگیان
اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدی کے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے
ہین رسالہ حجۃ المنصفین مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اوترتے تھے کتا بھی اوترتا
تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور موذن غیرتمند اس کتے سے تنگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ
کتا ہر روز صبح کو دو زانو بیٹھکر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نکھاتا تھا
اور اوسکو کبھی سوتے نہ پاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا کہ سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی
اسی سبب سے بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر جہری اور ولی یوسف وغیرہما کے اپنی تصانیف مین تمنا
کرتے ہین کہ مہدی کا کتا ہووین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہووے اور اتنا نہین سمجھتے ہین
کہ خدائے عالم کے کتون کا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتے کو کون پوچھتا ہے
اب ان دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدی کا جو وقت اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہے آواز بشری تھی
یا عوعو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی ندا
تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ پانیمین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی
بہرے نے بوجھی اور اس صورت مین موذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ موذن بشری کیون گھبرا کر غیرت سے بیدار
ہوتا تھا یہی سگ خوش الحان مسجد مہدی کے واسطے موذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عوعو تھی
تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین اسمین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کتے نے
بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو اسقدر بڑھایا کہ موذن مہدی پر کہ بلاشبہہ صحابی مہدی کا تھا
اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پر مہدی کی ایسی تاثیر پڑی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی دیکھکر موذن مہدی شرماتا
تھا کہ تنگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گیا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی
مہدی کا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کتے کے
برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدی کی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگہ یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سگ پروری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود
مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لالہ نام ایک روز بی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کہتا ہوا اوسکو مارو لیکن وہ کتا نہین ہی بی بی نے کہا کہ میرانجی یہ بھائی کالو کے بجا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی غرضکہ
یہ سب خوبیان علم وعقل نہونے کی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بد خلقی ہنیر دہم یہ کہ شیخ جونپور حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود فرضیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبے کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک وزرا یکسان پاپیا
وہان نے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاؤن گی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو
اوسنے بعد چند روز کے پھر آکر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسے ہی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے لیس خوردہ بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت مہدیکو
انکی اولاد و خلفا نے بسر وچشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ متعلقہ حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈال دیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرۂ دلاور کہ قبلۂ موروثی و آبائی
تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان ولی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرۂ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج تمہارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان
وخیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا
سمجھا ہی کہ وہ حجرۂ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خداے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرۂ دلاور کعبۂ شریفہ سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرۂ مذکور مین
خداے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بناتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا
کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دربار تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دربار بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہی اوس بزرگ نے فوراً توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

بد خلقی ہنیر دہم شیخ جونپور اور اونکے فرزندے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت اللہ سے
منع کیا اور تین چکر حجرۂ میان دلاور کے معاوضے مین حج کے مقرر کر دیے اور آیات
و احادیث کے خلاف کیا

اور ملا فیض اللہ معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پونہچا اور وہان چند روز توقف کیا ایک روز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اوسوقت ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوس مین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی کہ اور ایک آواز ہوا کہ ای عبد القادر مین تیرا پروردگار ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ دور ہو ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبد القادر تونے بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی دیکھیے ائمہ حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی یہان جب انکے مہدی نے شروع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانتے کہ یہ کرشمہ شیطانی ہی اگر ذرہ بھی دین کی سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون پر قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف آنے کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف مین جو ابی امامہ کی روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاهرۃ او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیا وان شاء نصرانیا یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہے دلاور کے حجرے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم آلہی ہوا کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
اونگلیان رکھکر چارون طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایہا الناس تمہارے رب نے ایک بیت بنایا ہی اور تمپر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہی اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہی اور یہ کہین نہین ہی
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین ایک لاور فقیر ہوگا اوسکے
جھوپڑے کا طواف کر لینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت اللہ کے
حج مین وارد ہین کہ اون سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بد خلقی نعوذ باللہ یہ کہ یہی
میان لاور کہ جنکے حجرے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہی شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثری تک بیسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین دانہ رائی کا +
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہی حالانکہ یہ لاور اپنی غیب دانیان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوسی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان لاور مراقبے مین بیٹھے تھے دل مین آیا
کہ رام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسی وقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے
یاد کیا ہی لیجاؤ ملائکہ نے اونکو ویسی سلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان لاور نے متوجہ ہو کر سبب اونکی گرفتاری کا
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مار کر روے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت [illegible] مقصود نتھا سب ضائع ہوئین
اب اس عذاب بد مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہی جب نظر خداوندگار سے غائب ہونگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہی فرمایا انکو عذاب زمہریر کا ہی کہ
بعضے درکات سردی کے ہین اونکا نام زمہریر ہی انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان لاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صاف وارد ہی کہ جن کو بھی عذاب آتش ہی چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہی قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس کی کہ جن جو آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہی کتاب بستان المحدثین
کی فصل تیسری اصل جن مین موجود ہی یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدوی جسکے

حق مین کہے کہ اوسکو عرش سے فرش تک مانند دانۂ رائی کے روشن ہی اوسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جن کو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورۂ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کو يلد يولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا واہ وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بدخلقی بستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اُسکو مرید کیا عبد الرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اُسکی پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس خدا سے بجد ہو کر علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الہی نہیں پھرتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلا اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہو گیا تو وہ سنت الہی آج تک خطا و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان تھا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصۂ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ دامن کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اُسکا آدمی ہین کہ دختران بازدہ سالہ
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذو القرنین وہان پونہچے ایک دختر کے ساتھ اوسمین سے خواہش کر جماع کیا
اوسدن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو پس دو انگلیان
عبد الفتح کی آنکھون پر رکھدین اور بعد نکلنے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو اوسی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اسطرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پونہچا اُس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کر کے زنجیر توڑا کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ اون لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى یعنی اے آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک نر اور ایک مونث
سے یعنی آدم وحوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہے اور ولایت مین اتفاق
ہے وہ بغیر نکاح دختر فغفور چین سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کوہ قاف کے پرے لے کہان ہے
وہ بہشت ہر اعلی وادنی کو معلوم ہے کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہے اسواسطے کہ بانی اسکا شداد
بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے پس اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اس
عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولی اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ
کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہے اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضر موت کے رہتے تھے
اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہے اور عاد اولی کہ بانی شہر ارم ہین مساکن انکے
قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جاے فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورۂ نجم مین کہ اَهْلَكَ
عَادًا الْاُوْلٰى اور دوسرے سورۂ فجر مین کہ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصیل اوس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہے اب اگر کوئی مہدوی
صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کے دور مین مربع الجوانب
تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہو کر پانسو
گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے
شداد کے نظر سے آدمیون کے غائب ہو گئی ہے شاید اوڑ کر کوہ قاف کے ورے یا پرے پہونچ گئی ہو اور میان
نظام کا کشف سچ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہو سکتی ہے نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا
خیال خام ہے اور وہ مکان اوسی سرزمین مین موجود ہے چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ
عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک دن اوس نواح مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا یہ اوسکے
پیچھے دوڑے اور متصل شہر ارم کے پونہچے اللہ تعالی نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا بمجرد دیکھنے اوسکے منارات اور
دیوارونکے مدہوش و مبہوت ہو گئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہے شاید عالم معاملہ مین
مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہے جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن
شہر مین کوئی شخص نہین ہے تھوڑے سے جواہر و یاقوت کہ صحن کوشکون مین رکھے تھے چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی سے
خوف کر کے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہ اوس وقت کے

بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کا ارم میں

خلیفہ سے یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہی یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہی اور
علامات اوس مقام کے مجھکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلے پر ہی اور اوسکی دوسری جہت مین
فلانہ درخت ہی اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہی اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھا لایا ہون میرے پاس
موجود ہین خلیفۂ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہی
کعب احبار وغیرہ علما نے جواب دیا کہ ہان ہی اور قرآن مین اوسکا ذکر ہی کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الآیۃ اور اللہ تعالی نے
اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہونچیگا جب معاویہ نے
یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہی چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف
اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہی **بدخلقی بست و یکم** [۲۱] یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین
تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی اور اثبات اس دعوے
مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے
ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اونکو
مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہی کہ میان ولی یوسف رسالہ الحجۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک وزیر میران کو ملے سے
ایک دندان بار دو چار فندان پشمین کا مانگے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب
چہارم مین لکھا ہی کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے
فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہی اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو
ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہی کہ واسطے جنگ و جدل ایک دانت بھی گرا دیا
اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم بے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا
اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقۂ دائمہ آنحضرت کا تھا اوسپر بعد
دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہی کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند
قرائن جنگ و تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا و حکمرانی بلاد و عدل و انصاف
بین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن و عادات حضرت سید کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی قاصد ادای سنتون کا
ارادہ نکیا ایسی با وجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سوا اسکے اور بہت سی سنتین انکو نہین متروک ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے
آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہی حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی
کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے
سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو مونہہ پر پھیر لینا چنانچہ ابوداؤد
مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظهورها فاذا فرغتم
فامسحوا بها وجوهکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس
جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردهما حتی یمسح بهما وجهه یعنی تھی عادت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک
کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرۂ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین
ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعهما ع وان یکون
رفعهما حذو المنکبین د مس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی
یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابوداؤد و احمد و حاکم نے
اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل
الآخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی
فرمایا درمیان آخر رات کے اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت
دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت رسالت کی ہی اور اس باب مین احادیث
صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہوسکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت
انبیائے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع
اونکی والدہ کے بامر الہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے
بیت اللہ کی طرف مونہہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ
الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

دعاؤن مین ہاتھ اوٹھانا زمانۂ آنحضرت سے ہمیشہ معمول رہا

سنت ابراہیم بھی ہی اور منشأ غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ
کے کہ ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان لا يرفع يديه في شيء من دعائه الا في الاستسقاء حتى
يرى بياض ابطيه یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھہ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھہ اوٹھانے کی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت نے سوا استسقا کے ہاتھہ نہین اوٹھائے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ
ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھہ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حصر وشمار سے
زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین
اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے
نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے
والے مواضع کثیرہ مین کہ جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر نہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل
ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ ودوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین وارد ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بیہقی نے تاویلات
اوس روایت سے کے ہین کہ جسمین سات مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ضمن مین حدیث طویل کے
مذکور ہی کہ ایک دن حضرت بنی عمرو مین کچھہ نزاع تھا اوسکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے
مراجعت کی دیکھا کہ ابوبکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوگئے
جب ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابوبکر
يديه فحمد الله ثم رجع القهقرى یعنی پس اوٹھائے ابوبکر نے دونون ہاتھہ اپنے پس حمد خدا کی بجالائے پھر
پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نہ رہے کہا
کہ نہین لائق ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خبر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب
حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین
باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کھیتی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبراکر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ الله اكبر خربت خيبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح

الملک دین یعنی اللہ اکبر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کفار کی غرض کہ
اسقدر روایات ہاتھہ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس ثابت ہوا کہ ہاتھہ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہے کہ انبیاء سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب دعا کرے ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہے اور
چونکہ دعا بعد نمازون فرض کے مستجاب تر ہے جیسا کہ ترمذی او نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھہ اوٹھانا مسنون ہے اور عمل مہدویونکا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیاء یہ بھی ہے کہ بکریان
چرانا چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال
وھل من نبی الا وقد رعاھا یعنی کہا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہے اوسنے بکریان چرائی ہین انتہی
اب دیکھے کہ شیخ جونپور باوجود دعوے اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہارم ہم اوپر خلقی
ہم مین مذکور ہوچکا کہ حیوانات و زراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپور کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سوائے کرام کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لاسکتا ہے یہان تقدر نمونے کے اسی ہی پر اکتفا
کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و اندکے دلیل بسیارے ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انہین اخلاق مخالفہ کے بیان
مین ہے اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہے تتمہ خلفا و توابع شیخ کے
بعضے احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بیان مین منہا انصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہے کہ میان
علی دھولنے نے شہر ناگور مین بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے
سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کردیا اور پسر و دختر متوفی مذکور کے دھولنے مین موجود تھے انکو کچھہ نہ بھیجا
اور قصبہ برلی مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھہ مارا گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکہ اوسکا
سپرد کردیا خوندمیر نے سنکر کہا کہ نیک نہ کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت و جہاد کرین تم مین سے
ہونگے انکے ساتھہ حق صلہ رحم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے کہ اول ایک شریعت تازہ یہ تراشی
گئی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہے حالانکہ فرض یہ ہے کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جبتک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہے ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھہ ضرور نہین ہے بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین
دوسری بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا

ہجرت کرکے پھر اوسمین کی حکومت مین گجرات وسندہ وغیرہ مین رہتے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی ملک وحکومت مین دوسری بستیون مین متوطن ہوے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک اختراع تازہ یا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن وخانہ خود ہی کا
چھوڑنا اور ایک یہ اخانہ دوسرے مقام مین بنانا مرکوز ہوتا تھا اول یہ ہجرت مین اسلامی مین فرض نہین ہی بلکہ
ممنوع ہی کہ لا رهبانية في الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار واجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات
دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابۂ کرام ہجرت
کرکے مدینے مین انصار کے پاس آئے تو حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب
اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اوسکے اہل قرابت کو کچھہ نہین ملتا تھا بعد اوسکے
یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض انکے اولی ہین ساتھہ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین
مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی روسے بہتر ہی اس سے کہ مومنین اور مہاجرین
بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس روز سے آج تک یہ حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر
چاہتے ہین کہ اس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن وحکم خداے جاودان
کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق
مقرر کردیا اور انکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیہ اور انھون نے
اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات واحادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین
اوس سب کے مخالف کیا اور کسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر
صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا
کہ بجز قوت ایک روز کے کچھہ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ تبرکات
ان کے پاس نکلتے تھے ایضاً ایک روز عالم میان مصنف رسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پہونچا میان لاد خلیفۂ مہدی نے اپنے مرید عبد الملک سجاوندی کو
اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہوکر کسب وشغل درویشی مین پڑا ہی تمام علوم

فراموش ہوگئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جو بات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح
حاضر ہو کر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار اسیطرح پر تمام لکھی گئی انتہی بندہ کہتا ہی کہ یہ دعوی میان ولادر کا
سراسر غلط ہی اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہین چنانچہ
اس رسالے مین مواضع متفرقہ بعضے اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوئی ہوتین
یہ اغلاط اوسمین کیون واقع ہوتین علاوہ یہ کہ اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح حاضر تہین اخفش کی روح کو کیا سرخاب کا پر لگا تھا
کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحویہ کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہی چنانچہ بطور
نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہی عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی جو مہدیہ مین ہی یہ ہی فان قیل حدیث
من كذب بالمهدي فقد كفر صريح في ان انكاره كفر فالجواب على التنزل من ان الحديث
احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا يفيد الا الظن فلا يجزم بكفر جاحده بهذا الحديث
ان الحديث انما يدل على وجوب اعتقاد مهدي ما لا المهدي المعين انتہی اس عبارت پر سجاوندی
صاحب فہم و کشف و خرق اعتراض کرتے ہین باین عبارت قلت والاولى ان يقول لان الحديث باللام
الجارة ليكون علة لقوله فلا يجزم بكفر جاحده اوسع ان الحديث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہی
کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہی اور اوسمین کسیطرحکا اغلاق نہین ہی مہدویون کے علما
بالعمد سجاوندی صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطاے فاحش کی پس کجا ارواح ایمہ علوم اگر کوئی
بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھ سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہی اور ان الحدیث اوسکی خبر ہی فلا یجزم کی علت نہین ہی
اور من ان الحدیث متعلق ہی تنزل مصدر سے و مبتدا ے مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہی ورنہ متنزل منہ کون ہی
اور حرف من اوسپر کیون ہی ایضاً سید محمود بن خوندمیر نبیرہ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویون کے خاتم مرشد اور حسین
ولایت ہین انصاف نامے کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ انھون نے معاملے مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس
خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہی اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے
کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نکرکے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے
بیشک کمال تہاون اور بے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا چہ جاے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن
فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھرتھراتے ہین اور اوسکے ہر امر موکد وغیر موکد کی

بجا آوری کو موجب فخر و نجات جانتے ہین اتنا بڑا کام آپ کرنیکے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول بالاختصاص کو فرما کر تشریف بخشے اور وہ اسکو میران پر پہنچکین اور میران اطیعوا اللہ
پر عمل کرین نہ اطیعوا الرسول ولا تحمل نسما آتیکم الرسول فخذوہ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھکر اپنے بیان کی
جو کرو ہے بطور رسول پس لیوے تم اوسکو
ایک نیچے پر ڈال دیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ یا نسخہ ان اللہ سریع الحساب و یحاسبکم
بہ اللہ و کیے شاہد ہین کہ حساب مخلوقات کا م خالق کائنات کا ہے اور انکو کشف ہووے کہ نہین کام میرے باپ کا کون
مجرات کا ہے اور احادیث شفاعت دال ہین اس بات پر کہ تمام انبیا و مرسلین اوس قدر ہیبت الٰہی سے تھرا رہے ہونگے
کہ سواے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرأت نکر سکینگے کہ کسی کی شفاعت مین ہان بلا کر اوسکا حساب بجوع کروا دیوین
اور حضرت خاتم الرسالت مقام محمود مین ایسی ہو خواست کے واسطے کہ خداوند احساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجدہ پڑے ہونگے تب ونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند داور آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث مین کہین مہدی کا نام و نشان بھی نہین ہے چہ جاے اسکے کہ شیخ جونپوری انکی مہدویت کو بھی ثبوت
نہین ہے کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کروا وین کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا
ایضا اوسی باب مین لکھا ہے کہ اونھین میان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مینے اس عالم سے عروج کیا اور عرش و کرسی
گذر گیا وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالیٰ کے سامنے بعضے اصحاب مہدیکے اپنے سرون کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین وس جا جو کچھ حضرت رسول خدا کو کھلائی تھی مجھکو بھی کھلائی کقولہ تعالی
ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ الی وما طغی انتہی رسول خدا کو یہ ناچ اور دستک کی کہان کھلائی گئی تھی جو کہ تمکو کھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس مین ادھر ہوتا ہے اوسکے ادب سے بھانڈون وغیرہ کا
ناچ موقوف کروا دیتے ہین چہ جاے کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے دراز ریش و المعیان ہلاتے بال
بکھیرے ہوے دھما چوکڑی مچاوین و تالیان بجاوین استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی پاس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمھارے مہدیکے عہد مین اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا بتانا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالی کی شان لہو و عبث سے منزہ ہے لو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذناہ
من لدنا ان کنا فاعلین بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق ولکم الویل
مما تصفون و افحسبتم انما خلقناکم عبثا الایۃ اور اگر اپنا کچھ کمال تبلانا منظور تھا تو یہ ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہے اگر اسیکا نام کمال ہے تو تمسے بڑھکر بھانڈ لوتوال و رقاصین اس فن مین کامل ہین

خدا کے پاس اوسکا کمال پوچھا جاتا ہی غلو و لعب کا ع اندر رہ حق جملہ ادب باید بود + ایسا کچھ ہے کہ جب اس خاندان کے
پچھلونکو ایسی موہوم معرفت کی معراج ہوتی ہی اگر انکے ناناکے واسطے بھی کہ بمنطوق ع ای بادِ صبا این ہمہ آوردۂ تست
کے یہ سب کرشمے اونہین کی بدولت رنگ پکڑ لے ہین دعوی معراج کا کرین کیا عجب ہی چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مؤلفہ ۱۲۳۳ھ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ایک رات
ثلث شب کے وقت ندا سے ہاتف ہوئی کہ ای بندے میرے تم باذنی اور میری طرف نقل کرو پس بی بی ملکان کے گھر مین سے
نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک نشد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہنچے پھر
بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین و اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھی اور بہشتین اور فلک ہفتم منوب وزینت
آراستہ تھے کہ اتنے مین روح کلیم اللہ کی آئی اور میان سلام اللہ نے کہا کہ موسی ہی موسی ہین پس موسی علیہ السلام نے طمانچہ
اوٹھایا پس مہدی نے کہا کہ ای کلیم اللہ عفو کرو پھر سلام اللہ سے مستغفر ہو کر کہا کہ یہ تمسے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے
اور دیدار جل جلالہ سے مشرف ہوئے فکان قابَ قوسَینِ اَو اَدنٰی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود مین یہ کلام
ہوا کہ یرضی عنک الرحمٰن انک ماحی البدعة والطغیان ومحی السنن والایمان من یراک له
الامن والامان ومن امن بك وجب علیه الغفران ومن انکر بك حقت له النیران تو میری
درگاہ مین آیا کیا لایا ہی عرض کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہون اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو
پہونچا دیا جو کہ روز ازل مین مومن تھے مطیع ہوے اور جو کہ روز میثاق مین ہالک تھے گمراہ رہے پس جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خلعت ہوے تھے مہدی موعود کو بھی ہوے اور اوسی شب مین اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرض کہ ان خرافات
کی کچھ انتہا نہین ہی آدمی کہانتک اوسکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی نہ چاہئے ہی اسواسطے کہ اہل فہم و دانش کو
بادی النظر مین اونکا بطلان مثل نور روشن کے روشن ہو جاتا ہی اس سبب سے یہان اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے
زیادہ شوق مطالعے کا ہووے ابواب اربعۂ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے ماثقی اقوال و افعال ہر باب کے
آغاز مین جمع کر دیے گئے ہین کہ اون سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہی اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام
کتاب بیان اخلاق مخالفۂ ان بزرگ مین ہی کہ جس سے انکا کذب و بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہی کیونکہ جس شخص کے
اقوال و افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہووین اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین
ہوتی ہی بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ صدہا احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین
لازم آتی ہو تکذیب واجب ہوتی ہی علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق و دیگر عقاید باطلہ

اور نا اوسکے اقوال کا ذہر کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چار سو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر رتبے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیا و مرسلین سے افضل جاننا اور روییٔ کلام الٰہی و وحی کے اوسکے حق مین قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہین تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے مین آدمی کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہی پس کہنا عالم میان کا آخر رسالہ معارضہ مین کہ لو بالفرض موافق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعوی خطا بھی ہو تو بھی اہل اقرار تصدیق پر شرع شریف سے کیا الزام و ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض اور سخن ابلہ فریب ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر مین ہین بخلاف اہل انکار کے کہ اس مضرات سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہین یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ

## باب چہارم بیان

اون گستاخیونکا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و ائمہ اعلام کے کی ہین اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے گیارھوین باب مین لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری گلبرگے کو آئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوے جوتیان پاؤن سے نا اوتارین اور اندر جاکر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے ہمراہیون نے پوچھا کہ سبب دیر کا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار مع جوتیون کے اونکی قبر کو روندا تا کہ گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا کہ اون سے حیات مین صدور پایا تھا اوسکی نجاست سے پاک ہو جاوین اور اسکے ساتھہ یہ بھی بولے کہ انکو اللہ تعالی نے مرشد زمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انسے طالب حق نہوئے اونسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوئے کیون تحقیق حق نکی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق انسے پوچھتا ہی کہ یہ کشف تمہارے مہدیکا موافق شرع اطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کسو اسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود بھی یہ بات بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ جہان رعایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نبولا چاہیے اور معلومات تمہارے تو وہ ہین پڑین کہ خلاف شرع محمدی کے کیا تمنے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیون اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدون کے واسطے رستہ ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کرین چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے کہین جاتے تھے راہ مین ایک قبر کہنہ نظر آئی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اے دلاور اپنا پاؤن اس قبر پر رکھہ کہ تیری جوتی کی گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جا پس اونہون نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آئندہ مغفرت کا حال خدا جانے تعقیب فی المحال مین تو کوتاہی نکی اور اگر یہ کشف مہدیکا موافق شرع اطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

کہ کسی جانشار عے نے زیارت قبور کا یہ ڈھنگ ٹھہرایا ہی بلکہ اسکے خلاف آیا ہی جیسا کہ سنن ابن ماجہ مین آخر مین ایک حدیث
طویل نقل کی ہی کہ فرای رجلا یمشی بین المقابر فی نعلیہ فقال یا صاحب السبتیتین القہما یعنی
حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو کہ جوتیان پہنے ہوے مقابر مسلمین مین پھرتا تھا پس
فرمایا کہ ای جوتیون والے پھینک ان جوتیون کو اور عبد اللہ بن عثمان نے کہا کہ یہ حدیث جید ہی اور یہ حدیث سنن
ابی داود مین بھی مذکور ہی اور ابن ماجہ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان امشی علی جمرۃ او سیف
او انصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم وما ابالی اوسط القبر قضیت
حاجتی او وسط السوق حاصل یہ کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ چلنا میرا آگ پر یا تلوار کی دھار پر یا سی
لینا جوتیکو پاؤن سے اچھا ہی میرے نزدیک اس بات سے کہ چلون مین قبر پر کسی مسلمان کے اور بیچ قبر کے یا بیچ بازار کے
قضاے حاجت بشری کرنا میرے نزدیک دونون برابر ہین انتہی ملاحظہ کیا چاہیے کہ اس حدیث مین حضرت نے
ان کامونکو اپنی طرف نسبت فرمایا کہ اگر مین کرون تو بھی بد ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ افعال نہ ایسا بد ہین یہ کہ اگر
کوئی بزرگ کرے تو مردود بخشا جاوے اور عوام کرین تو گنہگار ہووین بالجملہ قصدا جوتیون سے مسلمانون کی قبرون کو
روندنا ثابت نہین ہوتا بلکہ عقل سلیم بھی متحیر ہوتی ہی اسواسطے کہ واسطے مغفرت مقبورے کسود مکر جوتیون کی
خاک اڑا کر آپ گنہگار ہونا کیا ضرور تھا کیا بطور مسنون پاس قبر کے کھڑے ہو کر سلام و دعاے آمرزش کافی تھی
باقی رہی ایک دربات کہ فائدہ جلیلہ ہی معیہ کہ مہدویون کی تقریر سے معلوم ہوا کہ سید گیسو دراز نے دعوی
مہدویت کا کیا تھا اوسکے کفارے کے واسطے یہ پامالی کی گئی اب انسے پوچھا جاتا ہی کہ تمھارے نزدیک دعوی
البتہ غلط تھا اور خواجہ گیسو دراز تمھارے مہدی کے حسب الاقرار بھی مرشد زمانہ اور کملین عصر سے تھے پس معلوم ہوا
کہ کاملین بھی باوجود جلالت شان کے خطا سے معصوم نہین ہین بلکہ کبھی ہو گا کہ دعوی مہدیت کا کر بیٹھتے
ہین اور تا مہدی گری ہو سکین رہتے ہین اور تائب نہین ہوتے بلکہ عالم برزخ مین اسکے تدارک کی فکر کرتے ہین
ورنہ معلوم ہی کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اگر تائب ہو گئے ہوتے کیا حاجت تھی اس تگ و دو کی
پس ایسی اگر سید محمد جونپوری بھی بالفرض اگر ولی ہون اور ایسا دعوی کا پائے ہون اولیا اوس عالم مین منفعل
ہوتے ہون کیا عجب ہی اب جو صاحب سراج الابصار اور تمام مصنفین انکے سلف سے خلف تک عموما چاہتے
ہین کہ جب ایک شخص مین مقامات ولایت اور خصائل اخلاق پیغمبرون کے مانند ثابت ہوے محال ہی کہ اس سے
خطا واقع ہووے اور ازالہ اوسکی خطا کا نکیا جاوے مثل پرکاہ کے اوڑ گیا دلائل محمد معہ علی فرنگ و ہم شہدا پہ الملامت کے

چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی نے ایک روز مقام فراہ مین اپنی بیٹیہ کی طرف پھر کر کہا تم بھی ہمسے نہین ہو
تم بھی ہمسے نہین ہو تم بھی ہمسے نہین ہو تم بھی اس جماعت مین داخل ہوبارے انہون نے پوچھا کہ میران جی یہ بات
کس سے کی تم نے بولے ارواح سات سلطان یعنی بایزید بسطامی ابراہیم ادہم شیخ شبلی حضرت عبدالقادر جیلانی
سلطان سنجر ماضی عبدالخالق غجدوانی ابو سعید ابوالخیر کی حاضر ہوکر آرزو کرتی تھین کہ کاش ہمارے وقت مین
ہوکر ہمارے فیض ولایت سے بہرہ یاب ہوتی اس لیے مینے جواب دیا کہ تم بھی ہمسے نہین ہو ہمارے گروہ مین داخل ہو
سوم شواہد الولایت کے تینتیسوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی سے معجزہ تنبیہ وانتباہ یہ ہوا کہ جب جہاز پر سوار
بیت اللہ کو جارہے تھے اونکے ایک مہاجر کے دل مین گذرا کہ راستے مین سیرانجی سے فلانے ولی کی زیارت
چھوٹ گئی اگر کرلی ہوتی تو اچھا تھا مہدی نے اس خطرے پر مطلع ہوکر تند نگاہ سے دیکھا اور کہا کہ دیکھو
کیا دیکھتا ہی کہ تمام اولیاء اللہ کہ ہندوستان مین خون مین سیان جانکی گندھون پر ڈالے ہوئے کھینچے چلے جاتے
ہین مہاجر مذکور دیکھکر شرمندہ ہوا اور مہدی نے کہا کہ پھر ایسی گستاخی نکرنا چہارم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ
دلاور خلیفہ مہدی کی عورت خوندبوا پوتی حضرت شاہ عالم بن قطب عالم بن محبوب عالم کی ایک روز شاہ دلاور سے
پوچھنے لگی کہ تمہارا خادم یوسف کہان گیا کہ آج پانی نلایا کہا بی بی نام میان یوسف کا نلے دبی سے کیون لیا عورت نے
کہا کیا ہم سے عالی مقام ہی کہا ہان کہا ہمارے باپ سے بھی کہا ہان کہا شاہ عالم سے کہا ہان کہا قطب عالم سے
کہا ہان کہا محبوب عالم سے بھی بڑھ کر ہی کہا ہان اگر چاہو تو دیکھ لیو پس دو انگلیان اپنی بی بی کی آنکھ پر رکھنے
ساتھ اون پر منکشف ہوا کہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی ایک تخت پر بیٹھے ہین اور یوسف انکے پاس
کھڑا ہی اور حضرت شاہ عالم اور قطب عالم اور محبوب عالم جس جا یوسف نے جوتیان اوتاری ہین کھڑے ہین
پنجم پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک ہی کوا ہلا یعنی پوریا او سمین بیلین لگ رہی تھین کی لوگون کے کھیتون سے بھگ
جاتی تھین ایک مہدوی بطمع لکڑیون کے اوس مین کودا اور بیلون مین اولجھکر ڈوب گیا اور عبدالفتح مہدی نے
کہا کہ مردار مرا ہی کھینچ کر پھینک دیو میان ولی مہدی نے دفن کرادیا جب کہ اسکا شاہ دلاور پاس گیا کہا کہ خدا تعالی نے
اوس مردے کو مقام بایزید بسطامی کا دیتا ہی وہ قبول نہین کرتا ہی کہ یہ مقام میرے کب لائق ہی مین تو مہدی کے گروہ سے
ہون عبدالفتح نے سنکر کہا کہ یہ بھی تعالی کی دکان ہی کہ میان لاد جب راضی ہوتے ہین کسیکو مقام انبیا کے
بخشتے ہین اور کسیکو مقام اولیا کے بخشتے ہین کہا ہان سلطان خزانے ولایت محمدی کے مہدی نے حوالے میرے کردیے
ہین جسکو جو اچھا معلوم ہوتا ہی سو کرتا ہون فقط حیرت کا مقام ہی کہ جس قوم کے پاس دائرہ یعنی تکیہ سے باہر

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف دائرے کے آگ سمجھکر ابتدا اوسکے بدست و پا بیٹھے رہنا اور تینون قسم کا سوال یعنی حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی مین قابل شمار و قطار کے نرہے اور اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ مین مسطور ہی باوجود اس سب باتون کے اگر ایک شخص ان مین سے پرائی بیل ور پھل بہتے ہوئے دیکھکر غایت حرص و ناعاقبت اندیشی سے ندی مین کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پہ فدا کرکے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین ہین اور کاملین امت انکے حق مین فرماتے ہین کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکۃ ملے اور وہ اپنی حسن خدمت کے لائق نہ سمجھکر خداوند عالم کی حضور مین بپھیر بھار شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار مین برابر نہین ہوئی جانتا تھا کہ خدائے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا یا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قرآن شریف کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی یعنی مین تم مین سے کسی محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھ کر بدلا ملے گا ششم شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک وزرائے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله جواب دیا کہ ہان سید عبد القادر اپنے وقت مین صاحب مان ہوگئے ہین چنانچہ شیخ ضنعانی کہ قدم انکا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکون کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبد القادر گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یون تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ کے میرے شانے پر ہین انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھون نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ رسولون اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے پھر اس منصب مساوات کو اپنے یارون اور مریدون کے واسطے تجویز کرکے اپنے واسطے عہدۂ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آئندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور بیجا معلوم ہوا اور ایک بات بھی اسمین سے یا ران کے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ موافق حکم خدا کے جاو دانی کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہی سو انکو ناپسند معلوم ہوا اسمین کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بنہایت صحیح روایتون کہ موافق شرط ائمہ محدثین کے ہین ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق سبحانہ فرمایا اور اسکے اعلان کے مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے سالکین نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرمائین گے چنانچہ تھوڑا سا

۴ ... بایزید بسطامی ... [illegible]

۵ اعتراض ... حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ... قدم ... گردن اولیا ... [illegible]

اوسمین سے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہی کہ عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ یہ جو باتین لکھی جاتی ہین یہ سب بواسطہ روایات
صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار مین مروی ہین لیکن یہان بواسطے اختصار کے
انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہی **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے مین** شیخ
ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجون نے سن چار سے چوسٹھ ہجری مین بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہی کہ زمین عجم مین
ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا سات کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے
کہیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے
اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضًا** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہی کہ ظاہر ہوگا ملک عراق مین ایک مرد عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبد القادر سکونت اوسکی بغداد مین کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ **ایضًا** اور شیخ تاج العارفین
ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگون نے
حال اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہی کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ بغداد مین برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اوس زمانے کے اولیا گردنین رکھ دینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم مین سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضًا** اور شیخ عقیل منبجی سے ایکدن لوگون نے پوچھا کہ اس زمانے مین
قطب الاقطاب کون ہی بولے مکے مین ہین اور مخفی ہین کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہین پہچانتا ہی اور عراق
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہی کہ یہان ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد مین اور خاص
و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہ کہیگا قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردنین رکھ دینگے اور اگر مین ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا **ایضًا** اور شیخ علی بن وہب کے پاس
ایک روز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہان سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو بسبب ایک مرد کے کہ ظاہر ہوگا تم مین سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہی کہیگا بغداد مین قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور
سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضًا** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے
کہا کہ مین بیچ سنہ پانسو تین کے بغداد مین خدمت مین شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اون دنون

اونکی صحبت مین تھے ایک وزآ گراون کے سامنے مؤدب بیٹھے جب اوٹھ کر گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اس عجمی کا قدم ہی
کہ اپنے وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہوگا اور مامور ہوگا کہ کہے قدمي هذه علی رقبة کل ولی الله
اور کہہ دیگا ونیگی اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین ایضا اور ابو سعید عبد اللہ نے دمشق مین ۵۸۰ھ مین
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور برفاقت ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول ہوا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیا اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اوس زمانے مین
بغداد مین ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ جب چاہتے ہین ظاہر ہوجاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہوجاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب ہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبد القادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نآویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھکر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھہ پوچھون مین سامنے بیٹھکر
منتظر اونکی برکات کا ہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پوہنچے وہان وہ ہمکو نظر نآئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھکر کہا کہ خرابی تیری اے ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہی کہ مجھکو اوسکا جواب نآوے مسئلہ یہ ہی اور جواب یہ ہی مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھہ مین بھڑک رہی ہی پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہی کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہ ہی اور جواب یہ ہی اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لو کیون تک تجھہ پر دنیا گرے گی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبد القادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبد القادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمھارے وقت کے اولیا تمھارے اجلال کے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہوگئے
اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبد القادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی بنکر روم کو بادشاہ نصاری کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت اور عاجز کردیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کلام غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان میں ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے لکھا ہی

کہ ابن السقا قاری جید تھا جبکہ بموجب خبر حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہوگیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال
مین شہر قسطنطنیہ مین دیکھا کہ ایک کان مین بیمار پڑا ہوا اپنے موتھ پر سے مکھیان اوڑا رہا ہی راوی کہتا ہی
کہ مینے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہی کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور مین دمشق مین آیا اور مجھکو سلطان نورالدین شہید نے جبرا خدمت بیت المال
وا وقاف کی دی اور دنیا میرے اوپر گری ہم سب کے حق مین غوث کا کلام سچ ہوا انتہی

## بیان اون اولیاے کرام کا کہ اوسوقت مجلس مین حاضر تھے اور اپنے سر انکو جھکا دئے اور اونکا کہ اونھون نے دور سے بطور کشف کے معلوم کرکے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیاے کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس مین حاضر تھے کہ شیخ علی بن ہیتی اور
شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان
موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز مکے مین ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو سلوی کہ رجال الغیب سیارہ سے ہین اور شیخ
مطر جمال رضی اللہ عنہم اون مین داخل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر عین وعظ مین علی
رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردن
جھکا دین بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر پھر دامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی
پر جب انکے مریدون نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مر کر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے اور
ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی رأسی علی رأسی علی عینی
اور حضرت کے صاحبزادون یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم سے
منقول ہی کہ ہمکو مشائخ متفرقین سے کہ اطراف و امصار بعیدہ مین تھے خبر پونہچی کہ اون سب نے اپنی گردنین
جھکا دین اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہی کہ جسوقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ حق عزوجل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے
لا کر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاے متقدمین و متاخرین سے حاضر تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور
مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائکہ و رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا مین صفین باندھے کھڑے تھے
اور تمام اولیاے روے زمین نے اپنی گردنین جھکا دین اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ ماجد کردی اور شیخ مکارم سے
بھی قریب اسیکے خبرین دین اور شیخ مکارم کی روایت مین یہ بھی ہی کہ علم قطبیت کا سامنے اوٹھایا گیا اور تاج

غوثیت سر پر رکھا گیا اور خلعت تصریف عام کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد مین سر جھکایا
یہان تک کہ عمال نے کہ خواص مملکت و سلاطین وقت ہین اور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبد القادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہی اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون اور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لو لوارمنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اونکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونہون نے فوراً جواب دیا کہ ای عطا میرا شیخ شیخ عبد القادر ہی
جسنے کہا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین تیئیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیپ مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم وعفا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اکا ایک
گردن دراز کرکے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبد القادر نے
فرمایا کہ قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر پڑی اور
شیخ عبد الرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بالا بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی اور شیخ محمد بن
عبد البصری نے بصرے مین حالت غطا مین قطع کلام کرکے سر زمین پر رکھ دیا اور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کرکے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر اور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
در باب آپ کی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله كم من شرب من بحار القدس وجلس على
بساط المعرفة آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منہم اللهم
اني اشهدك واشهد ملائكتك اني سمعت واطعت اور شیخ عبد الرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کرکے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابو عمرو بطالحی نے مقام بطالح سے
بطول طول ارض کے بغداد مین آ کر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے گئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطایح کو پہونچ گئے

## بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہی فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پر سر رکھدیا کہا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابوسعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا کہ کہین قدمي هذه علی رقبة كل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضو نکو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ اونکو نے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتی ہی اوس کلام کے کرسی پر جاکر قدم شریف اپنی گردن پر رکھہ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب کے اول فرمان برداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسدم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو کہ کہین قدمي هذه علی رقبة كل ولي الله مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے مین عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہو گیا اور شیخ ابوالکرم اکبر اور ابو عبداللہ ربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا اور راوی کہتا ہی کہ مین دن جمعے کے تیسری رمضان سن پانسو اوناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے مرید ہونیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک زمانہ دراز تک سایے مین شیخ عبدالقادر کے رہے اور اونکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب او نکو یہ امر ہوا کہ کہین
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جبسے اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے کے انوار اور برکات
علی تھوسے گئے انتہی ملخصا یہ جو کچھہ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے
بواسطہ روایات صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے مذکور ہی دوسرے ملافیظ مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جاہیے اور اسکے
اکثر روایات سے جو قید اولیاء ہمعصر اور اوس ملنے کی سمجھی جاتی ہی کچھہ مضایقہ نہین ہی اسلیے کہ متاخرین
مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہوونگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوس وقت مین موجود تھے جب وہ
سب ما مور اور سرنگون ہوئے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جاے باقی رہی اور اگر
کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و در اخل حساب نہین ہی
شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد * بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد * اب باقی رہا کلام مہدویون کے میان کے ساتھہ
سوان میان سے پوچھا جاتا ہی کہ آپ جو نے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا بہتر نہ تھا بلکہ
یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ عبد القادر جیلانی کو
یا خدا سے جاودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین ما مور اور مجبور تھے اگر یہ بات باوجود
ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہی کہ اونکو حق سبحانہ ایک حکم فرماوے اور وہ
بجا نلاوین یا بہانہ سمین اوس مستی اور کاہلی روا رکھین وہ تو یہ صفت رکھتے ہین کہ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ
اور مانند فرشتون کے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ کب اونکی شان سے ہی کہ
اللہ تعالی اپنے فضل سے عنایت سے ایک منزلت اور رتبۂ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہے کہ ملک و ملکوت مین
اون کی عزت بڑھاوے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف دکھاوے اور وہ اس نعمت عظمی اور موہبت کبری
کی قدر نسمجھین اور خلاف رضاے الہی کے کچھہ کا کچھہ بولین یون کیا تمنے اونکو اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میانکو حضرت ذو الجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ سامنے تجھکو مہدی
موعود کیا اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسہ شیطانی ہووےگا بعد مدافعت بارہ برس کے عتاب ہوا کہ ہم
سامنے سے حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھہ رہا ہی ہلاک ہو جائیگا باوجود اس عتاب کے ایک
مدت اور حیلے بہانے کرتے رہے کہ بارخدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار پر بھی ایک مدت گذری
جواب آیا کہ ہم سمیع اور علیم اور بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھہ رکھہ رہے ہین لکھتا ہی کہ پھر بھی نمانا اور اس حریف طرار

اور شاہ حریف مکار سے ایک ادر تقریر نکال کر آٹھ برس اوٹہا لا العیاذ باللہ سیچ ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر یہ قوم نادان پیرایہ دوستی مین کیا کیا اونسی رگ باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش اعتقادی جانتے ہین ؎ تراا ژدہا گر بود یار غار ٭ ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار ٭ اب آیا چاہیے شق دوم پر کہ اگر غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خداے جاودانی کو تو بھلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک طاقت ہی کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے شعر اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند ٭ عالمی را در دمی ویران کند ٭ طرفۃ العینی جہان برہم زند ٭ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ٭ ہست سلطانی مسلم مر ورا ٭ نیست کس را زہرہ چون وچرا ٭ بھلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ یعنی وس سے کوئی نہین پوچھہ سکتا ہی جو کچھہ کہ کرے اور اورون سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع بوستان کا تو بہت مشہور تھا کہ ع نہ ہر حرف او جاے انگشت کس ٭ اب یہ خیر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ جو تمام روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہو چکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلونپر منکشف ہوا کہ شیخ عبد القادر خداے عزوجل کی جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دیے یہ آپ کے روشن ضمیر پر بھی کچھہ کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون وچرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپکا ٹہرا یا غلط اور خطا ہو گیا اور اگر آپ پر اسمین سے کچھہ نہین کھلا تو وہ کلام آپکا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ میانجی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندے کو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات اور احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھہ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے انتہی اور دونون صورت مین بطلان مہدویت کا لازم آیا اسواسطے کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدی کو ہر قسم کی خطا سے پاک ہونا لازم ہی کہ يَقْفُو اَثَرِي وَلَا يُخْطِي اوسکی شان ہی

## باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین —

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی کے پاس ایکدن تذکرہ صفات امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھہ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا کہ اوسمین سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک حدیث اونکی

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہی ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ ایکدن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کانٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آ کھڑے ہوئے خدا تعالی کا حکم ہوا کہ ای سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتون کو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا چنانچہ نظام نے
تین دن تک وہ لباس بدلا اور تمام فرشتے بھی یہی رنگ اوٹھائے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایکروز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجرون کی جماعت مین آ کر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا ہو
میان دلاور کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ ہمنے
اور میان نعمت نے میدان توکل مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دوڑانے کی
یہی کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان وحدانیت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑا کر ایضاً پنج فضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ حیا مین ثانی عثمان ہین یہ نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایک روز انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤگے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
نہ بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ اوتارتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور ہمنے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی و رسل کے پاس پیدا نکیا یہ فقط تمھی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالتمآب کے چار یار ہین
مہدی کے بھی ہین پھر جبکہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہہ یہ بولے کہ زمانہ رسول مین نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضاً رسالہ بشارت نامے مین سالہ سید وسیان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدیکے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ مین انکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آیین محمد ملک معروف عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب واہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین و تبع تابعین قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کہا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الاویتی اور بی بی ملکان اور بی بی بھاون اور بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور انکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین اون مین سے دو صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے اون کے مرید و خادم بھی مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان لاو تمہارے پاس بھی ہون گے انتہی غرضکہ اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو اعلی اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیے چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور ملا دلاور و نعمت کو برابر امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہمرتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت کا اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین کوئی شخص نہوا اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

احادیث واکثار فضائل اصحاب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم میں

یہ سب لایت کے عہدہ دار بھی اصحاب و اہل بیت نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہین ہی اسواسطے
کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یہ اونکو انبیا و مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول پر کہ
جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین اور ذرا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین رعایت آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا صواعق
محرقہ مین لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان الله اختارني واختار لي اصحابا واختار لي منهم اصهارا وانصارا فمن حفظني
فيهم حفظه الله ومن اذاني فيهم اذاه الله تعالى یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین
میری پاس خاطر کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف
پہونچائیگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عیاض انصاری سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي واصهاري فمن حفظني فيهم حفظه الله في الدنيا
والآخرة ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله منه ومن تخلى الله منه يوشك ان ياخذه
یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب اور اصہار کے مقدمے مین پس جسنے میری رعایت کی اون کے باب مین
محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت مین اور جسنے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دارقطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظني في اصحابي ورد علي الحوض ومن لم يحفظني
في اصحابي لم يرد علي الحوض ولم يرني یعنی جسنے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین نہ میرے پاس حوض کوثر پر
آویگا اور نہ مجھکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
احفظوني في اصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے
باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتي اجرأهم على اصحابي یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ میرے

اصحاب سے زیادہ جرأت کرتے ہین اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد الله برجل من امتي خيرا القى حب اصحابي في قلبه یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھہ میری امت مین سے نیکی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل مین ڈالتا ہے اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانكم وشان اصحابي ذروا لي اصحابي ذروا لي
اصحابي فوالذي نفسي بيده لو انفق احدكم مثل احد ذهبا ما ادرك مثل عمل احدهم يوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہے میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو پس قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھہ مین ہے اگر تم مین سے کوئی شخص احد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر رتبہ نپاوے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما انه
لا يدرك قوم بعدكم صاعكم ولا مدكم یعنی آگاہ ہو کہ نہین پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمہارے آوے
تمہارے صاع اور مد بھر خرچ کرنے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہے لو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه یعنی اگر دوسرون مین
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد نہ آدھے مد کے درجے کو پونہچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہین یہان سے معلوم ہوا کہ پچھلون مین سے کوئی کتنی ہی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلی درجہ ولایت کو پونہچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہین کر سکتا ہے اسکے دو سبب ہین ایک یہ
کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم مین پھیلا اوسکے سبب ہی ہین کہ نہایت غربت اور بیکسی کے وقت مین اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتین سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر دین کو جمایا اور
اسلام کو اطراف و اکناف عالم مین پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمۂ محمدی نصیب ہوگا بدولت و طفیل انہین
حضرات کے ہوگا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات ولایت اور امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنة حسنة فله اجرها و
اجر من عمل بها یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا ویسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کسطرح سے انسے زیادہ
یا انکے برابر نہین ہو سکتے ہین دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالی صورتون اور اعمال کو نہین دیکھتا ہے بلکہ
نیتون کو دیکھتا ہے اور عمل کی بقدر خلوص نیت و صفائے باطن کے اور بسبب تاثیر صحبت حضرت سالت کے

ف سبب افضلیت صحابہ رضی اللہ عنہم

جسقدر کہ انکے بواطن اور نیات کی اوصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیسا کہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میرا ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابو نعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر ہذہ الامۃ اولہا واخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واخرہا فیہم عیسی بن
مریم وبین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولست منہم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان اسکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیسا کہ القران یفسر بعضہ بعضا
یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھہ مین آجاتے ہین ایسی حدیث مین بھی ایک حدیث
دوسری حدیث کی شرح کر دیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ حال
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور مفید ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونھون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکھٹا ہوے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انھون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرما کر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب وترینگے اپنی شریعت پر حکم نکرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلا دینگے
پس اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین من وجہ داخل ہین لیکن افضل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ہین اور قیامت کے روز اونکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرہ رسولون مین ساتھ لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرۂ اولیا مین ساتھ لواے ولایت کے جیسا کہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیسا کہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

پہلی استون کے اولیا سے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا افضل ہین اور ایسی
حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا
کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ مجھسے اونھون نے بالمشافہ لپنا یہ
مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی انتہی ہاں اس مقام سے معلوم ہوا
کہ مہدی حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی
اونکے چیلون یا لکون کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہم جنب ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا فعل شیخ اکبر کا مہدویون پر اہم واجبات
سے ہی اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے
بعد قلم تحریر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین ۲۴ باب مین منقول ہی پس اب دو الزام سے ایک الزام ان پر لا محالہ
تمام ہوا اور ہر صورت مین مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدون کو برابر یا برتر
صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف
سابقہ سب غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ مہدی نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا یخطی یعنی خطا نکریگا
جیسا کہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جائے ہی شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ فقط انھین کی
تخطیے پر کہ ہر دو صورت مین ناگزیر ہی اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور امت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق
کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر بہت انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکا بیان
کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دار قطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب اونکا نفس زکیہ
تھا فرمایا ہما افضل عندي من علي یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین سید حسنی اور حسینی یہی ہوئے اور دار قطنی نے
روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علي شيئا الا وانا ارجو من شفاعة
ابي بكر مثله وقد ولدني مرتين یعنی جس قدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اسیقدر مجھکو
ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبار پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ امام جعفر کی ام فروة
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ
تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثاء من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي

تعداد احادیث از کتب اہل سنت در تفضیل شیخین

یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونو
میرے والدین ہین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰسین افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا اور مرسلین کا اور نہ صاحب یٰسین یعنی
حبیب نجار افضل تھے ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم
القیمۃ نادی مناد لا یرفعن احد من ہذہ الامۃ کتابہ قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک
منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائۃ وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھہ مین اس خصلتون سے کوئی ہے فرمایا کلھا فیک فھنیئا
لک یا ابا بکر وہ سب خصلتین تیری ہین ہین پس خوشگوار ہووین تجھکو ای ابوبکر اور دارقطنی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا ابی اتولاھما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس
مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء
ولا یخاف الاموات فعل اللہ بھشام بن عبد الملک کذا وکذا یعنی ڈرا جاتا ہے زندون سے
نہ مردون سے اللہ تعالی ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم اون سے
کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے نے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفۂ عصر ہے برملا برا کہتے ہین
اور سید اسعد مکی نے منشب محرقہ مین نقل کیا کہ ابو یعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر و غیرہم نے عبد خیر سے
روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق
و افضلھم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیتہ فسئل عن الذی لو شئت
ان سمیتہ قال المذبوح کما تذبح البقرۃ یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس
بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا
چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی ذات
جناب موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین سے ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر ہذہ الامۃ بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر ہذہ الامۃ
بعد نبینا ابو بکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے میں نے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہیں افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین اور صواعق مین ہی کہ روایت کی ابوبکر الاحری نے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ مینے سنا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کوفے مین بالاے منبر فرماتے تھے ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم خیرھم عمر یعنی افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین ذہبی نے کہا کہ جسوقت کہ جناب مرتضوی اپنی مملکت مین کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہانتک کہ کچھ اوپر اسی آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق مین اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا یفضلونی فمن وجدتہ فضلنی علیھما فھو مفتر علیہ ما علی المفتر یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو خبر پہونچی ہی کہ کچھ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہین پس جسکو مین پاؤن فضیلت دیتا ہوا ان دونون پر وہ مفتری ہی ویکی وہی سزا ہی جو کہ مفتریون کی سزا ہی غور کا مقام ہی کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میان جیو اور اون کے بالکون کو تفضیل دینے والا مفتری نہو بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصادقین ہمارے واسطے ہی فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یون ہی کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور رسلوں کے اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک روز کچھ لوگ کوفے اور جزیرے کے خدمت مین محمد بن عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہوکر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے لگے اونھون نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا انظر الی اھل بلادک یسئلونی عن ابی بکر وعمر لھما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگون کو مجھسے سوال کرتے ہین حال ابوبکر وعمر کا حالانکہ وہ دونون نزدیک میرے افضل ہین علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح مین بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آخر مین ایک حدیث کے ہی کہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ھذا ملک لم ینزل

الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة رواه الترمذی یعنی یہ ایک فرشتہ ہی کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اوترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیون اہل جنت سے بہتر ہین اور حسن اور حسین سب جوانون اہل جنت سے افضل ہین اور انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر بہشتیون کے کھول کے ہین اولین اور آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور کہل مرد میانہ سال و موی کوکہتے ہین کذا فی الصراح یعنی جو لوگ کہ دنیا مین کہل مرے ہین انکے یہ سردار ہین ورنہ بہشت مین سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر مین ہی کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابوجحیفہ سے اور ابویعلی نے اور ضیا نے مختارہ مین انس رض سے اور طبرانی نے اوسط مین جابر رضی اللہ اور ابوسعید رض سے اور ریاض مین علی رض سے انتہی اور شیخ عبدالحق نے فرمایا کہ یہ سردار بڈھون کے ہوئے جوانون کے بدرجہ اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہی کہ مرقات مین امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونون سید ہین بڈھون اہل جنت اور جوانون اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث مین واسطے احتراز کے غیر کہول سے نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہین اسیواسطے مرقات مین لکھا ہی کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتون کے ہین پس افضل ہین اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہون اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہین اور الا النبيين والمرسلين کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہون پس تعبیر بلفظ کہول کو اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی مین یہ حالت کمال عقل و علم کی ہوتی ہی اور جنت مین درجہ بقدر عقل کے ملنے کا جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہین کہ حضرت نے جناب مرتضوی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیون سے قرب الہی ڈھونڈین تم با نواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدی بھی گلگشت بہشت کا ارادہ رکھتے ہین یا نہین اگر رکھتے ہین تو منکر ہی اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین تنبیہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ محمد یکو حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا تھا ویسا ہی جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل و مین
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین بقدر کہہ دینا
تو متقر ثابت ہی چنانچہ مشکوٰۃ مین امیر المومنین عمر رضہ سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ان نتصدق و وافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابابكر ان
سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما
ابقيت لاهلك فقلت مثله واتى ابوبكر بكل ما عنده فقال يا ابابكر ما ابقيت
لاهلك فقال ابقيت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ ابدا رواه الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدائے تعالی
مین کچھہ خرچ کرین اور اتفاقاً اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری تقدیر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہونا ہی تو آج کے دن مین اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جسقدر لے
لایا ہون اسیقدر اونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھہ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اونکے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین مین ان پر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رضہ نے فرمایا کہ ایک روز مین خدمت مین حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوئے کہ دونون طرف اسکے کانٹیون اور کانٹون سے
اوسکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکے کے سب مال مجھہ پر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی اونکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کیا اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر رضہ نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی جدا اور ابو نعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود رضہ

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رض سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی پہنے ہوے اور اسکو کانٹون سے اٹکائے ہوے آئے حبیب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہی کہ تم آسمان مین متخلل بخلال ہو جیسا کہ ابو بکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہی اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اس سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
کومی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسۃ بالصحاح مین لکھا ہی کہ ھذا وضع
بن الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی دو ہاتھ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرہ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہی وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ اون حدیثون کے ہی کہ ابو بکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کرنے کا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب و یابس کہین سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیدا ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب انکے بالکے
غایت جہل و بے خبری سے اوس سب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابو بکر صدیق رض کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہین ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک مزورین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی اوس مین شریک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل اور
ملائکہ آسمانی کا متخلل بطنفسہ ہونا موضوع ہی اور اوسکا موضوع ہونا ایسے علم حدیث پر اسقدر ظاہر ہی کہ اوسکے
واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابو بکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول اور ملائکہ پر
افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر میں
ہی کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصدا
پس ٹھہراوے جاے اپنی آگ مین اور مسلم و ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين اور ابن ماجہ مین یون ہی کہ
من روى عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہی یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہی
کہ وہ جھوٹ ہی پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہی یا ایک وہ جھوٹون مین سے ہی یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا یا دوسرا یہ کہ جسنے لوگونکون کو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہی حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہی یا گمان غالب کہتا ہی
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہی اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہی باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہی اہل حل وعقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہی چہ جائے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہی اور کلام اوسکا وحی ہی اور کذب اوسپر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہی خدائے تعالی پر اسلیے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو مانند اور تشبیہ کی کیا حاجت ہی بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمنے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہی اوس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی لیے
خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر رض سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈرتے تھے اور علی مرتضی رض قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین احتیاطا بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من هذا ونحو هذا وشبه هذا یعنی یہی الفاظ فرماتے ہین یا انکے
قریب و مشابہ فرماتے ہین اور اگر انکے مرید کو یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش نہوتے
تھے اور ابوبکر شنانی نے یہ افترا کیا ہی بلکہ اوسنے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا غلط ٹھہرا کہ حق تعالی نے جنید کے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف پھیر کر
کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ اوپر انکو ہی کہتے ہین عرض کہ بہر تقدیر بطلان مریدیت کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پر اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی
اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک
مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

## باب ششم بیان مین اون بےادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین سے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے اونیسوین[۱۹] باب مین لکھا ہی کہ ایک وزمیران نے عزیز اللہ اور مخدوم کے حق مین کہا
کہ ان دونون کو مقام ابرہیم صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کوچ کیا
چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوے ایک تیسرے دن
مرا اور دوسرا نوین دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سند مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے
نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مرگئے میران نے بشارت
دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین
لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام مہتر عیسی علیہ السلام کا فرمایا
مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ فیض یافتہ ذات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام مین
قدم باذن اللہ سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین[۲۶] باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے
کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے
کی صحبت مین پونہچین اور اکتیسوین[۳۱] باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا اور مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے
کہ بارخدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے مہتر عیسی
کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدیہ اون کے نعت مین
لکھتا ہی شعر (یعنی گروہ مہدویہ سے) بل چہ عالم کہ ز آدم و عیسی ٭ ز یحیی و خلیل از موسی ٭ بودہ غایت بصحبتش ہوسے ٭
ہر چہ ہست از ولایت ست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرہ مفضلان ٭ شد تمنائے ہمہ مرسلان تا
خواست نحق ہر یکے از اولین ٭ رب اجعلنی لمن الآخرین ٭ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوند میر
اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ رسالہ بشارت نامے مین لکھا ہی
**ایضاً** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران تقضائے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرہی نے

باب ششم بیان مین اون بےادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین سے ادا کی ہین

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آئے عیسیٰ کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندے کے پیچھے آوینگے
فوراً حاجی محمد کو مقام عیسیٰ روح اللہ کا حاصل ہو گیا میران کی زندگی بھر تو چپ رہا بعد مرنے کے سندھ
مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جا کر دعوی عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی دو شخص کو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہو گئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا ایضاً
پنج فضائل مین ہی کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے
سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام
زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہو جاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے
کہا ہی جو کہ خدائے تعالیٰ کو بتعدد دیکھے وہ مشرک ہی ایضاً شواہد الولایت کے چوبیسوین[۲۴] باب مین لکھا ہی
کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کر کے فرمایا کہ ای سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا
بننا قبول کر لے مینے اپنی عاجزی پر خیال کر کے عذر کیا پھر عنایت خدائے تعالیٰ پر کہ میرے حال پر ہی
نظر کر کے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولایت کے چھبیسوین[۲۶]
باب مین لکھا ہی کہ درمیان مُحَمَّدَیْن کے فرق نہین ہی اور فرق کرنے والے کو زیان ہی یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جو ہر نامے مین لکھا ہی دو بہرہ نبی مہدی
یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی سون پاک ہے ظاہر باطن تابع متبوع حق ہا نو کل ادراک ہے دیگر آنکہ ولایت (نام کتاب فرقہ مہدویہ ۱۲)
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہین
وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے
اور نبوت مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہی اور نبوت امر ظاہر ہی چہارم ولایت خاص ہی
اور نبوت عام ہی پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہی ایضاً بشارت نامے مین لکھا ہی
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین اور مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
ہر طرف پھراتا ہی اور کھلے پہچانتا ہی اور اوسی سالے مین یہ بھی ہی کہ میران نے کہا کہ بعد حضرت خاتمین

کے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ مین قیامت
تک جاری ہی اور پیغمبر ونکا اس گروہ مین ہونے کی تمنا کرنا بھی اسی مین مذکور ہی اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران مین اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہی ایضاً
رسالۂ صراط مستقیم مین لکھا ہی اوسکی عبارت بعینہا یہ ہی نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
(نام کتاب کا گروہ مہدویہ)
صفات سرتاپا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سون برابر فرق کرنہارے کا فر مردو انتہی ایضاً رسالۂ
درج الاسرار مین لکھا ہی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
(فرزند مہدی)
دوسرے صدیق خوندمیر اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت مین خوندمیر پس
(داماد مہدی)
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران کے نہین ہین ایضاً مطلع الولایت مین
لکھا ہی کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ مین انتقال کیا اون کے صحابی الہداد حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز جمیع تمام صحابہ مین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دور شرک فضل
داد زمان را برادلین ✣ درد اکہ چند سال بنا بید در عدد ✣ فضلش کہ بہ جمیع پیمبر شد از خدا ✣ بادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک زمانے مین ہوتے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکون ایضاً شواہد الولایت کے
تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام او مقصود ایک ہی ایضاً
مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد کہ دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش مین نآتے تھے ایک دن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہی
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے بولے ایسی ہی دریا تجلی الوہیت کی ہوتی ہی کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نآوے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہی کہ چونکہ تجکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہی اس سبب سے فرض ادا کر وا دیتے ہین
ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تصمیم ہوتی ہی
کسی نے پوچھا کہ میران جی تصمیم کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جاے پہ دوسرا پادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور سب لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کرتا اور بعضے آمدہ بیامدہ بھی
کہتے ہین بولے ایسی ہو رہا ہی تین رات دن ہوئے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی بر نماز سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کہ بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ یہ حضرت اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کرکے اپنے
مقامات کو پہنچے اب انکے ارواح کے جاننے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب دیا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس خزانے سے تمنے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی
کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ بھی
مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان
خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی ایضاً شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین
لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر
ایک حدیث سنے اصل بیان کر کے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام کیسا ہو ویگا پس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن
میان عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پہنچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے
استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
هم اخوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک وزد دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے
ہین اور یہ کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن یہ آدمی اون سے بھی فاضلتر
ہین اور ایک وزیر یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص ان سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک اور قاضی عبد اللہ العیاذ باللہ الغرض خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اس فرقۂ نے باک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخی پر کمر باندھ کر مہدی کے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان مین سے جو اپنے تئین اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر نہین ہی کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے یا افضل اون سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابوبکر صدیق سے اور برابر ہی ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اسکو مسئلۂ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت عموم وعام سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین کہ مصرع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؎ یہان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی آدم سے اس دم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے پاس کی ہی اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالۃ سے افضل بولنا سب غلط اور خطا ہی یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نآئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہی اور دلاور کو خدا کا خوف نہ آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

## باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نواسے مہدی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا ایضا شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا اللہ حق قدرہ فہم من فہم ایضا شواہد الولایت کے اونیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب مہدی کے

لوگون سے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گلے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر اونکی
اونپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھکے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے
جنگ کرین اور انہون نے اس کلام پر کچھہ انکار نکیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی
کہ ایک روز شاہ بھیک جذب مین بول رہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی
بولنا کفر ہی اونسے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب وتین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا
کیا پیرانے خدا پر مقید ہوگئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدا ئے کہ تو داری
ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست ۞ ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے
کہا کہ میران جیو پھوٹین وہ آنکھین کہ مہدیکو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے
سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھہ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً
شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان
مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھ کر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھکر ہی
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے
مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ
کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو
پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین ایکروز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر
بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
اللہ رب العالمین ہی جب دوسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار
مین جواب یا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھہ بند کرکے کھڑے رہے
پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے
باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا
اور ایک روز اونکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب
لم یلد و لم یولد پر پونہچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد و لم یولد کہا
یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ رہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے

ہین سو حق ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھاہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کمینہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہوجاتاہون اور کبھی بندہ ہوتاہون اور کبھی عین حق ہوجاتاہون اور عین حق کے تئین دیکھتاہون
اور کبھی حق تعالی فرماتاہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھاہی کہ شاہ نظام نے
ایک اپنا لنبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھکر بندونکو سرفراز فرماتاہی کہ اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون وگرنہ ہرگز ندون پس مین سفارش کرکے دلوادیتاہون ایضاً پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لنبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہوگیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہوگیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکڑونکو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہوگیا اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہوگئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھہ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہوگئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہوگا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر کلمات وحشتناک
ان بزرگوار سے منقول ہوے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہوگا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوا اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ پاسنگ ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہرنامے مین لکھاہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھہ مہدی نے فرمایاہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجاکر بولے
کہ یہ گوشت کھلے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھہ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران دینی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھاہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھہ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون موافقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھاہی کہ
میان لاد رستے چندبار کہاہی کہ جو کچھہ میران سے مینے سنا ہی اگر روبرو بعضے مہاجرون کے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہوچکے وہ اسقدر مخالف
دین وملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب انہی کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہرجا
سے نکال نکال کررہے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور ہین وہ اسقدر

برتر و منکر ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی ہسن ہاوین تو خاص
ہمنشینان مہدی یعنی میان خوندمیر اور میان نظام اور میان ع لا ور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا
مذہب ہی کہ مخالفین او رموافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین مقبولیت خلائق علامت ہی
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار آلہی کی
چنانچہ مشکوۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی جب کسی بندے
کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے
محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالی فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو
پس اہل آسمان اوس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ
کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالی بغض رکھتا ہی فلانے سے
تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اوس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض
زمین مین انتہی منقولات مہدویہ مین چند سوال بطور نمونے کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب
خارج حد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالی ہمیشہ خوندمیر کے بیٹے سے
ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالی عبث و لعب
اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان و زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے
یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہو قرآن اور عقائد جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال دوم**
نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہی میران نے کہا کہ ہان جاننا
ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران کے نزدیک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی تو اسکے
جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جن اولیا اور علما نے اسمین
جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولے
کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل ہفتم وغیرہ مین میران و خوندمیر دونون یہی بول رہے
ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام کے روبرو

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کہ کتا بھی وہان کا وہ مقام رکھتا تھا
کہ اصحاب مہدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتدہم مین مذکور ہوچکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہوئی اگرچہ
باریک ور دقیق ہی نہایت لازم یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ نلے احتیاطی اور گناہ ہو گا کفر کیونکر ہوگا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلم کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی **سوال سوم** اوسی نقل چہارم مین اسکے کیا معنی
ہین کہ کہا پرانے خدا پر مقید ہوگئے ہو کے بڑھو شعر بیزارم ازان کہنہ خدا ئیکہ تو داری ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگرست انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
او اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہان بڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ **سوال چہارم** نقل ہفتم مین اسکے کیا معنی ہین
کہ خدا فی الحال ہوجاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکر ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بالفعل ہی
اوسکے استحالہ او رمحال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر ہی پھر اوپر سے
یہ دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰهُمَّ
مَالِكَ الْمُلْكِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین نہ میران نہ خوندمیران اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا **سوال پنجم** نقل
ہشتم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو جنا اور خلیفہ دلاور تے یہ کیسی
دلاوری کی کہ نص قرآنی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ مین تحریف کرے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت
شان الٰہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
يَلِدُ يُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ جونپوری کی شان اسقدر بڑھی کہ کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مینے کسی کو
جنا اور خدا سے بیچون و بیچگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اِنْ
هِيَ اِلَّا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ **سوال** اسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بادی النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی واللّٰہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

## باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

یہ عمدہ مطالب وراس عقائد مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیساکہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا بفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کرکے ابتدا کی جاتی ہی وعلیہ توکلت وھو رب العرش العظیم واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین خاتم المرسلین ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تین وجوہ باطل ہوچکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمۂ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمۂ ثانیہ و مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصا مطلب دوم کہ بنہایت مخالف نصوص و اجماع اہل اسلام کے ہی ابطال ورد اوسکا ضرور معلوم ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ رسالۂ اعتقادیات وعملیات مصنفۂ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھاہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے اکیسوین باب مین لکھا ہی کہ ذوالنسبہ کے سمدھیانے اون کے مہدی اسسے پوچھا کہ تم است رسول ... افضل ہو کہا ہان ... ہوا ...


بابِ ہشتم بیان تسویہ مشتمل دو مطلب


مطلب اول مہدی موعود ... افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر ...

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمہارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ **جواب** خلاصہ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمہارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ ایمان اون کا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت
کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنے اور نہین ہی یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم ای محمد اون مین موجود ہو مخفی نرہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ میان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہوا ور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فِيهِمْ سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو اور کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب آلہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اس واسطے
کہ عادت آلہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہوجاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے واسطے آئے ہین اور کفار بھی بامعنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہی اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبرون کے تابع ہوے اور انبیا علیہم السلام بامعنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع او متبوع مین فرق ضرور ہی اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہی کہ یہ مہدی اپنے تئین مبین مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جب تک تم ان کفار مکہ مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالی ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہی بلکہ جسکو کچھہ بھی سمجھہ کلام عرب کی ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہوجاویگا اسواسطے اوس آیہ کریمہ کا ماقبل اور ما بعد لکھا جاتا ہی وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ٥ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ٥ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ٥ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الآیۃ اور انکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین ایسی خطا صریح ہونا دال ہی اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانتا کہ یہ معنی اونکے مہدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدوی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہی کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندے کے موافق ہو اوسکو اعتبار کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نماننا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہی حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

تخطئہ مہدی

مخالفت قطعیات کی ما قبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مہدی اس امت مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فراہہ سے سنکر تسلیم کیا ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازا اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کانّہ ہُو کے تو یہ بات سراسر نا ہموار ہی اسواسطے کہ جب آپکا ایمان ابوبکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی اور مطلب یہ ہی کہ مجکو علیحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان اپنے نفس مین نہین کہتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی تمہارا علیحدہ چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نلاتا اور ایک حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرۂ انبیا علیہم السلام کے فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھہ مین آگیا تو یہ بات عقلاً اور نقلاً باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عارض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو روح مقدس کا اس وصف سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین باعلی صفات و کمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی ونہین صفات سے بلکہ یوماً فیوماً مزیادہ اوس سے موصوف ہی چہ جاے ایمان کی کہ اصل اور مبدأ تمام کمالات کا ہی اور اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انمین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین ہی یا نہین اگر ہی تو تم دو دلے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ الآیۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مخصوص بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونھین چیزون پر بعینہا بندے کو ایمان ہی تو اس دعوے سے تمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونھین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرت انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی آمَنَ الرَّسُولُ
بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوسکی
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جاے فرمایا قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ
وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ
فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا الآیۃ یعنی کہو تم ای مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس تو راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہوے مہدی معصوم کہان سے ہوئے
وہو المقصود قولہ اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاۃ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمے مین گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب مرقاۃ کا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک کالوحی من السما ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہوجاے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر تر یہ ہی کہ جانب باپ سے حسنی ہووین اور جانب مان سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام مین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوکر قائم مقام سبکے اور خاتم الانبیا ہوکر نعم البدل ہوے ایسی ہی چونکہ اکثر ایمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ عنہ مین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہووے انتہی اب غور کا مقام ہی کہ مہدی جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین اور بھی مالامال افزایش ہوگئی اور امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اونسے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سواے انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ایمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ نے مختصر بہجۃ الاسرار مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب اگر کوئی دابہ بے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید اکہول اہل الجنۃ کے
گذر چکا اور وہی صاحب مرقات تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین
چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو
مہدوی بولتے ہین اونمین کچھہ ریاضتین عملی اور کشوف سفلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتوںکے
ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوئے بعضے بلاد خراسان
مین وہی مہدی موعود تھے اور اب اونکے سوا کوئی مہدی موجود مین ناوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ
عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامعہ علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب کر کے
تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اُسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اس قوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا و رسل
کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھہ کر اپنے شیخ جونپوری کے حق مین
جماتے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہین
مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور
ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہووے اور باقی تمام خطا پر ہووین
اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا ولیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین
خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک اونکے انتہی اب ظاہر ہی کہ اس
حکم مین ایک فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرحکا اجماع اس حکم تفضیل مین

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نور الانوار دیکھکر یہ تقریر
طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے
مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے
کہ اجماع دو قسم ہی ایک وس بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد و ورد رائے کی حاجت نہین ہی بلکہ
ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی
حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق
ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک بات ماننے کے خواہ عصر صحابۂ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبۂ اجتہاد کو
نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نہ رکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دائرا اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچاننا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک سے کے خوبین
وارد ہین اسکو جمع کر کے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت خطا ہی یہ اجماع صحابۂ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرے کو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ ایسہ فرقۂ تفضیلہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابو ذر اور مقداد

بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہوجانا افضلیت شیخ جونپوری کا بسبب اجماع کل صحابۂ کرام کے کہ ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما افضل ہین تمام امت سے

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہے کہ علی
افضل امت ہیں پس تمام صحابۂ مجتہدین اونکے تحقیقاً اور مقلدین تقلیداً اس دو قول پر متفق ہوے
اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہیں اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہے چنانچہ توضیح میں
لکھا ہے کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہے بعضے کہتے
ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہے اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہے کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہو جاتا ہے اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسیٰ لکھا ہے اور مسلم الثبوت مین لکھا ہے کہ اگر
قول ثالث رافع او رنقیض ہو اون دو قولون کے تو ممنوع ہے اب بیان سے ثابت ہوا کہ جب صحابۂ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضیٰ مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے اوٹھہ جاتا ہے تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا یسین باطل ہوا موافق
قاعدۂ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدۂ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہے چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالۂ سلسلہ مین لکھا ہے کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
مہدی اور منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کا فر ہے قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہے کہ پائی ہے دلیلین جانبین کی متعارضہ
اور نہین ہے یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہووے توقف اسمین مخل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نلکہتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر بیجا
و خطاے فاحش ہے اور پھیرنا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب بین الختنین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہے جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی یا سلیم شاہ
کی اگر تفضیل عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا تفضیل ابو بکر و علی مین دلائل متعارض ہوویں
بہرحال صحابۂ کرام سوائے افضلیت ابو بکر یا علی کے تیسرے کی افضلیت نہین ملنتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدۂ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک افضل تمام امت پر جانتے تھے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہے کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابۂ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی
شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین
رکھے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جزو عم سورۃ اللیل آیۃ یہ وسیجنبہا
الاتقی کی تفسیر مین لکھے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی
سب امت پر بعد انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور بعد تقریر
دلیل و سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے بزرگون سے سنا گیا
کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین اب حضرت ابو بکر صدیق رضہ آخر عمر مین جو آپکی
خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس مضمون کے لکھے ہین
معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے
کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی **جواب** یہ جو تمنے کہا
کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابو بکر صدیق رضہ کو مطلق نہین رکھے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین
جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے
افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے
تمہارے مطلب کو کچھہ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی
بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اونکا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابو بکر رضہ فقط اپنے
ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے
ہین افضل نہین ہین یہ تخصیص اتقی مین اونھون نے فقط نسبت بانبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب
اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ
عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اورون سے بڑھکر
پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے
امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوپر صادق نہین
ہوسکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع ندیا جس قدر کہ مال ابوبکر نے ہان احسان ہدایت اور راہ بتلانیکا ابوبکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابوبکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ
اَتْقٰکُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابوبکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہوینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کر کے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اسم قسم کے الفاظ مخصوص
بامت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابوبکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہووین
پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا الخ اب انصاف
کا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ کہ

کہ بعد زمانۂ ابوبکر صدیق رضہ کے جو لوگ پیدا ہووینگے اون پر بھی فضیلت مراد نہین ہی اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے
کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل و اتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو طیر جابیر عا کرکے اپنے
مقصود پر کسی اگلون اور پچھلون کے حاشیہ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جمانا نہایت ہٹ دھرمی ہی

بحث قول ابن سیرین کا کہ آخر زمانے مین ایک خلیفہ ایسا ہوگا کہ ابوبکر و عمر اوس سے افضل نہین ہین

قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب
الفتن مین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین افضل ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی
زکریا وقار اور شیخ اوسکا مؤمل بن عبدالرحمن ضعیف ہین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونو
بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف
مین ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ آئمہ اس فن کی
تصریح کرتے ہین کہ مؤمل بن عبدالرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود ہی
بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام ہووے
اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہی حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفۃ لا یفضل
علیہ ابوبکر و لا عمر عد من حدیث ابی ہریرۃ وفیہ زکریا الوقار وشیخہ مؤمل
بن عبدالرحمن ضعیف تعقب بانہما بریان منہ فقد ورد بسند صحیح اخرجہ
ابن ابی شیبہ فی المصنف عن ابن سیرین قولہ اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہی تو یہ کلمہ منتقض ہوکر وہ راوی ضعف سے بری ہوجاتا ہی وھل ھذا الا عجاب
بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونون شاگرد و استاذ کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
بالکل بے اصل ہووے اور ابتداءً سہواً انھین سے سرزد ہوئی ہووے سو کہا کہ یہ دونون بری ہین

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس توجیہ سے
اگرچہ عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبدالرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف ہدیہ سالہ نے عجب کام نے
دیانتی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے مین اسیقدر لکھا کہ
(یعنی عیسی میان مہدوی غفر اللہ)
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی
حدیث ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطۂ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نکہا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
کہ عن ابن سیرین قولا اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نا آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی ندیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو سلمة عن عوف
عن محمد هو ابن سيرين قال يكون في هذه الامة خليفة لا يفضل عليه
ابو بكر و عمر و ليس هذه اول قارورة كسرت في الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادات کا
چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہو چکا کہ اونکے پیشواؤن نے کسقدر آیات و احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور نرے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لا کر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور واسطے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جانتے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طريق
ضمرة عن محمد بن سيرين انه ذكر فتنة تكون فقال اذا كان فاجلسوا في بيوتكم
حتى تسمعوا على الناس بخير من ابي بكر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
بارھوین باب مین لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیفہ کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہوچکی اوس مین عوف محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہوچکین اور آگے بھی آوینگین اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھہ اوپر اسی راوی کی روایت سے مروی ہونا کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم وشعور امور دین مین ہوگا وہ بلا تامل جانے گا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین مہدی متنازع فیہ نہین ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ مقرر ست چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار النیرین ست بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی هريرة قوله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه قال القحطان ابو اليمن قال المقدسی اختلف فيه فقال ابن سيرين القحطاني رجل صالح وهو الذي يصلي خلف عيسى وهو المهدي فلهذا ابن سیرین ذکر کرده المهدي من هذه الامة يؤم عيسى بن مريم بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویونکا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکو

معصوم جانتے ہو لزوماً نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہی اسواسطے کہ
ہوا کہ تمھارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد
قلم ترکیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوئی شخص
سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمھارے نزدیک مہدی
افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطاے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور مہدویت
تمھارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمھاری برخورداری اور سعادت مندی اسمین تھی
کہ اپنے بزرگ کو جھٹلاتے۔ اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے
کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیساکہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن
الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوترینگے
عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوتار دینگے
جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے
اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفاے راشدین اور مہدی
اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفاے راشدین کے کہ
فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف
تہلك امۃ انا فی اولہا وعیسی فی اخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا
بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سنے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت
رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت
حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اسپر لفظ وسط کا صادق ہی
جیساکہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلك امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح
اخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی
آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ہذہ الامۃ
اولہا واخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واخرہا فیہم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اوّل والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین
پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع
مفرد جمہور کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی اور شیخ محی الدین بن عربی کا کلام بھی اونکے
مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثناخوانی ابن عربی مین سچے
نکلتے مگر انھون نے مہدیکی افضلیت پر اونکی مہدویت کو فدا کردیا اور مصداق اس کلام کے ہوے
شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ٭ خداوند بستان نگہ کرد و دید ٭ بگفتا کہ این مرد بد میکند ٭ نہ با من
کہ بر نفس خود میکند ٭ اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث
مین کہ کچھ حال مہدیکا مذکور ہی اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہی وہان جاے
گریز باقی رہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاے یہان اپنے اوس قرارداد و اصول کے
خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون
مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو
خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے
ہی نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب
برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین
منکم مین تاویل کی گئی ہی ویسئی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہی اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین
فتنے نہایت سخت ہوونگے اور تمام نصاری اوپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چونکہ اون سبکو
اللہ تعالی اونکے ہاتھہ سے دفع کرا دیگا اس سبب سے اونکو اس امر خاص مین فضل ہی ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما پر نہ اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہی کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے
انتہی یہ تاویل کرنا اور اوس قول ابن سیرین کو ساتھہ دوسرے ادلۂ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا
محض تبرع اور رعایت قائل کی ہی ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی
کچھہ ضرورت نہ تھی بلکہ کہہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہی اسواسطے کہ کتب اصول مین مبرہن ہی

فا[illegible] بیان [illegible] ابن سیرین [illegible] تابعین کا

کہ درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہوجاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہوسکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
و تطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہوسکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہوجاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ بیان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے روبرو اجماع اور قول صحابۂ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام کے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہا اوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر یا بن تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی رائے کے مطابق ہو اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضروری ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابۂ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نچلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون و چرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد بن سیرین
تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم قولہ اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتون کی
بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع مین جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تفسیر سے جواب
مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتون مین اگر تاویل نکرین تو بھی بسبب مخالفت قوی کے
اصلا قابل استدلال نہین ہین کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت مین اوس پر متمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ
بہتان محض ہی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام مین نہ اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا
حرف زبان قلم پہ لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت و جماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
سیجنبہا الاتقی مین ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبرون کے
تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علیحدہ کرنے پیغمبرونکے دو تاویلین کین
کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہین ہین تمکو کچھ مفید نہین ہین چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہین آیات دلیل علیحدہ ہین
اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہین اور اجماع دلیل برأسہ ہی البتہ تمنے اس اجماع مین باختلاف فرقۂ تفضیلیہ
جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے تجویز دیا گیا
اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ نے اوپر
افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب
شیخ ابوالحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ و تابعین
کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی
یا مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل
باقی امت پر ہی سواے شیخین کے اور اگر بالغرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
نفع اسلام اور ترس و تقوی اور قرب حضرت ذوالجلال کہ بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی ظنی ہوجاوے
جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
موجود ہی اور بہر صورت مین مہدویون کا دعوی نابود ہی شعر شادم کہ از رقیبان دامن کشان
گذشتی + گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد + تنبیہ یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب غلط فاحش کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہی
اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہو گئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اونکے اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
**جواب** اس مسئلے مین اختلاف ہی ائمہ دین کا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک
جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور رواۃ
کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین مذکور ہین
مگر یہ سب باتین اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک مرتبے کی ہووین مثلاً
ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی
کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
نہین ہو سکتی ہی اور جمہور کے نزدیک ہو سکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف
اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت
ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر کے
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح ہین یہان تک اختلافی اور اتفاقی ملاکر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک
پہونچائے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی پر بلاشبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر عقلی نہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا صراحتہً کہ جسمین سب زبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہوجاتا ہی
اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور غیر صحابہ کا
اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلۂ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا
اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا وہ
اجماع بمنزلۂ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے
سوا بعد والے تیسرا اپنا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ اون دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ خلاصہ ہی
تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا خلاصۂ کلام یہ ہی کہ ہمارے دلائل ہین آیات
صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابۂ کرام کا بلکہ تمام کا موافق راے بعض کے افضلیت
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و علی
رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل اون دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو یہان تمھاری
دلیل ہماری دلیل کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدۂ صدر جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح
دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور اسقاط
کے واسطے کافی ہی بلکہ اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہو سکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار ہین کتاب
و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھہ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مطلب اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان **قولہ** اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ کہتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبد العزیز نے تفسیر مذکور مین مذکور ہین **حدیث ۱** پر خبر دار کسیکو ابوبکرؓ پر مقدم نکرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی ہم سبکا دنیا اور آخرت مین **حدیث ۲** قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور مرسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہوا ابوبکرؓ سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا
نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی آب ظاہر ہی کہ ان حدیثون
کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اوس ملنے
مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سبکا صاف دلالت کرتا ہی شق
اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا
نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے
مین ہی اس معنی کا احتمال کھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری
سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمائے کہ تھے ہم زمانے
مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کو
اور روایت مین ابوداؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہین الحاصل فضیلت
جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہوسکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالۂ دوازدہ جواب مین حضرت علماء باسعد عبدالملک سجاوندی عالم فرقۂ مہدویہ
رحمۃ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ و تاویل کا سبب و برکات و مرات معلوم
ہو چکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے
رعایۃً اور تبرعاً تاویل کردی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کردیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمہاری تاویل کا دو بات پر
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلقاً خطاب طرف
مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصاص نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

آوے کہ خطابات أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنیٰ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
الْيَتِيمِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا
فِيهِ ذِكْرُكُمْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ وَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ
شَدِيدٍ أنقذوا انفسكم من النار لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ان الله عزوجل
اجاركم من ثلث خلال ان لا يدعوا عليكم نبيكم فتهلكوا جميعا وان لا يظهر
اهل الباطل على اهل الحق وان لا يجتمعوا على ضلالة ولكني لست كاحد منكم
اور سوا اوسکے اور بہتیرا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگون سے ہوجاوین اور تمام امت بعد کی نے
خطاب حساب غیر مکلف ہجاوے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ ماضی کا
صیغہ جس حدیث مین فقط اونہین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہوچکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا نہون
اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن وحدیث مین یہ محاورہ دائر وسائر ہے کہ ماضی بجائے
استمرار کے آتا ہے جیسا کہ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ٥ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيزًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ
لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر وسائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ
أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
الْأَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ وَنَادٰى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ
وَنَادٰى أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع
ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ محاورہ
کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا
ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کردیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے
ہین کہ مینے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ اي الناس خير بعد النبي
صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا
ابو بکر بھلا یہ بات کوئی اس نرے گوار سے پوچھے کہ باب چہارم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید اکھول اہل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین یعنی
ابوبکر وعمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان
کون سا زمانہ اور کونسا خطاب ہی اور اوسی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح
القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابوبكر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمھاری امت کا افضل بعد تمھارے ابوبکر ہی یہان امت سے
بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مخصصہ مرجحہ ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا
جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمھارے مدعی مہدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین
تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوئے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین
تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اوسکا
حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی حکایت ایک روز مصنف اس سائل دودہ سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر بگھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین و آخرین پر جب تو تسلیم کروگے کہنے
لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ هذان سیدا کهول اهل الجنة من
الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کہول بہشتیون
کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہ کہل مرد میانہ سال اکتہال دومویہ ہونا اور ینبع فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑھی
مین سیاہی زیادہ تھی جب اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑھی مثل مہدی کے برابر دو مویہ
ہوکر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دومویہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب برنا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہو چکا
کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت
کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہوکر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط مؤیدات ہین ہمارا مدار انپر نہین ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوس نے ایسا دعوی
کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے
پیشواؤن کی کتابین اونسے بملایمت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو
طول ندیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب ادیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے
خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس
دعوی افضلیت کا صدق جزء اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا
اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی
اور سوائے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہفتدہم مین
گذر چکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات
اس قوم مین حد حساب سے باہر ہین اور با این ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل منجملہ
قطعیات و برہانیات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ مین مہدی کی افضلیت
حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کرچکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدیکو برابر ہم
رتبہ حضرت سید الاولین و الآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با
آسمان نیز پرداختی ۔ مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت و بزرگی مین
ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دلائل نقلیہ و شرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ یہ ہین کہ
کہ منقول ہی ملک نجن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو امر اللہ
(ایک شخص پیشواؤن سے فرقہ مہدویہ کا)
مراد اللہ ہی اتنی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت
رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرہ ابھی ہوش و حواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا
محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالتپناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انہین اتنی برابری پائی
ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین یہ برابری
روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت
الٰہی اور معجزہ حضرت رسالتپناہی ہی کہ ہمارے الزام اور جواب دینے کے آگے ابتدائے بحث مین
تم باطل قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرادیا اوسپر علاوہ یہ ہی کہ کتنے ہو

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس قرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطائے فاحش ہی یہان معلوم ہوا کہ مہدی موعود نتھے اسواسطے کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم مین خطا سرزد نہوگی کہ یقفو اثری ولا یخطی شان اونکی ہی یہان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدا تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے یہان تو معلوم ہوا کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین یہی بزرگوار میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی انتہی شاید مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دیوینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہی وہ اور ہی اور وہ خدا کہ مہدی اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہی وہ اور ہین اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین نئے پرانے ملا کر بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی نے شاہ نیک سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ✿ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست ✿ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ** اور حضرت نے فرمائے جب کہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت واسطے مساوات کے کافی نہین ہی بلکہ جز اخیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہی اور لفظ جب کا کہ دال ہی اس بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہی پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہی یا نہین جاتا ہی اگر نہین جاتا ہی تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت سے کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدائے تعالی کے اور اگر مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو شمار کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہی پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہی کہ اونکے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا رہتے تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خدا کے پاک پر افترا ہی ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالی مذمت فرماتا ہی اون لوگون کی جو وصف اپنے مین
نہوا وسپر اپنی تعریف وثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہی رتبۂ نبوت ورسالت محضہ پر اونکے نزدیک کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہوجاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب یا شرط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب متقدمین فلاسفۂ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہی کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھ کر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہوجاوے اور
ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہووے
جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الٰہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی جسکو
چاہتا ہی اسکو اس رحمت سے سرفراز ومختص فرماتا ہی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ اور
شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبرونکا بھیجنا لطف ورحمت الٰہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر
نکرتا تو اوس پر کچھ عیب نتھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب واعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب ورشروط اوس مین
جمع ہووین وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ انتہی اور انکار اسبات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھ
نیا مقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ہی ذی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کرتے
تھے چنانچہ اسی حادثے مین سنہ ۳۵ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاذ حاکم
کا ہی اور کتاب صحیح ابن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
النبوة العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کردیا یہان تک کہ خلیفۂ وقت نے موافق فتواے علما کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلك نفس فلسفي اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکے کچھ تاویلات بھی کہین اور یہان تو عقائد الٰہیات ونبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین جھڑ رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہی جیسا کہ نقار خانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر ملین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی **قولہ** اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یکذات ہین **جواب** شاید کہ اصحاب نے جب یکھا کہ احکام و بیان مہدی سے وہ برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیزین ہر دو انہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے ملکر اپنے پیر بزرگ کی بزرگی
سنبھالنے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ ایک
مذکور روا نہو وے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پڑھے جمع ہوئے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایکذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاے دنیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلًا یا بعضًا وضع اور
اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما جاوین
انتہی اور ایکذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ ہر نسبت کے
واسطے دو ہونا اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایکذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبۂ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنا فی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہی اور بمغایرت حقیقی
و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور توئی و منی
و دوئی کا فنا اور گم ہو جانے کے پہلے تھا اوٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اسمقام کے فرماتے ہین **شعر**
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی ٭ جاے برسی کز تو توئی برخیزد ٭ اور بعضی کاملین اس مقام سے فرمایا ہی کہ
لو غاب عنی رسول اللہ طرفۃ عین ما عددت نفسی من المؤمنین یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا سے
لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللھم ارزقنا بفضلک العظیم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب و وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی **شعر** رو در وگم شو وصال اینست و بس

توسباش اصلا کمال انیست وبس ✝ پس اگر یہ مقام نفیس تمہارے مہدی کے نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت مین کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہین نیست ونابود و ناچیز و گم ہو گئے تھے وہان العیاذ باللہ دعوی مساوات اور ہمسری کا دم مارنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاقہ رکھتا ہی یہ کیا لاف زنی اور نخوت اور خاکستری نفس کی ہی درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا نام ہی حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالۂ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندر رہ حق جملہ ادب باید بود ✝ تا جان باقیست درطلب باید بود ✝ در ہر دم اگر ہزار دریا بکشی ✝ گم باید کرد و خشک لب باید بود ✝ اور بعضے عارفون نے فرمایا ہی حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انك وصلت ما وصلت ومتی ظننت انك ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انك حصل لك حال لا حال لك خلاصہ اس کلام کا یہ ہی کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جاننا کہ وہ کچھ چیز نہین ہی البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الٰہی فخر ومباہات کی ہی لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصر کے نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور برتر تمام مکونات سے ہین حاشا وسبحان اللہ کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہی تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دایرۂ ادب سے پاؤن باہر نہ نکالتے اور بولتے کہ شعر بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام ✝ غبار کوی توام گر بر آسمان شدہ ام ✝ انتہی یہ مراد اخیر کی اکثر تقریر منتخب ہی مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رح سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہی قولہ ولیکن دلائل شرعیہ یہ ہین کہ بنا بر مسئلۂ دوم کے اصل دوم کو رسے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہی اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کہ بجز ظن وقیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہی پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان موقوف رہا جس قدر حضرت فرما دین اوسیقدر اعتقاد مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل اصل پر متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہان تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تاکہ اہل
خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہو گیا حاصل مسئلہ اول کا
یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبدالحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدیکا ہونا تواتر معنوی کو پونچا
اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکار
جس چیز کا کفر ہی تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور
روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور
حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ
اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماے محققین کے
نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی راے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی
ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے
کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ
آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنیکی خبر ہرگز نہین دی ہی ہر
تو حدیث متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ
بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ ۹۰۵ھ مین سید خان جونپوری کا فرزند خوندمیر عرف جھجو کا خسر سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسو نے بسنے ملک ملک لیا اور نہ صاحب
جہاد و غزا مہدی ہی گا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع
کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات
کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال
کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پونچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے
پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہو جاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد
ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انھین کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انھین احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہوجاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم
الٰہی یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہین ہو سکتا
مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ منصب اخذ علم کا جناب
الوہیت سے لازم نہوا ہر خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی
کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوئی **قولہ سوال** عقائد اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہین پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہوسکینگے افضل انبیا علیہم السلام کے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد ہی ولیکن
مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہین کیونکہ
علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہی کہ فرمائے
ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ مقرر فضیلت رکھتا ہی بعض انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون
روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ
برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع
تابعین اور تمام اولیاء کاملین اور علما او رمجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد
رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو
یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور افضل ہونے کا کیا مجال ہی اور حضرت خاتم
الرسالۃ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی وسفلی سے کہ خدا ے پاک کی
بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتۂ مقربی آن حضرت کے برابر قرب ومنزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل
**شعر** یا صاحب الجمال و یا سید البشر ✢ من وجہک المنیر لقد نور القمر ✢
لا یمکن الثناء کما کان حقہ ✢ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ✢ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہ
تمہارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہی اول لوح محفوظ
دیکھکر بعد قلم ترکیا ہی بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالامال ہین پس

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور
نوشتہ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمہارے
اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے
کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجہ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ
سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی
اوس سے امر و نہی الٰہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا
تفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین ضمن دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل
ہی بالاجماع اور کسی کو آحاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک
نہین ہی انتہی اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ
نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا باین ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل
انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت
کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے
ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے
نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی
قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی
اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع
کیے ہین اس بات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے
تصدیق نہ ولی نہ اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے
رتبہ اوسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت
انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے
ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر نے تنفس

بیان اجماع مسلمین کا اس بات پر کہ ولی اگرچہ نبی کو نہیں پہونچتا ہی اور اقوال علما اور اولیائے امت کے افضلیت انبیا اور خاتم الانبیا مین صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین

وتسلیم کا کمال سوائے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہین پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور قرب
مین ہون اس کمال پر پہونچنے سے نا امید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر سے
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو وے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری سر مشک کے ہی کہ اوس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علمائے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور جواب روایات صاحب سالہ کا کہ جسپر دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علمائے مستندین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رضہ مین مذکور ہو چکی یہی ہی کہ تمام اولین
و آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون و روایت
مین تفضیل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول بے اصل کو اپنے دین کا اصل
اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین پر
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ و غیرہ مسلمین کو کہ دلائل قطعیہ
دینیہ سے ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف سالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق قواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ یہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علمائے مستندین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مؤلف کتاب معرف وردی نے نعیم کی روایت کہ جس مین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی هذا ما فیه یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہی لاکر کہا کہ یہ لفظ ضعیف تر ہی پہلی لفظ

جواب روایات مہدویون کا

سے اور میرے نزدیک دونون کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
زمانہ مہدی مین فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاری بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب ما شیخین اور انبیا علیہم السلام مین پیش آئے تھے اس سبب سے مہدیکو ان پر
ایک نوع کا فضل جسمانی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و تقرب الٰہی مین یہ اون سے افضل ہون اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان مین بھی ہے پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے باین ہمہ مصنف مذکور کے خیال مین آیا کہ
کچھہ تعرض اس روایات کا نہوا یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس مین اسیقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت مین ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونون پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکر رض مین گذر چکی پس اگر مراد عیسی علیہ السلام ہین تو کسیکے اصول پر
کچھہ اشکال نہین ہوتا ہے اسلیے کہ عیسی علیہ السلام من وجہ داخل امت محمدیہ ہین اور افضل ہین صدیق اکبر سے
چنانچہ یہی مقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہین تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق مین دی ہے غلط ہوجاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
واجماع کے جانتے ہین یا ماؤل جانتے ہین اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہین کہا اور قاعدہ مقرر ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہین ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہین ہے علماے حدیث اپنی کتابون مین بہت سی حدیثین بلا
تعرض لکھتے ہین حالانکہ اوس مین ضعاف وغیرہ سب ہوتی ہین مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہین وہ البتہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کردیتے ہین اور بہت حدیثین اگرچہ صحیح ہوتی ہین مگر معمول بہ نہین ہوتی ہین کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل اقوی کے اوپر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا
برابری ساتھہ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے ہی
کہ ائمہ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو مراد وہی فضل جزئی
ہی کہ تاویلین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہی جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہی
کہ یشبہہ فی الخُلق ولا یشبہہ فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل و صورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہی کہ جمیع
شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہی چنانچہ ابو داؤد مین
ہی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف یملؤ الارض قسطا
وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملك سبع سنین یعنی مہدی میری نسل و ذریت سے ہی کشادہ
پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ملک ہیگا سات
برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہی کہ یشبہہ النبی فی الاخلاق نہ معنی
برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع
جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا کہ اور
لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہی چنانچہ
مہدوی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنبوت کافر ہوتا ہی جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا یا این ہمہ
محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے
خرق اجماع کرکے امیر المومنین ابوبکر صدیق رض پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے
اور سیر طرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم کبرت کلمۃ تخرج من
افواھھم ان یقولون الا کذبا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ وال
لوگون کے مونھ سے نہین ہوتے ہین نکل کر مصنوع
ہین افضلیت انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین
مین اونکے گوش تک نہ پونہچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرتے العیاذ
باللہ العظیم اب چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول ان اللہ اصطفی آدم
ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

فا دلائل افضلیت حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ... بیان کرتے ہین

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر انتہی عالمین مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہی پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم** تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ یعنی ان پیغمبرون مین ہمین نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثیرہ افضل ہوگئے ظاہر ہی کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہ ہوتی سوا اسکے تو بھی سب نبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوا اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات قدس مین موجود ہون کیونکر رتبہ سب سے عالی تر نہو اور شیخ جونپور کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ماقبل ہین خصوصًا دلیل اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتداے بحث سے یہان تک سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی نہین سنتے کہ شعر حجت مہدی برگشتہ تمام تن تناتن تن تناتن تن تناسو اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے اور چہندڑے انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چہندڑے عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت امام فخر الدین رازی نے اونیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی افضل محمدی پر لکھی ہین کہ یہ چار دلیلین مابعد کی اونہین مین سے ہین **دلیل سوم** فرمایا اللہ سبحانہ وتعالی کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ یعنی نہین بھیجا ہمنے تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہووین اور مہدی بھی اعلی المرتبہ ہین **دلیل چہارم** کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس یعنی ہو تم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو
جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالی فرماتا ہی قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالی
سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت رکھیگا یہانسے معلوم ہوا کہ مہدی کو جو کچھہ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی
وتبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اُسکا مرتبہ کیون نہ عالی ہوگا **دلیل
پنجم** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہین کسی کے
نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا
الی یوم القیامۃ یعنی جسنے ایک سنت و طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب
ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابون کے برابر بھی ثواب اُسکو ملے گا
اثابت ہوا کہ انکے مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھہ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کہ دونون مین
دعوی بکمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور سوا
انکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام
و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و دکن و ہندوستان
و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و مکران و مازندران و جزائر دریائے شور وغیرہ مین
اعمال صالحہ بجالائے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کے واسطے
موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت جابجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور بس سو وہ بھی بہتون سے سوا
چند فقیرون اور سیونکے جلاج خوری و ظلم شعاری و دنیا داری مین مشغول ہو کر مرجاتے ہین کہ انکے مہدیکے
اقوال کے موافق نہ ہجرت اور ذکر دائمی کے انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہی جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ سے
آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھہ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی **دلیل ششم**

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس
فرمایا کہ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ ۚ یعنی اگر اس قرآن مین کچھ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور
سب سے چھوٹی سورت سورہ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کرین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر
دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزار ہا معجزون کے واسطے
کیسا کچھ فخر حاصل ہوگا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے
کہ وہ اونھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ
جس وقت جسکا دل چاہے دیکھ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کر لے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا ہی
اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اسکا افضل ہوگا اب سنیے مہدی متنازع فیہ کے
قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھسے خدا تعالی
نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی بے ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہی
اور عبارت خدائی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین کشمیر کے قریب
یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شروع
عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہی
بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المهدي صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ
بلا واسطة جديد اليوم قل اني عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مهدي الزمان وارث
نبي الرحمان عالم علم الكتاب والايمان مبين الحقيقة والشريعة والرضوان
انتہی اب انصاف کر کے خود اور انکے خداوندون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خداے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے
کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ
واسطۂ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہو جاتا ہی اور اس سے واسطۂ قدیم کے نفی نہ نکلی اب پوچھا جاتا ہی
کہ واسطۂ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبۂ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سواے جبرئیل کے کوئی

ف

بیان

دوسرا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من اللہ نہین ہی ورنہ ایسا ساقط رتبہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی اپنی کتابون مین تیس فرض بیان کرتے ہین اوسمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو ہر روز سے لیے واسطہ او تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدۂ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین اس عبارت مین اگر لفظ نو لفظ واسطہ سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہوچکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق کرو تو یہ معنی عجب ہونگے کہ حدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ حدید کے بعد تاے تانیث نہین ہی الف بھی سواے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین نرے موقع محض ہی عالم الکتاب بس تھا علم کو عالم کا مفعول قرار دینا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر زیبا نہین معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نرے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت و الشریعت و الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہین تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز درستی اسجاع کے نرے معنی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس کلام کو ساتھ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجۂ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک ادنی درجۂ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجۂ بلاغت سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین دلیل ہفتم قال اللہ تبارک و تعالی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو ای محمد رب تمھارا مقام محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمۂ عسی کا جناب باری کی طرف سے واجب ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمۂ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسی کو طمع دیوے اور

[illegible]

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہین
کہ جب ایسی حالت اضطرار مین کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیدینگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام
اولین اور آخرین حمد وثنا مین آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہوجاویگا کہ جو قرب
ومنزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز مین حاصل ہی کسیکو حاصل نہین ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی
اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی مین
سردار آدمیونکا ہون دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہوجائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی
کہ طاقت برداشت کی نرہیگی حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھہ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم مین
پھونکی اور ملائک کو تمھارے سجدے مین جھکایا اور بہشت برین مین تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس نہین کرتے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا مین گرفتار ہین حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب مین ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی نفسی مین اپنے نفس کی بخشائش کی فکر مین ہون کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہان سے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جانے سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام
کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ ہو
اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو یہ شرف ہی کہ تمھارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہین یعنی اگر تمسے بالفرض
کچھہ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہین دیکھتے ہین کہ ہم کس حالت مین مبتلا
ہین ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا مین پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے
مین گرونگا اور وہ حمد وثنا خدا تعالی میرے دل پر کھولے گا کہ کسی پر مجھسے پہلے نہین کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی پس مین سر اوٹھا کر عرض
کرونگا امتی یارب امتی یارب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃ
امت کا سوال ہی مگر بطفیل انکے سب خلق کا راستہ نکلے گا کہ اس طپش اور انتظار سے نجات پا کر ہر شخص اپنے
مقام کو پہنچیگا کہ الانتظار اشد من الموت کہتے ہین اوسوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے گا کہ اس جوش غضب الٰہی مین کہ کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ ورتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام ومنزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہی اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہی
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرونکے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
آئیگی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہووینگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جانین
گے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اسکام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوائے پیغمبرونکے ملتجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور قطع نظر اسکے اونکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال زار پر رحم کرین یا متوجہ ہووین وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تگ وپو کر رہے ہونگے چنانچہ پنجفضائل
مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود ا
ہوگا اور گرد اسکے انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیا وشہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے
ہونگے اور دانت اس ہاتی کے اسقدر لنبے ہونگے کہ ان پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کر کے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ
ساتھ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی
ای ساتھ مہدی موعود کے ١٢
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہی اور مجمع اولین وآخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونہہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہین ہو اوسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت الٰہی سے کورہا ہے

ہو نگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان یہ شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت نظم سینہ صافان اغم محنت کشان بینش از خود ست آب می نالد از ان باری کہ بر پشت پل ست بنی آدم اعضاے یکدیگرند کہ در آفرینش زیک گوہرند تو کز محنت دیگران بیغمی نشاید کہ نامت نہند آدمی طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت میں اوس عالم کے مراکب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑیا پورب و دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا رنگ دیکھکر پوری بن گیا ہوگا غلط کہا بیٹے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون مین کر خانۂ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی ہی نام ہے اغلب کہ وہی ہو اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہے اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اوسیواسطے تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تاکہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر اپنے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہے کہ نخوت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہے علاوہ یہ کہ دیلمی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میرے ساتھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجۂ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ ازواجہ امہاتہم یعنی جوروان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی مان کے ساتھ نکاح کسطرح حلال ہوسکتا ہے کہ یہ ٹھاٹھ شادی کا باندھا جاتا ہے نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑ کر دلیل ہشتم کا بیان کیا جاتا ہے **دلیل ہشتم** عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابوداود یعنی فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین نکلونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامۂ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ
اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلا شبہ
افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے
حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین
ایک کو دوسرے پر تفضیل ندیوا اور مجھکو موسی پر تفضیل ندیوا اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس
ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرحسے ہی ایک یہ کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو
ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی
تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص اور بے ادبی ہووے چوتھے یہ کہ
اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین
ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور
ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ و لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
عَلَى بَعْضٍ دلیل نہم عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ
آدم فمن سواہ الا تحت لوائی الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت
الہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھہ اور
تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپکی بے خلاف اور بلا نزاع ظاہر ہوگی
بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور فجار اسے موہوم نزاع بھی رکھتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ
اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور ملک

سب ویسکا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس وقت یہ نسبت بھی منقطع ہوجاوے
گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا
یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد
صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه
وسلم قال فاکسی حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم
ذالك المقام غیری رواه الترمذی یعنی فرمایا خواجۂ عالم صلی الله علیه وآله وسلم نے پہنایا جاویگا
مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات
الٰہی مین سے سوائے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہوگا اب غور کیجئے کہ شیخ جونپوری بھی مخلوقات الٰہی مین سے
ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہوگا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانه من صلی
علی صلوة صلی الله علیه بها عشرا ثم سلوا الله لی الوسیلة فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی
الا لعبد من عباد الله وارجو ان اکون انا هو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة
رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالتمآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ
کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی الله تعالی اوسپر دس بار رحمت
بھیجتا ہی پھر مانگو الله تعالی سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی
مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہوؤن پس
جو شخص کہ مانگیگا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین
بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش
کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضلیہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک
ورق کے اوسمین ہی کہ قول الله تعالی کا طُوبٰی لَهُم وَحُسنُ مَآب طوبی نام ہی ایک درخت کا
کہ اوسکو الله تعالی نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی الله علیه وآله وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہنچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

**فائدہ**

نے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہو حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس نے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہو طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی الہدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعہم لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامہم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے اوسکو
اوسکے پیرون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ اونکے ثواب کم ہو جائینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوسپر اسکے پیروون کے برابر گناہ ہووینگے اور یہ بات کچھ اونکے گناہ ہون کو کم نکرے گی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت محمدی وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہو
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہو اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کریگے خدا ورسول کی وہ اون لوگون کے ساتھ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اوسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہو جاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت مین اسوضع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اور پردہ اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے **دلیل دوازدہم**
عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
اونکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضائے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَ نُوْحًا الایہ کے افضل ہین بنی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے دلیل سیزدہم عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدھم اذا وفدوا و انا
خطیبھم اذا انصتوا و انا مستشفعھم اذا حبسوا و انا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی و انا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علی الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور مین آگے ہو کر لے چلونگا اونکو جب کہ خدائے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہو کر چپ ہو جاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے
خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقف مین روکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا
جسدم کہ ناامید ہو جاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھہ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھہ مین ہی اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوے کے دلیل چہاردہم
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فید خلنیھا و معی فقراء المؤمنین و انا اکرم
الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب سے اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کھولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمین
اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور مین اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہون اللہ تعالی کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہی ایک بڑی حدیث کا کہ ترمذی و دارمی نے
روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہی اسقدر آیات و احادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہین
اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
مین موجود ہین کہ اگر سب کے راویون کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہو جاتا ہی غرض کہ یہ بات
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین اور کوئی آدمی اولین و آخرین مین حضرت کے
ستبے کے برابر نہین ہی باحادیث متواتر المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہی اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہی

ثابت ہی بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین و اہل آسمان سے بھی افضل جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی کہ فرمایا انہون نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اھل السماء الخ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو سب بنی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور المصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ مہدویہ عجب قوم ہی کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویکے اقوال کوئی مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ ہین چنانچہ مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا **قولہ** اور پھر حکم عام ہی نور الانوار مین مذکور ہی کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہی کہ اُس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہی اگرچہ ہم واقف نہوین پس عام واجب کرتا ہی عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے انتہی ہان امر اختلافی بین المجتہدین ظنی ہی بالاتفاق اب بنا بر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی **جواب** اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہی جو کہ تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہی کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بعض کونسا فرد مخصوص ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہی سوائے تمہارے کوئی ادنی مسلمان بھی نکہیگا کہ کسی شی کو اللہ تعالی نہین جانتا ہی یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہی کہ اللہ سبحانہ اُسکا مالک نہین ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہی کہ میان مہدوی نے اپنے مطلب کی دُھند مین اندھا دھند کرکے غلط بحث کر دیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد ٭ ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ کے کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہی بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم نہین ہی اُسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامۂ متاخرین قطعی و یقینی جانتے ہین اور جس جگہہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہی کہ یہان اس عام کے جمیع افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہین ہی اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہین اور اسی عام مدلل کو کلیہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہین کرنہ

قول والی رحمۃ ... (حاشیہ) [illegible]

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہین پہونچتا ہی اس عقیدۂ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب مین مذکور ہو چکے کہ سب دال ہین اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہین ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہین
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ و حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا درمیان مہدویہ کا
ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ مین مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا
علیہم السلام معصوم ہین مامون ہین خوف خاتمہ سے مکرم ہین وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ
احکام و ارشاد انام سے انتہی یہان یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہین
شرع شریف مین بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح درمختار مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام مین مذکور ہی کہ تحکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شرع پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ تحکم کرتے انمین مگر
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہین داخل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم مین جواب
خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام مین
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدیکا نہین ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبرا قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسہ ومن اکرہ علیہ انزل اللہ علیہ ملکا یسددہ
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہین اور جسکو بہ جبر و اکراہ
کسی نے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام مین
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویونکے مذہب مین اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیا بناوینگے
بلکہ توریت شریف مین لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ جتنے لوگ ہین وہ فرشتے ہوتے ہین

کہ اسکو احکام ہین بیواسطہ بتاتے ہین اور تعلیم فرماتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہے اب منطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہے یہ قاضی و فرشتے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پہلے درجے پر ہے اب شاید کہ میان مہدوی اسکو دوسرا پیغمبر جانینگے اور اپنے مہدی کو
الکہر اپیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہے کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
انام کے اور کیسے مونہہ بھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف مہدی کے لیے ثابت ہین شرع شریف مین وہ کونسی
تمھاری شرع ہے کہ جس مین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
بنایا تھا اوسمین تو ان مین سے ایک بات بھی مذکور نہین ہے اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہے **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اب یہ بات مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہے جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین مذکور ہے کہ و لیکن حدیث کہ نہین ہے وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل بے اصل ہے ہان
حدیث ثابت ہے کہ نہین ہے نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ صاحب
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت و جماعت کے پاس یہی ہے کیونکہ یہ تینون ایک معنی پر
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے نہ نبی
متبع ہان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہے **جواب** غرض کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سنکر
وحشت نہووے افشاے راز نہین کرتے ہین ورنہ پیغمبری کیا پیغمبر وہ ہے اونکو افضل جانتے ہین

عالم بیان [illegible] مہدوی کیا [illegible] پیغمبر جونپوری [illegible]

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے میںنے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوون ہم فقط مہدی جانتے ہین
بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا نے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ
نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمھارے سب بزرگوارون نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا
چہ جاے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہی آدم برسر مطلب کہ علمای
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہین جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا مانتے
ہین اور طحطاوی کا مطلب یہ نہین ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب ذخائر مہمات سے اور اونے
صاحب اشاعہ سے اور اونے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ
سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل حنفی جو اعتقاد رکھتے ہین کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے مین وضع کی ہین وہ
بالکل خطا و ناحق ہین اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہین جو شخص انکے سلب نبوت کا
قائل ہووے وہ کافر ہی یقینًا جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبرون سے وصف
نبوت نہین جاتی ہی نہ حیات مین نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف مین صاف لکھا ہی
کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اصح و انبیز
راجح یہ بات ہی کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ نے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی
اور الہام کے اونکو پہنچیگی اور حدیث لا وحي بعدي کی باطل و بے اصل ہی ہان لا نبي بعدي صحیح ہی
لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہین کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث
نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمین یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازۂ شرقی مقام
لُد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ میںنے اب اپنے ایسے بندے
نکالے ہین کہ تمکو اونسے مقابلے کی طاقت نہین ہی تم اپنے لوگون کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر
بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اونهین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اُترینگے نے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی ور الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے
اہل سنت کی نہین ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہو و
اور اسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت آب کے ملے سُبحانک ھٰذا بُھتانٌ عظیمٌ
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر
من نُبّی یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت نہ دی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرات
کے ظہور سے پہلے نبوت پا چکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہی
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیساکہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام
الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلك علواکبیرا **قولہ** اور بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن انیست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ و اسرار غیوب و ارشاد عباد
وغیر ذلک من غیر ان یتعلق بالتشریع اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** نہ مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیساکہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین
اور مثل مشہور ہی کہ لامشاحۃ فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و بخل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

ف وہ تخصیص لانبی بعدی بنبی تشریعی کی ہی خاتم النبیین

ف عبارات فتوحات سے ثابت ہی کہ انبیاء الاولیا کو نبوت عامہ ملی ہی ...

اس بات کو فتوحات مین جابجا بخوبی واضح و مشروح کردیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہووہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا ے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حساسہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھہ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرحکا حشر ہوگا پیغمبرون مین رسول ہوکر محشور
ہونگے اور ہمارے ساتھہ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوکر محشور ہونگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس امت مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھہ لیتا ہی اور علم یقین حاصل ہوجاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام و ایمان و احسان کا ذکر ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا پس یہ لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پر
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہین اون پر رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہتر وین باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیاء اللہ کے

اور بیان مین اون مسائل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سواے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانہ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہی وہ نبوت تشریع ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہی بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نزول
حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا بالاطلاق محقق ہی کہ وہ اتر کر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اوس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جسپر بنی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہی کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہو گی اور اسی مرتبۂ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہی کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک مرتبہ مخصوص ملے کہ دا و سمین اوسکی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا نہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سواے
مذکور الصدر کے کچھہ اور ارادہ کیے ہون انتہی ملخصا اور ایکسو چھپنین باب مین فرماتے ہین کہ نبوت بشریہ
دو قسم پر ہی ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہی بلکہ من جانب اللہ کچھہ اخبار اور تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل اور تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہی بلکہ معرفت آلہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہی الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہی نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہی بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور باطہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہی اُن لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہی اور اوسپر
عمل کرنے والون کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کر سکتے ہین اور قسم ثانی نبوت بشریہ
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے وہ بروملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین وحی

شریعت لیکر اُترتے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل واجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الہی سے اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصا آور باب ایکسو ونسٹھہ مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونہچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے پونہچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہین بعضے نے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اترنا حکم آلہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہی لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات آلہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور ایسی اولیاء اللہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن فرق انزالی شی دیگر ہی چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا رحلت نکی انتہی ملخصا آور باب تین سو ترپن مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ وحی کا ساتھہ وفات رسول خدا کے منقطع ہو گیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر آلہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار آلہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور بروئیت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور روئیت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصا آور باب تین سو چونسٹھہ کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے ادھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اُترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اُترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
بعضے احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الآیہ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
الآیۃ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور اگر قول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو پہنچا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا کتاب مذکور مین یہ مطلب اور بہت جا مذکور ہی یہان اسیقدر پر کفایت
کی گئی حاصل اس مذکورات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ شرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اوس تک نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے مین مانند اولیا کے رہینگے کہ اونپر الہام وکشف مانند اولیا کے ہوا کرے گا نہ وحی پیغام
مانند انبیا و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر جبرئیلی مظہر محمدی
پر احکام مقررۂ شرع محمدی اور معارف وحقائق کو القا کرے اور ولی نے ایسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہین یہ انبیا متشارع فیہم کی قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
ورسالت مین جہان قید تشریعی کی لگاتے ہین انھین کے اخراج کے واسطے لگاتے ہین اسواسطے کہ شیخ کے
کلام سے فتوحات مین متبادر ہوتا ہی کہ انبیا وحی تشریعی سے خالی نہین ہوتے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآئِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ سے مفہوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جابجا تشریع خاص وعام کر تعریف نبی ورسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو ماصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے جوابات مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لا بد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ داسا یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاسے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریع
مین فقط اولیا رہ گئے ولا حرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہی یہ نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی
اور یہین مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین
ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہی کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتاہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتاہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتاہی اور اگر اوترتاہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتاہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتاہی اب صاف معلوم
ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی
سمجھہ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے
ہین کہ مہدی جونپور نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا
کہ اوسمین لا نبی بعدی سے مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سائر مسلمین کا
کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتاہی اور با این ہمہ اپنے مہدی جونپور کو نبی تشریعی بناتے ہین
اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب یہان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے
مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھہ اونھونے لکھاہی لوح محفوظ کے موافق لکھاہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا
چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے
وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی
کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب
یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھہ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
شریعت فرمایا اور تہتروین باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہوگئی ہی وہ نبوت تشریع
ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا انتہی معلوم ہوا
کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی رہ ڈالنے کے ہین نہ رہ مٹانے کے قاموس مین ہی
کہ شرع لھم کمنع سن پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتاہی کہ جیسا کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہی اسواسطے کہ حکم شرعی کہتے

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور وہ امر و نہی
دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر و نہی ہی اور تہتروین باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف
مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اوسی ظہور پر اونسے
خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
اور امر و نہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سوا ونسٹھوین باب مین فرماتے ہین کہ
جو رسالت کہ منقطع ہوگئی وہ اوترنا حکم آلہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی
لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات آلہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا
انتہی یہان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف
اور تصحیح ہوجانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سواے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک
انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسکا
نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر و نہی کو
تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہوگئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی
یا ولی امر و نہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو
چھپنّ مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی
ہرگز پیدا نہین کرسکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سو اب سُنیے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے
خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ
جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے
سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا
ہی اور تیسرے فرض دوسرے مہدی کی زبانی مقرر پائے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا
ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام برجملہ مصدقان مہدی علیہ السلام
واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی علیہ السلام کہ در عقیدہ بندگی میان سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کور ند مجموع سی
حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

فرقہ مہدویہ قائل ہین کہ اوسکے مہدی کا حکم مانند انبیا کے [illegible] اور نقل رسالہ [illegible] سید میران جی [illegible] مذکور ہین

بران اعتقاد داشتن فرض ست و بجز اعتقاد بران چار دہ بیست نسبت عدد اند بدین تفصیل اول تصدیق مہدی
با محبت نمودن دوم منکر مہدی را کافر دانستن سوم تسویۃ الخاتمین حق دانستن چہارم مہدی را بے واسطہ
ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن ششم منکر یک حرف از بیان مہدی
عند اللہ ماخوذ دانستن ہفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مہدی دانستن ہشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن ہر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نہم موافقت چہار صفت یعنی ہجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دہم مخالفت ہجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدہم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مہدی موعود حق دانستن دوازدہم حکم مجتہدان و مفسران و جز آن مخالف بیان مہدی ناصحیح
دانستن سیزدہم ہر اعمال و بیان مہدی را از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن چہاردہم تقلید عمل
بر مذاہب ائمہ اربع ناروا دانستن پانزدہم خصوصیت بعث مہدی برای ظاہر کردن و بیان نمودن احکام ولایت
محمدی دانستن شانزدہم ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ این بیان بزبان مہدی ثابت دانستن ہفدہم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن ہیجدہم ایمان بذات خدا دانستن نوزدہم جاودانی دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعدہ در دوزخ باراده دنیا بحکم آیتہا حق دانستن فقط دیگر ہر چہ ورای اینہا احکام و نقول در باب اعتقاد بینی اگر
بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت ہمینہا مندرج یابی واللہ اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی اجمالہ
کہ ہر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چار دہ بیست دو عدد اند بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم ہجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چہارم پرہیز بدن عما سوی
اللہ یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر اللہ دوام کردن ششم طلب رویت اللہ تا آنکہ چشم سر یا بچشم دل یا بخواب
ہفتم بہ پنج صفات طالب صادق کہ ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوف ست مشرف شدن ہشتم جہاد
فی سبیل اللہ از تیر و از آہن یا از شمشیر و قہر بانفس نہم توبہ در حالت حیات پیش از غرغرۂ مرگ دہم بہ پنج صفات
کہ حصر ایمانست حاصل کردن کما قال اللہ تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ
الآیۃ حتی کہ طالب صادق بحکم آن مومن شدہ ست چنانکہ ترسیدن دل از خوف خدای تعالی و زیاد شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور و نماز پنجگانہ بر وقت آن ادا کردن
و از آنچہ خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقہ ادا کردن اما احکام عملی کہ بر احکام
عقیدہ زیادہ می نمایند آن ہمہ تحت ہمین ہا داخل اند چنانچہ سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسلیمی

داخل صحبت و لوازم وی اند و ترک کردن تعین و برات و رفتن در غانہاے موافقان و تدبیر و تردد و میراث
و ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن برون رفتن لزدائرہ تو بیرون دائرہ آتش سوزان ویدہ دست و پاے
بستہ در عیان ما منحصر شدن تحت عزلت داخل و ترک سوال کردن از ہر سہ جنس یعنی حال و قول و فعل و ترک لذات
گرفتن و ترک فتوحی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل ست و ذکر کثیر کردن و ہر دو وقت
سلطان اللیل و سلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در ہوا قی داخل اند پس
بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و از تاویل و تحویل آن دور بودن
فرض عین ست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام
اعتقاد و ایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر رض فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید
معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن ہمین جملہ احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و دور بودن
از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی ع نباشد و امید واری فلاح و نجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب
نبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید عبد الحی مہدوی مین لکھا ہی کہ ساتوان فرض
عشر ہی جانکہ میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھ
اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال کسب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پونہچانا یہ
عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید مین داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور السابق
کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تنتیس مین لکھی ہی کہ رمضان
کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب اوس طرف نگاہ کی تو دیکھا
کہ تمام آسمان اور بہشتین ساتھ حور و قصور کے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے
فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمین دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت
آدم ع نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم ع نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس ع نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسی ع نے نماز مغرب
پڑھی تھی اور موسی ع نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد
شب قدر مین اس نماز کو پڑھا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی
رکعت اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورۂ قدر پڑھکر بعد ادا ے نماز یہ دعا پڑھی اللہم احینا مسکینا
وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

مہدویون کی زکوۃ جدید اور نماز عید کے فرض ہونیکا بیان

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتک یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانون کو نہوتی اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدی کو رسول تشریعی جانتے ہین پس عقیدہ مخالف ہی احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا اور اگر عناداً اب بھی اصرار کرین کہ تشریع بے نسخ کے نہین ہوتی ہی تو باب اول مین عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کرین کہ بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ احکام شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہین پس بہر حال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہی کہ جس سے بطلان مذہب کا ظاہر و باہر ہی **قولہ** اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ نہین ہی یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہین دیکھتے ہین اوسکو مگر مشکوۃ خاتم اولیا سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہی خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہین ناقص کرتی ہی مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوتر کر ہی تو ایک وجہ سے برتر ہی انتہی اور پھر بعد چند سطر کے فرماتے ہین کہ ہر ایک نبی حضرت آدمؑ سے آخر نبی تک نہین لیتا ہی فیض نبوت کا کوئی ایک دوسرے سے مگر مشکوۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہی وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہین جیسا کہ فرماتے ہین کہ تھا مین نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی سب انبیا نہین تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدمؑ درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوئے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھہ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہی ساتھہ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر مین مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ اونہون نے نصوص شرح فصوص مین فص شیثی مین خاتم اولیا کی تعریف کے مقام مین لکھا ہی کہ حقیقت محمدی مشتمل ہی کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی ظاہر ہی اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہی اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہی اس احدیت جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہی اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہی حقیقت خاتم انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہی جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہے پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالت مآب کے ساتھ نسبت جزوی کی ہے کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہے کہ الکل اعظم
من الجزو اجلی بدیہیات سے ہے اور مساوات جزو کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہے پس مہدوی لوگ ہر گاہ کہ
اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے ہین اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہے کہ وہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہے اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہے کہ خاتم اولیا کہ مظہر ولایت محمدی کے ہین
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہین ہے کہ وہ خزانہ اوسیکا
ہے چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہے اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہین آتی
ہے اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہین ہے چنانچہ بدر کے قیدیونکے مقدمے مین حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام
فصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہان فضل جزوی بھی نہین ہے اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہووے اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہو کر خاتم اولیا مین نہین گئی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
کوئی مسلم نکہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہو گئی اور کوئی عاقل نکہے گا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہے ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ خاتم اولیا مقام ولایت مین قدم
محمدی پر ہین اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہے کہ اوسیکا عکس و ظل ہے پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس وصف خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت طفیلی و
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہے احکام اصل کے اوسپر بھی جاری ہوتے ہین یہان تک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہین اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہین
اور منشا افادے کا اصل ہے اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے ہین کہ وھو حسنۃ
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد ادم

فی فتح باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک درجہ اور نیکی ہین درجات او حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے محمد کہ پیشواے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازہ شفاعت کے کھولنے مین انتہی اور ظاہر ہے کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہوسکتا ہے اور شیخ اکبر گر برابری کا اعتقاد رکھتے حسنہ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب تین سو بیاسی مین کہ معرفت منزل خولیتم مین ہے خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کرکے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلة شعرة واحدة من جسدہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہے حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایة المحمدیة المخصوصة بهذا الشرع المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبة دون عیسی لکونہ رسولا یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہے اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہے کہ وہ رتبے مین کم ہے عیسی علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین اب صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیا کے تئین حضرت عیسی علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے سراسر مخالفت رکھتے ہین قولہ اور شارحون سے اسکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت وجماعت کے اختلافی ہے جیسا کہ تعیین مین شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہے ملا جامی رحمة اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے شیخ مؤیدالدین جندی رح کے یہ ہے کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہے اور شیخ شرف الدین داود قیصری صاف کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبدالرزاق اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت اس بیت کے لکھتے ہین شعر از و عالم شود پر عدل و ایمان ٭ جماد و جانور یابد از و جان ٭ بہت کاملان سابق ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت مرفہ پرنے تعیین پڑی ہے انتہی لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی معین اور مقرر ہے اسیطرح ہے مرقاة شرح مشکوة شریف مین باب اشراط الساعة مین جواب فصوص

اور اوسکے شروح سے سواے فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب پر اور کچھہ ثابت نہین ہوتا ہی
بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سواے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہ
ہی اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فضل جزوی خواہ علماے اہل سنت مین اختلافی ہو خوا
اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فضل جزوی بھی جبھی ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہو
اور مہدی سید خان جونپوری کے سنئے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ
اس کتاب سے خصوصًا باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی
ہی اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک یہ
یہ قصہ غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھہ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین
ہین اور اون مین بہتر سب سے ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن
پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مؤمن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل
نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤیدین محمود شرح فصوص
مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیاے متقدمین پر منکشف نہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول پر کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھ
اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل د
بے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی
انکو لائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت با
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نکریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعوی نے یہ معاملہ دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوگئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن
بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوگئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
ہی لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا

خاتم الاولیا ... حکیم ترمذی ... شیخ اکبر ... خاتم الاولیا شیخ اکبر ابن عربی

ن شاۓ لوردت الهاشمي مع المسيح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
کی مثال یون فرمائی کہ گویا ایک محل ہی اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہی مگر ایک اینٹ کی جاسے
یعنے اس اینٹ کی جاسے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ویسی ایک اینٹ کی جاسے خالی دیکھی ہی اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہی لیکن وہ
ہ جاسے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاسے خالی
ے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کر دیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ
رت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہی کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور
سے ہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک
فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہی بلکہ تابع ہی شریعت خاتم المرسلین کا اور
ہر ہین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوع ظاہر یہ بشکل چاندی کی
ہوینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل
یت والہام الٰہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہی
ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلے راویون اور استادون
حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام کے
ہنچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہوا اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہی کہ انہو نے
تے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل
ریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے
اہر مانند آفتاب کے روشن ہی اور سب پر ظاہر ہی اسواسطے چاندی سے مشابہ کہا اور
ن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہی یعنی سواے انبیا اور اولیاء کامل
سطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور
الانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہی اور دونون سلسلے خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر ملقب نہین کرتے

ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطہ حضرت رسالت اور اون بیان حدیث کے پہنچے تو اون احکام کو باین حیثیت یا اوس طریق انند کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالی سے پہونچے تو سونے سے تشبیہ دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث نبوی کہتے ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین اوسے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسواسطے کی گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہی علاوہ یہ کہ وجہ شبہہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ماقبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر نے فصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاے پر منطبع ہو گیا اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون اور مینے اوس زمانے کے مشائخ کے سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی تھی علامہ قیصری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ سے مینے دیکھا تو اوس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسی ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپنے تئین مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت حکمی کے کہ مجھ مین اور اون مین ہی پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمھارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور تیرھوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے اللہ تعالی ولایت مطلقہ ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرما دیگا لیکن خاتم ولایت مطلقہ عیسی ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر بند کر دی گئی ہی پس اوترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر کہ بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہو گا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے نبوت تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسی ع کہ رسول ذو العزم ہین اوترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے مقام تشریعی نرکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس صفت مین انکے ساتھہ شریک ہین پس عیسی ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

م علیہ السلام ہین اور آخر مین بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہین یہان مراد نبوت اختصاص
بود وحشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر نبیون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت
مرد کو قوم عرب سے حاصل ہی کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے
موجود ہی مینے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ مینے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور
ہی کہ نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالیٰ نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو
تے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کردی کہ وراثۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی خود وہ
پاس سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ کے اور بعضے عیسیٰ کے
محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
پا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی
عیسیٰ علیہ السلام ہین اور مین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون کے
در مینے عبداللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور انھون نے ان دونون
یہ دونون مستفید ہووے وللہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو چند جا لفظ نبوت
مطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے
لیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
و نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور پندرہوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا
لے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالیٰ نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم
ملا اونکے شریعتونکا نازل کرنا ہی اوسکو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
یت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہوا اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ بادی اور خاتم مشابہ ہین
ہی عند اللہ کمثل ادم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیا و رسولون
سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم مہدی معروف کہ جنکا انتظار ہی

نہین ہین اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہین اور خاتم حضرت کے سلالۂ حسیہ سے نہی
بلکہ سلالۂ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہو انتہی مختصرا علامۂ قیصری شرح فصوص مین اِن مقامات کو نقل کرکے
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہین رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک
خاتم اولیا نہین ہین اور مہدی متنازع فیہ جونپوری کہتے ہین کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہین لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین اس ثابت ہوا
محمد جونپوری کے نزدیک مہدیکا خاتم اولیا نہونا لوح محفوظ مین لکھا ہی اب بالکلیے اونکے ناحق اپنی او
ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کے اپنے پیر پر جماتے ہین الحمد للہ کہ رد مذہب فرقہ مہدویہ کا تمام وکمال کو پہو
اور ابتداے کتاب سے یہان تک صدہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص وعیوب شرعیہ انکے مہ
کی ذات وصفات مین ثابت ولازم ہوگئے کہ جب تک اون مین سے ایک چیز بھی بلا جواب رہیگی ثبو
مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغہ

## خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیۂ مہدویہ

جو کہ کلام سابق مین شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہین کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ
وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاے محمدیین کے بنایا جاوے گا مراد اوس سے یہ ہی جیسا کہ دوسرے مقامات
فتوحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال بنایا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا
یہ مقام بواسطۂ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اب بننے وا
خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہی جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسیٰ
اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الٰہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ
چوبیسوین ۲۴ باب کے آخر مین فرماتے ہین کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص ہے شرع محمدی ہی ایک ختم
ہی کہ رتبے مین حضرت عیسیٰ سے کم ہی اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ رسول ہین اور یہ خاتم ہمارے زمانے میں
ہو چکے ہین اور ہمنے اونکو دیکھا بھی ہی اور علامت ختمیت کی بھی اون مین دیکھی ہی اب کوئی
بعد اونکے نہین ہی اور اگر ہوگا تو انھین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے کوئی نبی نہین ہی اور اگر ہوگا تو انھین کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام
پس نسبت جس ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہی کہ بعد محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا منقطعۂ نبوت مین مانند الیاس اور عیسیٰ اور خضر علیہم السلام کے

ف اس کتاب مین جو عیوب و نقائص کہ انکے مہدی کی ذات وصفات مین ثابت کیے گئے ہین جب تک اون مین سے ایک بات بھی بلا جواب کافی رہیگی ثبوت مہدویت کا محال ہوگا

باب تین سو چوبیسوین مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی کہ اوسپر اللہ تعالی
محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ ولایت
م ہے سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو
ین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے
عیسی اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر ہے ہی سب اوس مین ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن
ن تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہی
ہ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اوسکا نام
یان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین
یت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ ہی
تم محمدیہ کے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی ہی معلوم ہوا
سے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو
مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ۞ ولیس له فی
عدیل ۞ هو الروح وابن الروح والام مریم ۞ وهذا مقام ما الیه سبیل ۞
فینا مقسط حکم بنا ۞ وما کان من حکم له فیزول ۞ فیقتل خنزیر او یدمغ
۞ ولیس له الا الا له دلیل ۞ الابیات جان تو کہ منجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے
و کر آدھا بشر ہی اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو
امن اوٹھا لیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کر کے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق
منی مین حکمرانی کرے گا اور نہ ختم کریگا مگر ولایت انبیا و رسل کو اور نہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا
ت مراتب سے ہے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر
ہ ہونگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا ہونگے بھی خاتم ہونگے اگرچہ اونکے زمانے مین متقدم ہین جیسا کہ
اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد اونکے اوترینگے اور رتبہ انکا جسنے اپنی کتاب
مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین انکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس فقرہ سے کہ نہ ختم کریگا

مگر ولایت انبیاورسل کو بہ تبعیت ولایت انبیاورسل خواہ انبیا ورسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون اولیا مین کہ اونکے
اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو
یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب کہ اس امت
مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت
ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسول ہین خاتم ہوئے ولایت ورثہ انبیا ورسل کو اور ولایت
ذات انبیا ورسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوئے تھے اور خاتم اولیاے
محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہوئے نہ ولایت
ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ باعتبار اوس ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسی
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا ورسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون مین داخل ہین اور جواب
اس شبہے کا کہ جب کہ عیسیٰ ورثہ انبیا ورسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم
ہوتے ما قبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے احکام و
خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی
خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تنبیہات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کہ کئی
مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر ہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام
الحمد للہ منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید و فضل سے شہر
رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پونہچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق
اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی بموجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرماکر نافع اور مفید
خلائق کرے اور اس بندۂ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین
ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یارب العالمین ربنا
اکتب لنا السلامة والعافیة واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تمت

خاتمة الطبع الحمد للہ کہ رسالہ ہدیۂ مہدویہ اواخر جمادی الآخرہ ۱۲۹۲ ہجری مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپ کے طیار ہوا

ماشاء الله لا قوة الا بالله
۱۲۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ضمیمۂ ہدیۂ مہدویہ

مولوی صاحب عالی مناصب جعل اللہ سعیکم مشکورا

بعد از سلام اطلاع باد کہ رسالۂ مرسلہ دیدم در اول نظر چند شبہات در آن مفہوم گردید از جوابش تفہیم فرمایند فقط خلاصہ عبارت عقیدۂ اول سید محمد جونپوری کے اقوال و افعال سے انکا ولی ہونا در کنار زمرۂ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی شبہہ اگر کوئی کتابی کہے کہ محمدؐ کے اقوال و افعال سے انکا نبی ہونا در کنار اہل اسلام سے ہونا مشکل ہی نقل کفر کفر نباشد نعوذ باللہ من ذٰلک کیونکہ انھون نے کہا ہی کہ اللہ بندے کے پاوان ہوتا ہی یہ حدیث صحیح بخاری مین اور مشکوۃ شریف کے باب ذکر اللہ مین موجود ہی اب اس بندے کے پاوان محمدؐ کے خدا ہین محمدؐ کا اور محمد یونکا یہ عقیدہ ہی اور انھون نے کہا ہی کہ اللہ آدم کی صورت پر سا گزرا ہی یہ حدیث بھی بخاری مین اور مشکوۃ شریف کے باب السلام مین موجود ہی ایسا عقیدہ محمدؐ و محمدیونکا ہی اور انھون نے کہتے ہین کہ مین خود خدا ہون یہ عقیدہ محمدؐ و محمدیونکا ہی کیونکہ انھون نے ظاہر خود آپ اپنے ہاتھہ پر بیعت لیکر کہتے ہین انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اب اس شبہے کا کیا جواب ہی خلاصۂ عبارت عقیدہ دوم مہدی کی شناخت تو توقف ہی وجود ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین مذکور ہین شبہہ جنکو تم نے خاتم المحدثین لکھے ہین شاہ عبد العزیز دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ کی بحث امامت مین لکھے ہین اگر در علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ بر آید و در وقتے از اوقات مردم را بر نگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند خوارق عادات و معجزات نماید یقین است کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود آب اس لکھنے سے معلوم ہوا کہ علامات احادیث صحیحہ مین اسیقدر ہین اور اگر سوائے اسقدر کے اور بھی ہوتی تو یہ شاہ صاحب خروج مہدی کا اسکے خلاف پہ ہرگز نہ لکھتے اور ظہور حضرت کا بھی وہ تین باتون حصار کے

یہ عدم تعرض مطلق اصلاً بیان نکرنے اب اسکا کیا جواب ہی اور وہ علامات احادیث صحیحہ بین بلا احتمال دخل کیا کیا ہین اور کتنے ہین معتبر کتابون کے حوالے سے بتایئے اور آپ نبیؐ کے باپ کا نام عبداللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلاف اور اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی سو اس اجماع کا خلاف کرکے آپ شیخ لکھتے ہین یہ کیسا طرز ہی اور نبیؐ فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار اب حضرت تمہارے زعم پر فی الواقع شیخ ہوتے ہوئے اس امت کو حضرت کی سیدی پر جمع کرنا ضلالت پر جمع کرنا ہی توضیح کے رکن اجماع مین ہی کہ قولہ تعالیٰ وما کان اللہ لیضل قوماً بعد اذ ھداھم یدل علی انہ لا یلقی فی قلوب قوم ھم العلماء المھدیون خلاف الحق لکونہ ضلالاً لقولہ تعالی فماذا بعد الحق الا الضلال اور پھر نبیؐ فرماتے ہین کہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار اب حضرت کی سیدی سواد اعظم ہی کہ جسپر سب اہل خلاف و وفاق سب چلے ہین اور پھر نبیؐ فرماتے ہین ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ اب حضرت کی سیادت بالجماعۃ والعامۃ ہی اور پھر نبیؐ فرماتے ہین من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیراً اب حضرت کی سیادت بالجماعت اور سبیل المؤمنین ہی پس اب حضرت کے اجداد مین ایک نام سید نعمت اللہ بعضی کتابون مین نپایا جانے سے باوجودیکہ علم انساب و تواریخ مین صدہا کتب ہوتے ہوئے اور ان سب کا مطالعہ میسر نہوتے ہوئے اور کشف الظنون مین علم انساب کی کتب کے ۲۶ نام ہین انسے عمدۃ المطالب و لطائف اشرفی کا ذکر نہین ہی پھر اسمین بھی اختلاف اول مین امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ۲۳ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین الغرض ایسی سب صورتون پر مسلسل متواتر جو اس نسب کی حضرت کے خاندان مین ثقہ بزرگون سے چلی آتی ہی سو اور دوسرے عالی متنازع خانوادون مین بھی مانند خاندان خواجہ بندہ نواز کے گلبرگہ شریف مین چلی آتی ہی سو اور امیرون کے

شجرون مین بھی یہی خبر جیسا کہ کرنول کے نوابون کے یہان موجود ہی ایسی خبر کو باطل ٹھہرا کر بر خلاف
اوس سنت وکتاب کے یقیناً حکم غلطی اور خطاے ضلالت کا اس اجماع پر ثابت کرنا کسطرح
راست و درست ہو سکے گا سو جواب دیجیے اور پھر حضرت سید محمد باوجودیکہ حسب و نسب مین
شہرۂ آفاق ہوتے ہوئے اور حضرت کے ہمعصر اور قریب کے سب معتبر لوگ حضرت کے مہدویت
کے اثبات وانکار کی دلیلون کے دریافت پر سخت تر حاجت رکھتے ہوئے اور کمال جستجو وتلاش
ان دلیلون کے ہوتے ہوئے اس اصل سیادت کو جو اس مہدویت کی بڑی معتبر کی دلیل ہے
سو خود ایسی بڑی دلیل دریافت نکرکے بلا دریافت اس سیدی پر اتفاق کر لیے ہین کہنا اور اپنی
ویسی خام دریافت پر نازان ہو کر ان سب پر الزام رکھنا بہت نامعقول غیر مناسب بات صاف
معلوم ہوتی ہے اسکا کیا جواب ہی اور پھر اس سلسلۂ نسب مین امام موسی کاظم تک فقط ایک نام اس
تمھاری خام دریافت پر ثابت نہو کر تمھارے زعم پر اس نسب مین اسقدر فتور برپا ہو تو اس
صورت پر اگر کوئی ایک کتابی سوال کرے کہ تمھارے نبی کو وحی کا اور ما ینطق عن الھوی ان ھو
الا وحی یوحی کا اور علم الاولین والآخرین کا دعوی ہوتے ہوئے عدنان تک اپنا نسب پوچھا کر
کذب النسابون الی ما فوق العدنان کہنا اور ما فوق کے سب نامون کو اسمعیل علیہ السلام تک چھپا
رکھنا ظاہر و ثابت نکرنا اولاد اسماعیل سے ہونے مین خالی فتور و خلل سے نہین ہے اس سوال کا
کیا جواب ہے اور پھر ایک تمھارے اس دریافت خام پر حضرت کی سیدی مین اسقدر خلل تمھارے ایک زعم پر
واقع ہو تو اس صورت پر لاکھون شیعہ کی دریافت وتحقیق پر جناب محبوب سبحانی قطب ربانی
غوث الاعظم پیران پیر دستگیر قدس سرہ العزیز کی سیدی مین کسقدر خلل و فتور واقع ہوئے
اس بات کا کیا جواب ہے اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر ترجیحات ہوتے ہوئے اس لفظ
سے اعراض کرکے جو آپ شیخ جابجا لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کیے ہین بیان کیجیے
والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی مرقوم ١٣ ذیقعدہ ١٢٨٠ھ ہجری راقم محمد ہوشدار خان

سر آمد اقران امثال محمد ہوشدار خان صاحب جمعدار وفقکم اللہ سبحانہ لما یحب و یرضاہ

انطرف خیر طلب مہدویان ابو رجا محمد زمان بعد تحیات فراوان واضح باد کہ رقعہ گرامی مع شبہات
مخترعہ عالم میان صاحب موصول گردید وہر چند کہ متمنائے خاطر آن بود کہ میان موصوف ہر چہ بر کتاب

ہدیۂ مہدویہ می نویسند تا منتہای ہوس خود بانجامش سانند و بعد ازان ہرگاہ کہ بجملگی برآرند و طبع کنانید و
بنظر مردم درآرند ازینطرف یکبارگی جوابش با استیعاب اغلاط ایشان نوشتہ شود و ہرچہ در ہدیۂ مہدویہ
از معائب مذہب و پیشوایان مذہب فروگذاشت شدہ فرا گرفتہ قابلیت میان و خوبیہاے بزرگان
ایشان از سر نو پیش نظر جہانیان کشیدہ شود لیکن چونکہ ایشان را امتحان تحقیقات خود شان
ضرور نمودہ مستعجلانہ براے طلب جواب شبہات چند کہ سرمایۂ محنت سہ سالہ ایشان و جواب خط
رقیمۂ بندہ مورخۂ ۲۷ شوال ۱۲۸۳ ہجری مندرجہ ہدیۂ مہدویہ صفحہ ۱۴۱ بہت دست بدامان
توسط گرامی زدند بپاس خاطر گرامی و نیز نظر بر ینکہ مشتے نمونہ خروارے باشد و انکے دلیل بسیار
بہ نگارش جوابش خامہ فرسائی نمودم و حیرانم کہ ازان اشکالات فراوان کہ در ہدیۂ مہدویہ موجزن
اند یکیرا انتخاب نمودہ بجوابش محتاج شافیہ کہ آنہم بحقیقت ہباءً منثورا و خیال خام نسبت بر جود
ورزیدہ اند سود این سوداچہ اندیشیدہ اند اما بمقدمہ کہ در ہدیۂ مہدویہ تاکید و تنبیہ بر آن رفتہ مبخاطر
خوش فہم جا نگرفتہ کہ از صدہا اشکال کہ بر ذات مہدی ایشان وارد می شوند تا وقتیکہ یکے ہم بے
جواب معقول باقی خواہد ماند مہدویت جز نقش بر آب و خیال سراب نخواہد بود چہ جاے آنکہ یکی اسم جواب
شافی نصیب نیست چنانکہ از مطالعہ تحریر آیندۂ ذیل دانشمندان را مبرہن و واضح خواہد شد ان شاء اللہ
تعالی والحق احق بالاتباع المرقوم ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۸۳ ہجری **قولہ** خلاصۂ عبارت عقیدۂ اولی
**جواب** محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین کوئی بات خلاف عقل یا قطعیات ادیان سابقہ کے
نہین ہی اور اگر کسی جا کوئی قول ظاہر موہم خلاف مقصود کا ہوتا ہی تو انکے دین مین اوسکی تاویل ہی
چنانچہ یہ حدیث کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ بندہ جب قرب نوافل کے سبب مقام محبوبیت کو پہونچتا ہی مین
اوسکے ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح ہوجاتا ہون مراد اوس سے یہ ہی کہ اس مقام مین چونکہ بندے کی تمام
حرکات موافق رضاے حق تعالی کے ہوتی ہین ساختہ و پرداختہ اسکا ساختہ و پرداختہ حق تعالی
ہوتا ہی اور جسکو گرفت و گیر کرتا ہی محض بقوت حق کرتا ہی اور یہ محاورہ دایر و سائر ہی کہ جو کام کسیکی مرضی
و اجازت سے ہوتا ہی ہر چند کہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو لیکن اوسکو اپنی طرف نسبت کرتا ہی چنانچہ
کتابون مین بلاغت کی موجود ہی کہ بنی الامیر المدینۃ وھزم الامیر الجند اور اسی قبیل سے ہی
حدیث مذکور اور یہ آیت بھی کہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور حدیث

خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستین ذراعاً کی تاویل یہ ہی کہ صورت بمعنی صفت کے ہی چنانچہ کہتے ہین کہ صورت مقدمے کی اور صورت مسئلے کی یہ ہی پس معنی یہ ہوئے کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے آدم کو اپنی صفت پر کہ سمع و بصر و علم و قدرت وغیرہا اونمین رکھکر مظہر صفات الٰہی کا کیا بعد اوسکے ایک صفت جداگانہ آدم کی بیان فرمائی کہ درازی اونکے قامت کی ساٹھ ہاتھ کی تھی اور بعض کہتے ہین کہ ضمیر صورتہ کی طرف آدم کے راجع ہی یعنی ابتدائے خلقت مین آدم علیہ السلام کو اونکی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا پیدا فرمایا نہ مانند دوسرے آدمیون کے کہ اول خلقت مین نطفہ ہوتا ہی پھر علقہ پھر مضغہ پھر بچہ پھر جوان بالغ ہو کر قامت و صورت کامل پر پہونچتے ہین بخلاف مہدویون کے کہ اونکے مہدی کی شریعت مین اونکے کلام مین تاویل کرنے سے آدمی غیر مہدی ہو جاتا ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ جو کہ فرمان مہدی مین تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی اور عقیدہ شریفہ مین لکھا ہی کہ جو شخص بیان مہدی مین کچھہ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کی ہوگا انتہی پس جن اقوال مہدی کی کہ تاویل ہو سکتی ہی اگر تاویل کرین تاویل کنندہ غیر مہدی ہو جاویگا اور اگر نکرین خود مہدی خارج فریق اہل سنت سے ہو جاوینگے اور جن اقوال کی کہ تاویل غیر ممکن ہی وہان اشکال بکطرفی اور سنت سے برطرفی نقد وقت اور مہت بدست ہی اور جو شخص کہ کتاب ہدیہ مہدویہ کو بطریق انصاف و حق طلبی مطالعہ کریگا اوسپر ظاہر ہوگا کہ کس کثرت و شدت سے شیخ جونپوری کے اقوال مخالف دین مسلمانی بلکہ تمام ادیان آسمانی کے ہین کہ اونمین تاویل کی ہرگز گنجایش نہین ہی اگر فراموش ہو گئے ہون تو تمام کتاب کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور اگر یہ بھی نہو سکے تو فہرست کو دیکھیے اور ایسے اقوال کا نشان نکال کر اون مقدمات خاص کو مطالعہ کیجیے **قولہ** خلاصہ عبارت عقیدہ دوم الخ **جواب** یہ شبہہ عالم میان کے رسائل مین بندے کی نظر سے گذرا تھا لیکن نہایت نے اصل اور میان مذکور کی غلط فہمی پر حمل کر کے بلا تعرض چھوڑ دیا تھا چنانچہ اکثر شبہات اسی قسم کے ملمعات سمجھ کر چھوڑ دیے گئے کہ عقلا ایسے کلمات بے پایہ کی طرف التفات نکرینگے یا بعد چندے میان خود مغز سخن کو پہونچکر اپنے مین آپی شرما کر چپ ہو جاوینگے لیکن چونکہ باوجود فارسی سلیس ہونے کے تحفہ اثنا عشریہ کے مقام مذکور کو اس عرصہ سالہا مین نہ سمجھے اور اس مرتبہ پردہ وساطت مین ہو کر پھر گفتگو شروع کی کشف حقیقت حال کا ضرور ہوا

اور ناچار کہنا پڑا کہ میان نے اس جائے ایک عجیب طرح کی خیانت کو کام فرمایا ہی کہ آدھی عبارت تحفہ
کی کہ جس سے کل عبارت کا مطلب کھلتا تھا اور بالعکس انکے مقصود کے مخالف ہوتا تھا چھپا کر نصف
ثانی کو نقل کر کے اولٹا مطلب بیان کیا اب تمام عبارت کو ملاحظہ کیجیے کہ صاحب تحفہ شاہ عبد العزیز
مرحوم رد مین اہل تشیع کے کہ مہدی کے غار سر من رائے مین بخوف سنیون کے پوشیدہ ہونے
اور اختفاے مطلق اختیار کرنے کے قائل ہین لکھتے ہین کہ صاحب الزمان را کہ امام ہست البتہ علم
ما کان و ما یکون حاصل خواہد بود ولا اقل از زبان کسے کہ درین غیبت از شیعہ با وے رسد شنیدہ باشد
کہ مخالفین او ہرگز دعوی مہدویت او را پیش از ہزار سال بلکہ زیادہ قبول نخواہند داشت زیراکہ
نزد مخالفین از مسلمات ہست کہ ظہور الآیات بعد المائتین بلکہ ہزار و دو صد از ہجرت می باید بلکہ بعد
ازان علامات قیامت شروع خواہند شد و نیز مخالفین او می گویند کہ مہدی سر صد خواہد بر آمد نہ در
اوسط آن و قریب بخروج عیسی بن مریم خواہد بود نہ بفاصل ازان و او را ابر سایہ خواہد کرد نہ در بلد
سر من رائے و مخرج او حرم شریف مکہ ہست نہ سر من رائے و دعوت امامت در عمر چہل سال خواہد کرد
نہ در حالت صغر و نہ در اوان شیخوخت پس اگر در علامات و امارات مذکورہ خلاف کردہ بر آید و در وقتی
از اوقات مردم را در رنگ علما و مشائخ دعوت بدین و احکام شریعت بکند و خوارق عادات و معجزات
بنماید یقین ہست کہ کسے متعرض حال او نخواہد بود انتہی آپ بغور ملاحظہ کیجیے کہ اس عبارت مین مخالفین سے
مراد اہل سنت ہین اور یہ علامات ششگانہ مذکورہ مسلمات اہل سنت سے ہین اور حاصل کلام یہ ہے
کہ اہل سنت کے نزدیک یہ علامات ضروریات مہدویت سے ہین اور شیعہ کے نزدیک چونکہ اہل سنت
مہدی غار نشین کی مہدویت کے دشمن ہین اگر وہ بزرگ بغیر ان علامات کے گاہ گاہے بر آمد ہووین
اور برنگ علما و مشائخ کے دعوت دین و احکام شریعت کی فقط کرین یعنی مہدویت کو وقت
منظور تک چھپا رکھین کوئی سنی اونکو مہدی جانکر اونکا دشمن نہوگا اور تعرض اونکے حال کا نکریگا
اونکو اسقدر غیبت دائمی اور اختفار شخصی و جسدی کیا ضرور ہی بلکہ بر ملا مانند علما و اولیا کے کرامت
و ہدایت نما بالائے زمین منتظر اپنے وقت کے بھی جی سکتے تھے اور افسوس ہی کہ اس مطلب واضح
عالم میان نے سمجھے اور اولٹا یہ سمجھے کہ شاہ صاحب اور اہل سنت بغیر علامات کے محض مشائخی اور
پیری کے طور پر مہدویت کا اعتقاد رکھتے ہین اور غضب یہ کیا کہ اوپر کی عبارت کو بالکل اوڑا دیا

دیگر نہ شخص دانشمند سالم عبارت دیکھکر مطلب کو پہونچ سکتا تھا اور میان موصوف کہ جا بجا ایسے کام کرتے ہین چنانچہ ہدیہ مہدویہ سے ظاہر ہے یہ بھی خیال آتا ہی کہ اسقدر کم استعداد و کم فہم نہون گے کہ ایسے سہل مقامون کو نہ سمجھے بلکہ اس تحریف و تغلیط مین کچھہ ثواب سمجھکر قصداً کرتے ہونگے کیونکہ انکے پیشواؤن کی سنت اور طریقہ بھی تھا چنانچہ ہدیۂ مہدویہ کا صفحہ ۹۸ ملاحظہ کیجیے کہ میان خوندمیر صدیق ولایت نے عبارت فتوحات مین بارہ جاے تحریف کی اور ایضا صفحہ ۱۰۱ دوسری عبارت فتوحات مین انھین صدیق نے چھہ جاے تحریف فاحش کی اور سوا اسکے اور بہت مقام ہین اگر کچھہ شک ہی تو مقامات مذکورہ ہدیۂ مہدویہ مین نکالکر فتوحات مکیہ منگواکر مقابلہ کیجیے تاکہ صدق آپکے صدیق اکبر کا معلوم ہوجاوے اور یہ جو آپ نے لکھا کہ علامات احادیث صحیحہ مین بلا اختلاف و ظن کیا گیا ہین بیان کیجیے نہایت حیرت ہوئی کہ آپ نے تمام ہدیۂ مہدویہ دیکھی مگر ہماری طرز بحث کو نہ پہچانا اور یہ نہ جانا کہ آداب مناظرہ سے ہمارا کیا منصب ہی اور آپ کا کیا آپ مستدل ہین کہ مدعی ہین ایک شخص خاص کی مہدویت کے دلائل لانا آپ کا کام ہے اور ہم کسی شخص خاص کی مہدویت کے مدعی نہین کہ اپنے دلائل نقل کرین بلکہ مانع با سند ہین کہ فقط اعتراض کرنا اور اوسکو مستند کردینا ہمارا کام ہی واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل **قولہ** اور آپ نبی کے باپ کا نام عبد اللہ ہونا اجماع کی خبر اتفاقی سے ثابت کیے ہین اور ہمارے حضرت کا نام سید محمد حضرت کے زمانے سے آج تک سب اجماع اہل خلاف و اہل وفاق کی خبر اتفاقی سے ثابت ہی الی قولہ صاف معلوم ہوتی ہی اسکا کیا جواب ہی

**جواب** معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے اب تک یہ نہ پہچانا کہ امت کسے کہتے ہین اور اجماع امت کیسا ہوتا ہی اور یہ بھی نہ سمجھے کہ جس چیز پر اجماع ہوا ہی وہ کیا ہی اور سند اجماع کیا ہی ورنہ اپنے مہدی کے سید محمد نام مشہور ہونے کو ہرگز اجماع امت مثبت سیادت برابر اسمیت عبد اللہ والد حضرت خاتم الرسالت کے نہ ٹھہراتے کیونکہ دونون مین فرق آسمان و زمین کا ہی اسواسطے کہ حضرت خاتم الرسالت کے والد ماجد کا نام عبد اللہ ہونا بطرح اجماع اور متواتر ہوا کہ ہنگام ولادت جب انکے والدین نے عبد اللہ نام رکھکر مدت الحیوۃ اسی نام سے پکارا تمام اہل مکہ وغیرہ اہل عرب نے سنا اور جانا اور حضرت رسالت پناہ نے بھی بارہا اقرار کیا اور یہی نام بتایا اور تمام عرب بعد اسلام کے بھی اوسی نام کو جانتے اور مانتے رہے اور تمام صحابہ اسی بات پر اتفاق اور اجماع رکھتے رہے کہ آنحضرت

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہین اور حسب بلاد روم و شام و مصر و ایران و توران وغیرہ مفتوح
ہوئے تمام اہل آفاق مذکورہ کو زبان صحابہ و سائر اہل عربستان کے یہ خبر پہونچی پھر جہانتک جہان
مین آوازہ دولت محمدیکا پہونچتا گیا یہ نام بھی آویزہ گوش ہر ادنی و اعلی کا ہوتا رہا اور ہر قرن
سابق قرن لاحق کو یہ خبر پہونچاتا آج تک چلا آیا اور ہر قرن مین تمام امت نے اسکو تسلیم
کیا پس یہ خبر اجماعی ہر قرن مین اور متواتر رہی کہ آج تک ایک فرد بشر نے بھی اسکا انکار نکیا بلکہ
عوام مؤمنین بھی کہتے ہین کہ چار کرسی پیغمبر کی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف
ہین پس اس خبر اجماعی متواتر یقینی پر یقین کرنا جیسا کہ اہل سنت کے نزدیک فرض و لازم ہی اور
انکار اوسکا کفر ہی ویسے ہی مہدویون کے نزدیک بھی ہی چنانچہ سید میران جی بن سید سلام اللہ
کے سلسلے مین لکھا ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت اور صحابۂ ولایت کافر ہین لیکن با این ہمہ انکے
مہدی نے اس خبر اجماعی متواتر یقینی کا انکار کیا چنانچہ انصاف نامے کے باب اول مین کہ مہدویونکی
نہایت معتبر کتاب ہی لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی
اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدیکا نام میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے
نام کے موافق ہوگا اور تمہارے باپ کا نام تو سید خان ہی اونھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے
باپ مرد کافر تھے اونکا نام عبد اللہ کیونکر ہوسکتا ہی بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور میرے باپ کا
نام بھی محمد عبد اللہ ہی اور ابن کا لفظ سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھدیا ہی انتہی سبحان اللہ یہ عجیب سخن ہی
سوا انکے جہان مین کسی سے سرزد نہوا اب مہدوی لوگ از برائے خدا انصاف سے جواب
دیوین کہ تمام جہان کے مخالف تمہارے مہدی اس کلام مین صادق ہین یا کاذب کوئی انسان
ہوش و حواس ثابت رکھتا ہوا ہرگز نہین کہہ سکتا ہی کہ صادق ہین بلکہ بلاشک اس سخن مین کذب
صریح انسے سرزد ہوا پس جو شخص کہ ایسی بات مین کہ جہان پر روشن ہی جھوٹ بولنے مین احتیاط
نکرے اوسکو ایسے امر باطنی و مخفی مین کہ مجکو خدا نے مہدویت کا حکم بھیجا ہی جھوٹ بولنا کیا
اچنبا ہی اور جبکہ ایک جھوٹ بھی ثابت ہوا وہ شخص مہدی کب ہوسکتا ہی کہ تمہارے نزدیک
مہدی معصوم چاہیے چہ جائے آنکہ سوائے اسکے اور بہت سے کذب و اغلاط اونسے سرزد
ہوئے ہووین کہ مطالعۂ ہدیۂ مہدویہ سے معلوم ہوتے ہین غرضکہ وعیدات احادیث ان اللہ لا یجمع

لا یجمع الله امتی علی ضلالة ویدالله علی الجماعة فمن شذ شذ فی النار اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار اور آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا وغیرہا جسقدر کہ تمنے ہمارے حق مین لکھی ہین یہ سب مہدویہ پر صادق آتی ہین اور یہ بھی تمھارے مہدی کی تقریر صدر سے معلوم ہوا کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب کے کہ زمین سے آسمان تک سب اونکی پیغمبری کے معتقد ہین یہ بزرگ معتقد نہین ہین بلکہ انکے پیغمبر محمد عبد اللہ نامے کوئی شخص فرضی ہین کہ یہ اونپر ایمان لائے ہین اور اونھین کی تصدیق کرتے ہین کہ لا الہ الا اللہ محمد عبد اللہ رسول اللہ اور ان محمد عبد اللہ فرضی پیغمبر کے باپ کا نام ابتک نہ معلوم ہوا کہ کیا ٹھہرایا گیا ہی لیکن چونکہ یہ تمام اوکھاڑ پچھاڑ فقط اتنے واسطے ہی کہ اپنے باپ کا نام اور پیغمبر کے باپ کا نام ایک ہوجاوے اور یہ بغیر اسکے ہرگز نہین بنتا ہی کہ اودھر بھی نام عبد اللہ کا ہو اگر نام سید خان بتلایا جاوے پس ناچار عندیہ مین بھی ہوگا ورنہ جواب منتج مقصود اور مسکت سائل نہین ہوسکتا ہی لیکن پھر انتہا عندیہ معلوم نہوئی کہ یہ سید خان فرزند عبد المطلب کے ہین یا کسی اور خاندان سے ہین سبحان اللہ عجب پریشانی ہی کہ جیسا کہ اپنا نسب تیرھوین پشت پر گم تھا اپنے پیغمبر کا نسب پہلی پشت پر گم کردیا اور طرفہ یہ کہ باوجود ایسے کلمات کے مہدوی انکی شان مین لکھتے ہین کہ ما ینطق عن الہوی حجت اجماع و تواتر تحقیقی بخوبی ذہن نشین ہوچکا اب اپنی طرف کے اجماع کا حال کہ جسکو تمنے اجماع امت ٹھہرایا ہی سنیے کہ اجماع امت جب ہوتا ہی کہ تمام امت محمدی مشرق سے مغرب تک ایک بات پر اتفاق کرے جیسا کہ حضرت کے محمد بن عبد اللہ ہونے پر سب کا اتفاق ہی نہ یہ کہ چند شہر ہند و گجرات و دکن والے تمھارے مہدی اور انکے خاندان والون کی زبان سے سنکر اونکو سید محمد بولنے لگے اور اجماع امت ہوگیا حالانکہ تمام اقالیم اسلام مین مانند روم و شام و مصر و مغرب و عربستان و ایران و توران و ترکستان و ختا و ختن و افغانستان وغیرہا مین اونکا کسینے نام بھی نہ سنا بلکہ ہندوستان کے بڑے شہرون مانند لاہور و ملتان و دہلی و لکھنؤ و بنگالہ مین کسینے نہ پہچانا اور اگر ان ملکون مین کوئی انکا نام بھی لیتا ہی تو لوگ متحیر ہوتے ہین کہ یہ کون شخص تھے اور یہ کیسا مذہب ہی اب اجماع امت کہانسے ہوا اور قطع نظر اس سب سے اتنا غور نہین کرتے کہ یہان تواتر و اجماع ادعائی کس بات پر ہی میان نعمت اللہ یا اونکی اولاد مین

کوئی شخص اول مرتبہ ہندوستان مین خدا جانے کہان سے وارد ہوئے اونھون نے اپنے تئین سید
کہلایا لوگ اونکی زبان سے گواہ ہوے نہ یہ کہ انتہا نسب تک مسلسل حقیقۃً مطلع ہو گئے ہون کہ وہ
اب تک کسیکو حل نہوا ایسی گواہی مدعی کی زبان کی ہوئی حقیقت حال کی یہ گواہی لغو اور ہیچ
ہوا کرتی ہی اور یہ گواہی زبانی بھی میان نعمت اللہ تک پہونچکر منقطع اور ختم ہو گئے کہ جب کوئی بیٹا اور پوتا
اور پرپوتا امام کاظم کا نعمت اللہ نکلا نعمت اللہ کے باپ کا پتا لگا کہ کون تھا اور شیخ تھا یا سید
یا مغل تھا یا افغان یا گرد تھا یا ترکمان اور وطن عربستان تھا یا مغلستان یا افغانستان تھا
یا ترکستان یہ تمام مقدمہ مجہول رہا اور مہدویت کہ اوسیکے واسطے سیادت ضرور قطعی ہی وہ بھی
بلاشبہہ مجہول ہوئی سبحان اللہ اس مجہول و مشکوک مہدویت پر تمام جہان کا ایمان اور بڑا کفر کا
فتوی دے بیٹھے ہین اور ایسے مجہولیت پر اعتنا نہ سمجھنا بلکہ دوسری بہت سی باتین تمھارے
شیخ مین ایسی ہین کہ قطعًا و یقینًا بطلان مہدویت کا لازم آتا ہی کہ اگر دانشمندانہ ہدیۂ مہدویہ کا
مطالعہ کیے ہونگے تو سمجھے ہونگے اگر در خانہ کس ست حرفی بس ست شعر وگر صد باب حکمت پیش
نادان بخواند آید ش بازیچہ در گوش غرضکہ طریقۂ مذکور الصدر کچھ خاندان شیخ جونپوری پر منحصر
نہین ہی بلکہ تمام جہان کا دستور یہی ہی کہ جب کوئی تازہ وارد اپنی ذات بیان کرتا ہی سامعین وسکی
زبانی وہی ذات اوسکی نقل کرتے چلے جاتے ہین نہ یہ کہ ہر شخص اپنا نسب نامہ بغل مین لیے پھرتا ہو
اور نام کے ساتھہ بتلا دیا کرتا ہو تا کہ اوس ذات سے پکارنے والے اوسکے سب نسب پر بھی مطلع
ہو جایا کرین البتہ جبکہ حاجت پڑتی ہی اوسوقت نسب نامے منگوائے جاتے ہین اور اکثر اہل عرب
کو زبانی اپنے نسب نامے یاد ہوتے ہین اوسوقت اوس نسب نامے کو کتابون علم انساب سے
کہ کسوٹی نسب آزمائی کی ہین مقابل کیا جاتا ہی جسکا نسب صحیح و صاف ہوتا ہی طابق النعل بالنعل
مطابق پڑتا ہی اور جس شخص نے کہ اپنے بزرگون کے نام کو زبردستی کسی شخص عالی مقام مشہور
کا نام سے ملا دیا ہی اوس نام کا سراغ اوس عالیمقام کی اولاد یا اولاد الاولاد مین نہین نکلتا ہی تو وہ
شخص اگر خدا ترس ہی تو نادم ہو کر داخل النسب ہونے سے کہ بڑا سخت گناہ ہی توبہ کرتا ہی اور اگر
طمع دنیا یا ضد اوسکے دل پر چھائی ہی تو مہدویون کی طرح اپنی آخرت سے خوف نکرکے ضد و اصرار کرتا
جاتا ہی اور کسیکی نہین مانتا ہی کہ مرغ ایک ٹانگ کا ہی اور رسول اور اگر یہ کتابین علم انساب کی نہوتین

تو آج جسکا دل چاہتا امیر تیمور و امیر عثمان خان و قلیج خان و امام ابو حنیفہ و امام موسی کاظم و شیخ عبد القادر
جیلانی کے نسب مین گھس جاتا اور سب کتابین علم نسب کی دیکھنا ضرور نہین ہی اسواسطے کہ بات
واسطے آدمی کے متعدد نہین ہوتے ہین اس سبب سے ان کتابون مین اختلاف بہت کم ہوتا ہی کہ اکثر جو
بات ایک کتاب مین نکلتی ہی وہی سب مین نکلتی ہی اگر تمکو شبہہ ہی اس امر کا امتحان کیجیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ
اگر تمام کتابین علم انساب کی دیکھوگے میان نعمت اللہ کے نام کا خاندان موسوی مین پتا
نپاؤگے ابھی ایک کتاب بھی آپنے اس فن کی نہین دیکھی اتنا غوغا بیفائدہ کیا ضرور ہے
اور کشف الظنون والے نے یہ دعوی نہین کیا ہی کہ جہان کی معتبر کتابونکا شمار کردونگا تم خود
لکھتے ہو کہ علم انساب مین صدہا کتابین ہین اور کشف الظنون مین فقط چھبیس کا شمار کیا ہے
اسواسطے کہ اوسکے مصنف کو اوسیقدر نظر آئین اور پسند سے نہ کہ عمدۃ المطالب فی نسب
آل ابیطالب اور لطائف اشرفی سے احوال نسب کا لکھا ہی یہ کتابین تمہارے مہدی کی پیدائش
سے مدتہا پہلے تصنیف ہوئی ہین اور نہایت معتبر ہین اور نہایت حیرت یہ ہی کہ آپ لکھتے ہین
کہ کتاب اول مین موسی کاظم کے ۳۳ فرزند اور دوم مین ۶۰ فرزند مکتوب ہین نہایت غضب کی
بات ہی کہ آپ حسب ہدیہ مہدویہ کی عبارت نہ سمجھے تو کیا کیا جاوے اوسمین یون لکھا گیا ہی
کہ عمدۃ المطالب مین لکھا ہی کہ موسی کاظم کی اولاد صلبی ساٹھ عدد ہین ۳۷ بیٹیان اور ۲۳ بیٹے
اور لطائف اشرفی مین لکھا ہی کہ ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تئیس لڑکے انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ کیسی صاف عبارت ہی اور آپ نہ سمجھے شاید کہ لفظ فرزند سے آپ کو دھوکا
ہوا اور یہ نہ سمجھے کہ لفظ فرزند فارسی مین عام ہی مذکر مؤنث کو حالانکہ نیچے اوسکی تفصیل موجود
تھی اوسگلے علماء اہل سنت نے تمہارے مہدی کا ذکر نے وقت جو تلاش اونکے نسب کی
نکی سبب اوسکا یہ تھا کہ سیادت دنیا مین کمیاب نہین ہی کسیکے دل مین بھی یہ خطرہ نہ گذرتا
تھا کہ لاکھون آدمی دنیا مین سید صحیح النسب موجود ہوون اور ان بزرگ کی سیادت مجہول
نکلے اور اول بندے کو بھی یہی دھوکا تھا یہ سب عالم میان کی عنایت کا سبب ہی کہ اپنا نسب نامہ
لاکر دکھلایا اور اس نعمت غیر مترقبہ کو ہاتھہ لگایا اور جب اللہ تعالیٰ اپنی حجت کامل فرمایا
چاہتا ہی ایسے اسباب قائم کرتا ہی ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اب وقت خروج

توبہ کا ہی نہ شور و شغب کا وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ **قولہ** اور پھر اس سلسلۂ
نسب مین امام موسی کاظم تک فقط ایک نام الی قولہ متعدد واقع ہوئے اس بات کا کیا جواب ہی
**جواب** نسب ظاہر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کا کتابون علم انساب مین ذیل
اعقاب امام حسن مجتبی علیہ السلام مین مسلسل و متصل مسطور ہی اور شبہہ شیعہ کا محض اوہم و نے دلیل
کہ قابلیت التفات و سماعت کے نہین رکھتا ہی یہی مذکور ہی اور نسب عدنان کا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
تک بھی بلا انقطاع و انفصال بروایات متعدد و متنوعہ مسطور ہی لیکن اختلاف روایات سے کہ
کذب بعضے رواۃ و طرق کا لازم آتا ہی اوسکی تنقیح و تفتیش کردی گئی ہی ہرچند کہ راقم کے اسوقت
وہ سب پیش نظر ہی لیکن نقل کرنا اون سب جوابات طولانی کا عبث سمجھتا ہی اسواسطے کہ
ہماری تمھاری بحث کو اوس بحث سے ہرگز مناسبت نہین ہی کیا تمکو اتنا بھی معلوم نہین ہی کہ
ولایت اور پیغمبری کسی ذات و نسب پر موقوف نہین ہی ولایت کسب سے تعلق رکھتی ہی کسی ذات
و خاندان سے اوسکو خصوصیت نہین ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند **شعر** حسن ز بصرہ بلال
از حبش صہیب از روم ٭ ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبی است ٭ اور نبوت محض داد حق ہی کسی
قوم و خاندان کا اوسمین اجارہ نہین ہی اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ لیکن جب پیغمبر سے
معجزات و اخلاق مطابقہ و مسلمہ ادیان سماویہ سے ثابت ہوجاتے ہین وہ پیغمبر جو خبر دے بالمشافہہ
سننے والونکو مطلقا قطعی ہوتی ہی لیکن دور والونکو اوسمین سے جو متواتر پہونچی وہ قطعی ہوتی ہے
ورنہ ظنی ہوتی ہی پس جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ثبوت رسالت کے خبر دی کہ مین اولاد
اسمٰعیل و ابراہیم سے ہون بالمشافہہ سننے والونکو بالقطع معلوم ہوگیا اور ہمارے حق مین چونکہ
بطریق خبر احاد کے پونہچا ظنی ہوا اور نسب نامہ عدنان کا بھی کہ ظنی ہی وہ ظنی اس ظنی کے مطابق
ہوتا ہی اور اگر نہ بھی ہوتا تو چندان ضرورت نہ تھی کہ بعد قطعی الثبوت ہوجانے پیغمبری کے کہ
کوئی نسب اوسکا موقوف علیہ نہین ہوتا ہی قول پیغمبر کا ایسے ابواب مین کفایت کرتا ہی بخلاف مہدویت
کے کہ قول پیغمبر کا ہم تک متواتر پونہچا کہ مہدی موعود سید فاطمی ہوگا پس مہدویت سیادت پر
موقوف ہوئی جب تک سیادت خارج سے ثابت نہو جاوے مہدویت بے اصل محض ہی اور مدعی
مہدویت کا کوئی قول واجب التسلیم نہین ہی اور اگر انھین کے قول سے آپ کی سیادت تسلیم کیجاوے

دور محال لازم آوے کہ سیادت مہدویت پر موقوف اور مہدویت سیادت پر موقوف ہوئی کہ کوئی عاقل نمانے گا اور خارج سے ثابت ہونیکا حال تو اوپر معلوم ہو چکا کہ افواہ عام بھی بیان نعمت اللہ تک تمام ہی اونکے نہ باپ کا نام ہی نہ دادیکا نشان اور یہ جو تمنے استعجاب کیا کہ پیغمبر تو علم الاولین والآخرین کا رکھتے ہوے مافوق عدنان اسما کو ثابت نکیا اوسکا جواب ہدیہ مہدویہ کے باب اول عقیدہ مفدہم مین مذکور ہی کہ ہمارے اعتقاد مین پیغمبر کو تمام موجودات اولین و آخرین کا علم نہین ہوتا ہی اور قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی البتہ تمہارے مہدیکو دعوی تھا کہ بندیکو حالات جملہ موجودات اور تمام مؤمنین اور مؤمنات کے مانند دانہ رائی کے ہاتھ مین رکھے ہین لیکن باوجود اس دعوے غیب دانی کے نسب خاندانی بھی برابر نہ بتلا سکے **قولہ** اور پھر باوجود اس سیادت پر اسقدر زیر جیجات ہوتے ہوئے اس لفظ سے اعراض کرکے جو آپ جابجا شیخ لکھتے ہین یہ شیخی کس دلیل سے ثابت کی ہی والا یہ ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی فقط **جواب** گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ہد از شمایک تن نشد اسرار جو ۴ آپ بہت تکلیف دیتے ہین کہین عبارت منقولہ مین تحریف کرتے ہین جیسا کہ تحفہ کی عبارت کا حال کہا اور کہین عبارت منقولہ کو سمجھتے نہین جیسا کہ ہدیہ مہدویہ مین ساٹھ کو تئیس سمجھے اور کہین لفظ فارسی کو نہین سمجھے ہین جیسا ہدیہ مہدیہ لفظ فرزند کو نہ سمجھے اور کہین لفظ عربی کا محاورہ نہین پہچانتے ہین چنانچہ لفظ شیخ کو نہ پہچانا کہ بمعنی پیر و استاد کے مستعمل ہوتا ہی جیسا کہ سب جانتے ہین کہ شیخ عبد القادر جیلانی اور شیخین بمعنی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف اور شیخ حسن افغان کہ ولی کامل ہین اور شیخ عبد الحق دہلوی کہ بمعنی معنی مستعمل و متداول ہین اور چونکہ تمہارے مہدی جونپوری تمام فرقہ مہدویہ کے پیر و استاد ہین اس ارادے سے اونکو جابجا شیخ جونپور اور شیخ مہدویان لکھا گیا ورنہ ہمکو جب اونکی سیادت متحقق نہوئی دوسری ذات و بات کہان سے ثابت ہوئی ہمکو کیا معلوم کہ وہ ذات مین شیخ تھے یا پٹھان مغل تھے یا ترکمان تمکو مناسب ہی کہ تم کوئی معلم و استاد نوکر رکھکر اوس سے اول معنی عبارت و الفاظ کے سمجھ لیا کرو تب کسی سے مقابلہ کیا کرو ورنہ خصم کو کیا نقصان ہی کہ اول آپ کی عبارت منقولہ کے فقرات بھی کامل کریگا پھر اوسکا مطلب بھی سمجھاوے گا پھر الفاظ عربی و فارسی کا محاورہ اور معنی بھی بتلاویگا تب سوالات کا جواب

دیویگا کہ لادر یولدادیوںلہ نکنے والا اسا دیو دوسرے یہ کہ جسقدر آپ ہم سے مباحث
اور تقریر و تحریر بڑھاتے ہو آپ کے مذہب کے پیشواؤن اور مقتداؤن کی
بدنامیان بڑھتی جاتی ہین اور اونکی کتابون کی غلطیان اور تحریر کی خطائین
سب معرض ظہور مین آتی ہین اور سیکڑون برس کی باتین چھپائی ہوئی
بزرگون کی برملا طشت از بام ہوجاکر اہل زمانہ کا مشغلہ دل لگی ہوجاتی ہین
اور چونکہ بعد سرزد ہونے سوال کے بغیر لکھے اون مقدمات سے
نہین بنتا ہی ناگزیر لکھنا پڑتا ہی لیکن خلاف وضع ہونے سے
نویسندہ شرماجاتا ہی مگر افسوس کہ آپ کو کچھہ بھی خیال
وپاس اپنے بزرگون کا نہین آتا ہی منصف دانشمند
اور دانائے حق پسند کو ایک کتاب ہدیۂ مہدویہ
واسطے راہ راست پر آنے اور ہدایت پانے
کے بس ہی اور ضد و تعصب کی صورت
مین کتاب آسمانی بھی عبث ہی شعر
مرد باید کہ گیرد اندر گوش ور نوشتست
پند بر دیوار + اللھم
اھد قومی فانھم
لایعلمون
واجعلھم
امۃ یھدون
بالحق
وبہ یعدلون

تمت

## حال شہادت مصنف این کتاب جناب مولانا محمد زمانخان تغمدہ اللہ بالرحمۃ والرضوان

تقریر عنبر ان صداقت نہاد و تحریر اخبارات و نامہ نگاران حیدرآباد سے یہ معلوم ہوا کہ ایک جماعت مشہور بفرقۂ مہدویہ ساکنان حیدرآباد کا یہ مذہب اور اعتقاد ہی کہ حضرت امام مہدی آخرالزمان جو ہونیوالے ہین پیدا ہوکر غائب ہو گئے اور یہ لوگ سید محمد جونپوری اپنے مجتہد کو ایسا مانتے ہین کہ تمام انبیاء اولیا سے افضل جانتے ہین ع پچاس برس گذرے کہ یہ قوم مرتکب خونریزی اہل اسلام ہوکر چند مسلمانون کو شہید کر کے سزایاب ہو چکی ہی چنانچہ اب بھی انکے مجتہد نے ایک کتاب بتائید مذہب خود و مذمت اہل سنت و اہل تشیّع تصنیف کر کے جواب لکھنے کا اشتہار جاری کیا تھا مگر علماے اہل اسلام نے ع جواب جاہلان باشد خموشی ٭ پر عمل کیا مہمل سمجھکر جواب نہ دیا تب اہل فریق مہدوی براہ تعلّی یہ زبان پر لائے کہ اہل اسلام ہماری کتاب کے جواب مین عاجز آگئے اوسوقت جناب مولانا محمد زمانخان صاحب شہید مرحوم اوستاد حضور پرنور تاجدار دکن نے بحمیت اسلام واسطے غرور شکنی فرقۂ مذکورہ کے کتاب ہدیۂ مہدویہ حاوی جملہ دلائل اوسکے جواب مین تصنیف فرماکر اونھین کے اقوال مسلمہ سے اونکے دعوی باطل کو ملیامیٹ فرمایا کہ اونکے مجتہدونکو کچھ جواب بن نہ آیا اور جناب مولانا صاحب مرحوم اس کتاب کے صلے مین خدا سے طالب خلعت شہادت ہوے مجیب الدعوات نے دعاے مولانا قبول فرمائی اور سید محمد مذکور نے تشنۂ خون ہوکر اپنے معتقدین سے کہا کہ جو کوئی مولوی صاحب کو شہید کرے گا ہم اوسکو دو مکان مروارید اور چار درخت خرما بہشت مین دینگے اس ابلہ فریبی پر ایک جوان عمر بائیس سالہ بیڑا اوٹھا کر منتظر موقع رہتا تھا اس عرصے مین حضور نواب مختار الملک بہادر بتقریب ملاقات شاہزادہ پرنس آف ویلز صاحب بہادر تشریف فرماے کلکتہ ہوے اوس نے مغرب حاکم بیدار مغز سے شہر خالی دیکھکر موقع پایا جب شام سہ شنبہ چھٹی ذیحجہ ۱۲۹۲ ہجری کو جناب شہید مرحوم حسب معمول مع دو خدمتگارون کے مسجد مین تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دوزانو بیٹھکر مصروف تلاوت کلام مجید ہوئے اور ایک خدمتگار واسطے رفع حاجت کے باہر گیا تب وہ سنگدل مسجد مین آیا اور جناب ممدوح کو سلام کر کے ستون کی آڑ مین جاکر پس پشت شہید مرحوم کے ایسا کٹار مارا کہ سینے کے پار ہو گیا پھر ایک کٹار سر پر اور دو شہرگ پر مارے مولانا ممدوح نے کلام اللہ پر سر رکھکر شربت شہادت نوش فرمایا خون شہید مرحوم آیۂ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ پر

گرا اور ایک اخبار مین لکھا ہی کہ خون آیہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ پر گرا سبحان اللہ مولوی صاحب نے
عین تلاوت کلام مجید مین مسجد کے اندر خلعت شہادت سے سرفراز ہو کر درجہ شہادتین پایا
ورثہ حضرات ختنین ہاتھہ آیا یعنی تلاوت قرآن نشان شہادت حضرت عثمان ذی النورین کی جاہ کی
اور مسجد مین شہید ہونے سے شہادت حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی گواہ ہی اہل اسلام اس حادثے
سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور قاتل بھی گرفتار ہوا جب لاش مرحوم واسطے نماز جنازہ
مکہ مسجد مین آئی بیس ہزار نمازیونکا ہجوم ہوا اسپر بھی ہزارون کو نماز نملی تب تا دفن چودہ جماعتین نماز کی
ہو کر اپنے مدرسے کے صحن مین دفن ہوئے حضور پر نور فرمان فرمائے دکن کو اس حادثہ جانگزا سے نہایت
صدمہ ہوا تمام اہل اسلام نے فرقۂ مذکورہ کا قلع و قمع کرنا چاہا چونکہ یہ قوم شہر کے باہر رہتی ہی حکام
فرنگ دروازے شہر کے بند کر کے مانع خونریزی ہوئے پھر تمام اہل اسلام جناب مولوی مسیح الزمان
صاحب برادر شہید مرحوم کے پاس آئے اور کہا ہم انتقام خون شہید کے واسطے دست بقبضہ ہین
مولوی صاحب ممدوح نے براہ دانائی و صبر و شکیبائی انتقام اسکا رائے حاکم پر حوالہ کیا فساد نہونے دیا
اسپر بھی چند مسلمانون غریب نے قصد انتقام کا کیا اور سپاہیان پولیس و کوتوالی روک سکے ناظم
کوتوالی نے دروازے شہر کے بند کر لیے لیکن ایک سکھہ نے باشارہ ایک دفعدار فرقۂ مہدویہ کے دو دیندارون
نے اوپر مار کر شہید کیا اور جناب مختار الملک بہادر نے شہر مین آ کر لوگونکو آمادہ خونریزی پا کر سبکی
دلداری کی اور فرقۂ مذکور کے پیرزادہ اور اغیش شر کا کو گرفتار کر کے انسداد خون ریزی کا بند و بست
فرمایا جناب مولانا صاحب شہید مرحوم کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہین کہ مولوی صاحب نے تین مرتبہ خواب مین
بشارت شہادت کی پائی یعنی اول شب عید الفطر کو عالم خواب مین ایک مکان عالیشان کے در پر
آپ پہونچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہی اور اہل بیت رضو پر پارچہ ملبوس
کی تکلیف ہی مولوی صاحب نے فوراً بازار جا کر دس روپیہ کا پارچہ لا کر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور
پسند جناب اہل بیت رضو نہوا مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے
ناپسند ہوا بجز اسکے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت سے مولوی صاحب کو عطا ہوا مولوی
صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اوس روز سے آپ نے خواب خود کم کر کے تنہائی
اختیار کی اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر موجب شہادت ہی نہین معلوم کون مجکو

شہید کریگا پھر بعد چند روز کے دوسرا یہ خواب دیکھا کہ جناب شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم در الطہر پر حاضر ہوئے دربانون نے اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جا ہے شہدا کی ہے اندر سے صدا آئی کہ آنے دو یہ بھی شہید ہی آپ نے اندر جا کر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست مبارک میں قدح شربت ہی فرماتے ہین کہ یہ شربت اسکو دو ان پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے بعد اسکے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ مجلس انور جناب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین مین آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبروئے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا کھولکر رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کیے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو سرفراز فرمایا آپ نے بصد تعظیم و تکریم اوسکو لیکر تمام جسم پر ملا اور سر پر بھی رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے یہ تینون خواب مولوی صاحب مغفور نے اپنی والدہ اور جمیع طلبائے مدرسہ سے بیان فرمائے اور طلباء نے واسطے حفاظت و نگہداشت مولوی صاحب کے تاکید کی مگر اوس زمانے میں مولوی صاحب اپنی سواری کے ساتھ لوگ کم رکھتے تھے مولوی صاحب شہید نے اپنی والدہ صاحبہ کی خدمت جیسی کی اور جیسی تعظیم و تکریم بجا لائے ایسا کسی شخص نے نہ کیا باون برس کی عمر علم اور خدمت والدہ اور عبادت مین صرف ہوئی مولوی صاحب کو کسی شخص نے گرم ہوتے اور غصہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ابن دیبائے صفا و وفا اسیکا نام ہے کہ جناب مولوی صاحب نے بسلسلۂ خدمات اہل بیت رسالت و شہید کربلا اور باریاب بارگاہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر ہر جگہہ خلعت شہادت پایا اور یہ بھی شہید مرحوم کی کرامت کامل ہے کہ اس عاجز محمد عبد الرحمن شاکر کی زبان پر یہ فقرۂ تاریخ شہادت بیساختہ آیا (شہادت کامل یافت)

## ایضاً قطعہ تاریخ شہادت از شاکر

خورشید ہدایت و کرامت
تھے دل سے وہ تابع شریعت
تھا نور خدا سے دل منور
کرتے تھے وہ رات دن عبادت

پابند رہے سدا رسالت
استاد تھے والی دکن کے
لاریب تھے صاحب طریقت
تعلیم حدیث و فقہ و تفسیر

خوش خلق محمد زمان خان
مقبول خدا فرشتہ سیرت
جز ذکر خدا نہ تھا کوئی کام
یہ شغل تھا اور یہی ریاضت

ہر وقت تھا فیض عام جاری
ہر ایک کو کرتے تھے ہدایت
تھے عابد و متقی و زاہد

ہادی طریقت و حقیقت
عاشق تھے خدا و مصطفی کے
قرآن حدیث سے تھی الفت

بوبکرؓ و عمرؓ کے تھے وہ پیرو
عثمانؓ و علیؓ سے تھی محبت
مسجد مین وہ شب کو مثل عثمان

قرآن کی کرتے تھے تلاوت
ایک دشمن دین و بدگہر نے
ازرہ بغاوت و عداوت

خنجر سے شہید کرکے اونکو
پہنا گردن مین طوق لعنت
خون سے ہوا تر کلام باری

عثمان غنی کی پائی دولت
فانظر کیف سے مفسدین تک
پر خون تھا کلام رب عزت

مسجد مین علی کی طرح شب کو
حاصل ہوئی اونکو یہ سعادت
کیا مرتبہ جبریل پایا

اللہ نے اونپہ کی عنایت
کافور بہشت لایا رضوان
تھا خون شہید غسل میت

ہنگام نماز بر سر نعش
تھی بیس ہزار کی جماعت
چودہ تھیں جماعتین بدفعات

اللہ ری نمازیون کی کثرت
کی جان نثار راہ حق مین
اللہ نے بخشا باغ جنت

درہائے بہشت تھے کشادہ
نازل تھی خدا کی اونپہ رحمت
ہو کر کے وہ سرخرو خدا سے

جنت مین گئے بشان و شوکت
قرآن جو خون سے تھا افشان
رضوان و ملک نے کی زیارت

دیکھا جو کلام پاک پر خون
جبریل امین بسال رحلت
فرمانے لگے خدا ہی شاہد

قرآن سے عیان ہے یہ شہادت ۱۲۹۲ھ

**ایضاً از شاکر**

بحکم قضا چون محمد زمان خان
ز حق یافتہ او شہادت سعادت
ز طبع رسا سال تاریخ شاکر
بگو چون علی شد بمسجد شہادت ۱۲۹۲ھ

**ایضاً**

محمد زمان خان ز حکم قضا
بہ بحر شہادت چو شد آشنا
ہمین مصرع سال شاکر نوشت
عبائے شہادت ز حق شد عطا

**ایضاً از حافظ محمد ابوسعید خان خلف محمد عبدالرحمن خان صاحب**

گشت محمد زمان خان چو شہید از قضا
بہر شہادت گواہ گشت کلام خدا
سال شہادت سعید در سن ہجری چنین
گفت حسیم ودود کرد شہادت عطا ۱۲۹۲ھ

## ایضاً

خان ذیشان بست ذیحجه
جان فدا کرد بذکر معبود
بهر تاریخ شهادت رضوان
یافت اکلیل شهادت موعود
۱۲۹۲ھ

## ایضاً آمد از دکن

مولوی زمان حامی دین
فیض علمش بعالمی برسید
بر روانش بباد رحمت حق
حیف صد حیف قاتلش گردید
پاس قرآن نکرد و نی مسجد

عالم عصر و صاحب توحید
هدیهٔ مهدویه کرد رقم
زانکه در راه حق بجان کوشید
روز سه شنبه ماه ذی‌حجه
در تلاوت بریخت خون شهید
شاهد قتل شد کلام مجید
۱۲۹۲ھ

معدن جود و مخزن اخلاق
ره طلب را نمود در ره سدید
لیک مردی ز قوم مهدویه
به شششم چون غروب شد خورشید
خون بمصحف چکید هاتف گفت

## ایضاً از منشی عنایت حسین صاحب

محمد زمان خان مرد سعید
همیخواند قرآن رب وحید
پس پشت زد خنجر آبدار
چو فرق علی خورد زخم شدید
بقرآن چو عثمان جنت مکان
شده شاهد آن شهید رشید
چو غسل شهادت زخون شد بشرع
بفردوس عنقای روحش پرید

بود رحمت حق بر وحش مزید
که ناگه ستمگار بدروزگار
دگر خنجر کین بشهرگ کشید
بسجده درآمد سر بانیاز
ز لخت جگر قطرهٔ خون چکید
بقرآن شده گوهر جان نثار
تن خاک در مهد خاک آرمید
درون دل تاجدار دکن

به سه شنبه ذیحجه شام ششم
پی قتل چون ابن ملجم رسید
سر ناکشد خنجر آن لعین
زخون لاله‌گون شد کلام مجید
کلام خدا مسجد کردگار
ازین خون بها باغ جنت خرید
ازین گلشن پر خزان از قضا
ازین حادثه خار حسرت خلید

برون رفت از جسم چون جان جان
عنایت بگو شد چو عثمان شهید
۱۲۹۲ھ

## ایضاً للغیره

تاریخ چھٹی تھی حج وقت عشا تھا
داخل ہوا مسجد میں بصد خضوع و جلاوت

فرماتے زمان خان تھے قرآن کی تلاوت
ماری جو کٹار اسنے تو مصحف ہوا رنگین

فرصت جو ملی اتنی تو اک مہدی ذی‌جاہ
یاد آئی ہمیں حضرت عثمان کی شہادت